ارشاداتِ حضرت مسیح موعودؑ بابت مختلف ممالک وشہر



ادارہ الفضل آن لائن لندن



ارشادات حضرت مسیح موعودؑ

بابت مختلف ممالک و شہر

ادارہ الفضل آن لائن لندن

رابطہ کرنے کے لیے

ویب سائٹ: www.alfazlonline.org

ای میل ایڈریس: info@alfazlonline.org

فون نمبر: ++44 79 5161 4020

آن لائن ایڈیشن

18 جون 2022ء

(الفضل کے 109 سال پورے ہونے پر)



حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

منتہائے عشق

ہر چیز، ہر حرکت اور ہر فعل کی ایک انتہا ہوتی ہے جو منتہا کہلاتی ہے۔ مذہبی دنیا میں کسی سے عشق اور محبت کی بھی انتہا ہوتی ہے۔ جسے منتہائے عشق یا انتہائے محبت کہا جاتا ہے۔

ایک مومن کی محبت یا عشق کی انتہا تو اپنے خالق حقیقی یعنی اللہ تعالیٰ سے ہے۔ جس تک پہنچنے یا اس کی حقیقی شناخت یا اس سے شناسائی حاصل کرنے کے لئے اسلام نے کئی ذرائع متعارف کروا رکھے ہیں۔ جیسے قرآن کریم کی تعلیم اور اس کے احکام کی پیروی، خود خدا کے سب سے بڑے فرستادہ سیدنا حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم، آپؐ کے فرمودات اور آپؐ کی سنت اور آپؐ کے فعل ہیں۔ اس سلسلے میں ہم نے صحابہ رسولؐ سے بھی بہت کچھ سیکھا ہے اور آج کے دور میں اللہ تعالیٰ تک حقیقی رسائی حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود و مہدی معہود کی تعلیمات پر عمل کرنے سے ہو سکتی ہے۔ جن کی تشریحات ہمارے خلفاء کے خطبات، خطابات اور تقاریر و درس میں موجود ہیں۔

ایک واقعہ کا خاکسار اپنے آرٹیکلز، اداریوں اور مضامین میں کثرت سے ذکر کرتا رہا ہے کہ ایک بادشاہ نے اپنے دربار کو اپنے حواریوں، درباریوں اور خیر خواہوں کے لیے یہ کہہ کر کھولا کہ اتنے مخصوص وقت میں جو چیز دربار سے پسند آئے، لے جائیں ایک ادھیڑ عمر کے بزرگ اپنی گھونٹی کے سہارے آہستہ آہستہ آگے بڑھے اور کوئی چیز لینے کی بجائے بادشاہ کے پاس

جا کر اسے ہاتھ لگا کر کہا کہ اس دربار میں تو مجھے سب سے قیمتی چیز تو آپ ہی لگے ہیں اور جس شخص کا بادشاہ ہو جائے تو اسے کسی اور شے کی کیا ضرورت ہے؟۔ اللہ تعالیٰ بھی بادشاہ بلکہ بادشاہوں کا بادشاہ ہے۔ اس کا ہو جانے کے لئے اور اس عظیم ہستی کو اپنا بنانے کے لئے آج جہاں قرآن، فرمودات رسولؐ و سنت رسولؐ کے دفاتر کھلے ہیں۔ ان میں ایک دفتر آج کے دور میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات، فرمودات اور ملفوظات کا ہے جو قرآن و ارشادات رسولؐ کی کامل تشریحات ہیں۔ اس دفتر میں سے ایک باب یا اس کا ایک حصہ دنیا بھر کے ممالک اور شہروں کی اہمیت و افادیت کے بارے میں ارشادات ہیں۔ ان میں سے مولد مسیح موعودؑ، قادیان کے علاوہ لاہور بھی ہے جس کو آپؑ نے اپنا وطن ثانی قرار دیا۔

آپؑ نے ان میں سے بعض شہروں کو اپنے قدم رنجہ فرما کر برکت بھی بخشی اور شہر کے باسیوں سے مخاطب ہو کر موقع و محل کے مطابق اس کی اہمیت بھی بیان فرمائی اور بعض ایسے شہر اور ملک بھی ہیں جن میں آپؑ تشریف تو نہ لے جاسکے تاہم ان کی اہمیت و شہرت کے پیش نظر ان کا تذکرہ اپنے درس، محافل، تقاریر و تحریرات میں بیان فرمایا تا آپ کے ماننے والے ان علاقوں، شہروں کا جب رخ کریں تو ان ارشادات کو مدنظر رکھ کر ان ملکوں اور شہروں میں اپنی زندگیاں بسر کریں تا اپنے منتہائے عشق یعنی اللہ تعالیٰ تک رسائی حاصل کر کے اس کا شکر ادا کریں۔

ادارہ الفضل آن لائن کو اس بات کی توفیق ملی کہ ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ کی دس جلدوں میں سے ان تمام حوالوں کو یکجا کر دے جن میں حضرت مسیح موعودؑ نے مختلف ملکوں اور شہروں کا تذکرہ فرمایا۔ آغاز میں مکرم انیس رئیس مبلغ انچارج جاپان نے جاپان، کوریا اور مشرقی طاقتوں کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات اور پیشگوئیوں کو دو اقساط میں ہدیہ قارئین الفضل کیا۔ جس پر خاکسار کو خیال آیا کہ یوں تمام شہروں اور ملکوں کے حوالے سے ارشادات قارئین کے لئے اکھٹا کروانا بے حد سودمند اور ازدیاد علم کا باعث ہوگا۔ چنانچہ اس اہم اور مشکل کام کا بیڑہ ایک نوجوان خادم مکرم سید عمار احمد نے اٹھایا جنہوں نے نہایت محنت اور مستعدی سے ملفوظات کی دس جلدوں سے 24 قسطوں میں مواد قارئین الفضل کے لئے پیش کیا۔ جسے قارئین کی طرف سے بہت پسند کیا گیا اور کئی ایک قارئین نے مختلف علاقوں جیسے فلسطین وغیرہ کا وزٹ بھی کیا۔ خاکسار نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ سے ایک دفتری ملاقات میں اس اہم روحانی و علمی مائدہ کا جب ذکر کیا تو حضور نے اسے بہت پسند فرمایا اور دعا بھی دی۔

اگر کسی وقت ادارہ کو توفیق ملی تو روحانی خزائن، اشتہارات اور مکتوبات سے بھی شہروں اور ملکوں کی مناسبت سے ارشادات ہدیہ قارئین الفضل کیئے جائیں گے۔ ان شاءاللہ۔ اس حوالے سے اگر کوئی باعلم مستعد قاری اپنی خدمات ادارہ کو پیش کرے تو ادارہ اسے قدر کی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے اھلاً و سھلاً و مرحبا کہے گا۔ اللہ تعالیٰ مکرم انیس رئیس اور مکرم سید عمار احمد کی کوششوں کو ثمر آور کرے اور ان کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اس اہم مبارک کام کے صلہ، اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین

قارئین، الفضل میں شائع ہونے والے اہم اور پسندیدہ مضامین و آرٹیکلز کو مختلف میسر طریقوں سے انہیں اپنے پاس محفوظ کر لیتے ہیں اس لئے ادارہ نے ضروری جانا کہ ان تمام اقساط کو لنکس اور PDF کی صورت میں یکجائی طور پر قارئین کی خدمت میں پیش کر دیا جائے۔ اس اہم کام کی سر انجام دہی کا سہرا بھی سید عمار احمد سلمہ اللہ کے ذمہ ہے۔

اللہ کرے کہ یہ مجموعہ قارئین کو اپنے منتہائے عشق یعنی اللہ تعالیٰ سے لقا اور تعلق کا ذریعہ بنے۔ جو لوگ بابرکت اور مبارک و مقدس مقامات جیسے مکہ، مدینہ، فلسطین اور قادیان کا وزٹ کرنے کی توفیق پائیں وہ اپنے سامنے یہ عبارتیں رکھ کر مقدس مقامات کی زیارت کریں اور ان مبارک جگہوں پر قدم رکھیں جہاں مکہ و مدینہ میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور قادیان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے مبارک قدم رکھے اور منتہائے عشق، اللہ سے ملاپ اور قرب کا ذریعہ بنے۔

ہر راہ کو دیکھا ہے محبت کی نظر سے شاید کہ وہ گزرے ہوں اسی رہ گزر سے

ابو سعید

ایڈیٹر الفضل آن لائن لندن

18 جون 2022ء

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

خوف الٰہی اور تقویٰ بڑی برکت والی شے ہے انسان میں اگر عقل نہ ہو مگر یہ باتیں ہوں تو خدا اسے اپنے پاس سے برکت دیتا ہے اور عقل بھی دے دیتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے یَجۡعَلۡ لَّہٗ مَخۡرَجًا (الطلاق:3) اس کے یہی معنے ہیں کہ جس شے کی ضرورت اسے ہو گی اس کے لیے وہ خود راہ پیدا کر دے گا بشرطیکہ انسان متقی ہو، لیکن اگر تقویٰ نہ ہو گا تو خواہ فلاسفر ہی ہو وہ آخر کار تباہ ہو گا۔ دیکھو کہ اسی ہندوستان پنجاب میں کس قدر عالم تھے مگر ان کے دلوں میں اور زبانوں میں تقویٰ نہ رہا۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 306 ایڈیشن 2016ء)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 09 فروری 2022)

فہرست مضامین

✶✶✶✶✶✶

جاپانیوں کی اسلام کی طرف رغبت
حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات کی روشنی میں

(انیس رئیس۔ مبلغ انچارج جاپان)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:
”مجھے معلوم ہوا ہے کہ جاپانیوں کو اسلام کی طرف توجہ ہوئی ہے۔ اس لیے کوئی ایسی جامع کتاب ہو جس میں اسلام کی حقیقت پورے طور پر درج کر دی جاوے گویا اسلام کی پوری تصویر ہو جس طرح پر انسان سراپا بیان کرتا ہے اور سر سے لے کر پاؤں تک کی تصویر کھینچ دیتا ہے۔ اسی طرح سے اس کتاب میں اسلام کی خوبیاں دکھائی جاویں۔ اس کی تعلیم کے سارے پہلوؤں پر بحث ہو اور اس کے ثمرات اور نتائج بھی دکھائے جاویں۔“

(ملفوظات جلد4 صفحہ 372۔371)

1905ء میں جاپان اور روس کے مابین ہونے والی جنگ کے بعد پریس میں خبریں شائع ہوئیں کہ جاپانیوں کو اسلام کی طرف توجہ ہوئی ہے۔ ان خبروں کا ذکر کرتے ہوئے ایک مسلمان مؤرخ Dr. Salih Mahdi al-Samarrai لکھتے ہیں:

After the Russo-Japanese War, international news were published about Japan's interest in Islam and the Muslim world, prompting Muslims everywhere to spread Islam in Japan

History of Islam in Japan published by (Islamic Center Japan in 2009)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دربار میں ان خبروں کا ذکر ان الفاظ میں ملتا ہے:
26اگست 1905ء نماز ظہر سے قبل مسجد مبارک قادیان میں ذکر آیا کہ جاپان میں اسلام کی طرف رغبت معلوم ہوتی ہے اور ہندوستان سے بعض مسلمانوں نے وہاں جانے کا ارادہ کیا ہے۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:
”جن کے اندر خود ہی اسلام کی روح نہیں وہ دوسروں کو کیا فائدہ پہنچائیں گے۔ جب یہ قائل ہیں کہ اب اسلام میں کوئی اس

قابل نہیں ہو سکتا کہ خدا اس سے کلام کرے اور وحی کا سلسلہ بند ہے تو یہ ایک مردہ مذہب کے ساتھ دوسرے پر کیا اثر ڈالیں گے۔ یہ لوگ صرف اپنے پر ظلم نہیں کرتے بلکہ دوسروں پر بھی ظلم کرتے ہیں کہ ان کو اپنے بدعقائد اور خراب اعمال دکھا کر اسلام میں داخل ہونے سے روکتے ہیں۔ ان کے پاس کونسا ہتھیار ہے جس سے غیر مذاہب کو فتح کرنا چاہتے ہیں۔

جاپانیوں کو عمدہ مذہب کی تلاش ہے۔ ان کی بوسیدہ اور ردی متاع کو کون لے گا۔ چاہئے کہ اس جماعت میں سے چند آدمی اس کام کے واسطے تیار کئے جائیں جو لیاقت اور جرأت والے ہوں اور تقریر کرنے کا مادہ رکھتے ہوں۔"

(ملفوظات جلد نمبر 4 صفحہ 351)

"اگر خدا چاہے گا تو اس ملک میں طالب اسلام پیدا کر دے گا"

ایک دوست نے تحریک کی کہ جاپان میں تہذیب کی بہت ترقی ہوئی ہے اور عیسائی لوگ اس بات کی کوشش کر رہے ہیں کہ تمام جاپانی عیسائی ہو جائیں۔ آریوں نے بھی لاہور میں جاپانی زبان سیکھنے کے واسطے ایک مدرسہ قائم کیا ہے اور جاپان میں کئی آدمی بھیجے ہیں۔ اگر مناسب ہو تو سلسلۂ حقہ کی اس ملک میں اشاعت کے واسطے تجویز کی جائے۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے فرمایا:

"ہر نبی اور رسول کا آخری زمانہ اس کے سلسلہ کی نصرت کا وقت ہوتا ہے۔ آنحضرت ﷺ کے زمانۂ نبوت کا پہلا بہت سا حصہ مصائب اور تکالیف میں گذرا تھا اور فتوحات اور نصرت کا زمانہ آپ کی عمر کا آخری حصہ ہی تھا۔ ہم بھی اپنی عمر کا بہت سا حصہ طے کر چکے ہیں۔ اور زندگی کا کوئی اعتبار نہیں۔ اب خدا کے وعدوں کے پورا ہونے کے دن ہیں۔ ہماری حالت وہ ہے کہ عدالت میں مدت سے کسی کا مقدمہ پیش ہے اور اب فیصلہ کے دن قریب ہیں۔ ہمیں مناسب نہیں کہ اور طرف توجہ کر کے اس فیصلہ میں گڑبڑ ڈال دیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ اب اس فیصلہ کو دیکھ لیں۔ اس مُلک میں جو جماعت تیار ہوئی ہے ابھی تک وہ بھی بہت کمزور ہے۔ بعض ذرا سے ابتلا سے ڈر جاتے ہیں اور لوگوں کے سامنے انکار کر دیتے ہیں اور پھر بعد میں ہم کو خط لکھتے ہیں کہ ہمارا انکار دلی نہیں ہے...... تاہم جن کے دلوں میں حلاوتِ ایمانی پورے طور سے بیٹھ جائے وہ ایسا فعل نہیں کر سکتے۔

فی الحال موجودہ معاملات میں ہی توجہ اور دعا کی بہت ضرورت ہے اور ہم خدا پر بھروسہ رکھتے ہیں کہ اب معاملہ دور ہو جانے والا نہیں۔ ایسے معاملات میں آریوں کے ساتھ ہماری کوئی مناسبت نہیں ہو سکتی۔ وہ قوم کو بڑھانا چاہتے ہیں اور ہم دنیا میں تقویٰ اور نیکی کو قائم کرنا چاہتے ہیں۔ اگر ہم آریوں کی نقل کرنا چاہیں تو ان کی پیروی ہمارے لیے منحوس ہو گی۔ اور ہم کو وحی کرنے والے گویا وہی ٹھہریں گے۔

اگر خدا تعالیٰ جاپانی قوم میں کسی تحریک کی ضرورت سمجھے گا تو خود ہم کو اطلاع دے گا۔

عوام کے واسطے امور پیش آمدہ میں استخارہ ہوتا ہے اور ہمارے واسطے استخارہ نہیں جبتک پہلے سے خدا تعالیٰ کا منشاء نہ ہو۔ ہم کسی امر کی طرف توجہ کر ہی نہیں سکتے۔ ہمارا دارومدار خدا تعالیٰ کے حکم پر ہے۔ انسان کی اپنی کی ہوئی بات میں اکثر ناکامی ہی حاصل ہوتی ہے۔ اگر خدا چاہے گا تو اس ملک میں طالب اسلام پیدا کردے گا جو خود ہماری طرف توجہ کرے گا۔ اب آخری زمانہ ہے۔ ہم فیصلہ سننے کے انتظار میں ہیں۔

”خدا کا حکم ہو تو بغیر زبان سیکھنے کے آج ہی چل پڑیں“

”ہاں سب سے زیادہ ضروری بات یہ ہے کہ میں اپنی جماعت کے سب لوگوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ یہ دن بہت نازک ہیں۔ خدا سے ہراساں وترساں رہو...... اگر تم دوسرے لوگوں کی طرح بنو گے تو خدا تم میں اور ان میں کچھ فرق نہ کرے گا۔ اور اگر تم خود اپنے اندر نمایاں فرق پیدا نہ کرو گے تو پھر خدا بھی تمہارے لیے کچھ فرق نہ رکھے گا۔ عمدہ انسان وہ ہے جو خدا کی مرضی کے مطابق چلے۔ ایسا انسان ایک بھی ہو تو اس کی خاطر ضرورت پڑنے پر خدا ساری دنیا کو بھی غرق کر دیتا ہے، لیکن اگر ظاہر کچھ اور ہو اور باطن کچھ اور تو ایسا انسان منافق ہے اور منافق کافر سے بدتر ہے۔

سب سے پہلے دلوں کی تطہیر کرو۔ مجھے سب سے زیادہ اس بات کا خوف ہے۔ ہم نہ تلوار سے جیت سکتے ہیں اور نہ کسی اور قوت سے۔ ہمارا ہتھیار صرف دعا ہے اور دلوں کی پاکیزگی ہے اگر ہم اپنے آپ کو درست نہ کریں گے تو ہم سب سے پہلے ہلاک ہوں گے۔ اگر خدا نہ چاہے تو جاپان میں کیا رکھا ہے؟ ہاں زبان سیکھنے میں کوئی حرج نہیں، داشتہ آید بکار۔

اگر ہمیں خدا کا حکم ہو تو بغیر زبان سیکھنے کے آج ہی چل پڑیں۔ ہم ایسے معاملات میں کسی کے مشورہ پر نہیں چل سکتے۔ خدا کے منشاء کے قدم بقدم چلنا ہمارا کام ہے۔“

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 297 تا 299)

جاپانیوں کے لیے ایک جامع کتاب کی ضرورت

یہاں تک آپ نے بیان فرمایا تھا کہ اور احباب تشریف لے آئے۔۔۔۔ زاں بعد جاپان اور اشاعت اسلام کے مضمون پر سلسلہ کلام شروع ہو گیا۔ جس کا مفہوم درج ذیل ہے۔

(ایڈیٹر الحکم)

”مجھے معلوم ہوا ہے کہ جاپانیوں کو اسلام کی طرف توجہ ہوئی ہے۔ اس لیے کوئی ایسی جامع کتاب ہو جس میں اسلام کی حقیقت پورے طور پر درج کر دی جاوے گویا اسلام کی پوری تصویر ہو جس طرح پر انسان سراپا بیان کرتا ہے اور سر سے لے کر پاؤں تک کی تصویر کھینچ دیتا ہے۔ اسی طرح سے اس کتاب میں اسلام کی خوبیاں دکھائی جاویں۔ اس کی تعلیم کے سارے پہلوؤں پر بحث ہو اور اس کے ثمرات اور نتائج بھی دکھائے جاویں۔ اخلاقی حصہ الگ ہو اور ساتھ ساتھ دوسرے مذاہب کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا جاوے۔

(حاشیہ) بدر سے

اسلام کا پورا نقشہ کھینچا جاوے کہ اسلام کیا ہے۔ صرف بعض مضامین مثلاً تعدد ازدواج وغیرہ پر چھوٹے چھوٹے مضامین لکھنا ایسا ہے جیسا کہ کسی کو سارا بدن نہ دکھایا جائے اور صرف ایک انگلی دکھا دی جاوے۔ یہ مفید نہیں ہو سکتا۔ پوری طرح دکھانا چاہیے کہ اسلام میں کیا کیا خوبیاں ہیں اور پھر ساتھ ہی دیگر مذاہب کا حال بھی لکھ دینا چاہیے۔ وہ لوگ بالکل بے خبر ہیں کہ اسلام کیا شئے ہے۔ تمام اصول فروع اور اخلاقی حالات کا ذکر کرنا چاہیے۔ اس کے واسطے ایک مستقل کتاب لکھنی چاہیے جس کو پڑھ کر وہ لوگ دوسری کتاب کے محتاج نہ رہیں۔“

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 372-371)

”میں دوسری کتابوں پر جو لوگ اسلام پر لکھ کر پیش کریں بھروسہ نہیں کرتا۔ کیونکہ ان میں خود غلطیاں پڑی ہوئی ہیں۔ ان غلطیوں کو ساتھ رکھ کر اسلام کے مسائل جاپان یا دوسری قوموں کے سامنے پیش کرنا اسلام پر ہنسی کرانا ہے۔ اسلام وہی ہے جو ہم پیش کرتے ہیں۔ ہاں اشاعت اسلام کے لیے روپیہ کی ضرورت ہے۔“

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 374)

”اس ضعف اسلام کے زمانے میں جبکہ دین مالی امداد کا سخت محتاج ہے۔ اسلام کی مدد ضرور کرنی چاہیے جیسا کہ ہم نے مثال کے طور پر بیان کیا ہے کہ جاپانیوں کے واسطے ایک کتاب لکھی جاوے اور کسی فصیح بلیغ جاپانی کو ایک ہزار روپیہ دے کر ترجمہ کرایا جائے اور پھر اس کا دس ہزار نسخہ چھاپ کر جاپان میں شائع کر دیا جائے۔“

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 373)

7اگست 1902ء کی صبح کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام حسب معمول سیر کو نکلے۔ ایڈیٹر الحکم نے عرض کی کہ حضور امسال شکاگو کی طرز پر ایک مذہبی کانفرنس جاپان میں ہونے والی ہے جس میں مشرقی دنیا کے مذاہب کے سرکردہ ممبروں کا اجتماع ہوگا اور اپنے اپنے مذہب کی خوبیوں پر لیکچر دیئے جائیں گے۔ کیا اچھا ہو اگر حضور کی طرف سے اس تقریب پر کوئی مضمون لکھا جائے اور اسلام کی خوبیاں اس جلسہ میں پیش کی جاویں۔ ہماری جماعت کی طرف سے کوئی صاحب چلے جائیں۔ جاپان کے مصارف بھی بہت نہیں ہیں اور جاپان والوں نے ہندوستانیوں کو دعوت دی ہے بلکہ وہ ہندوستان سے جانے والوں کے لئے اپنا الگ جہاز بھیجنے کا ارادہ ظاہر کرتے ہیں۔ اس پر فرمایا کہ:

"بے شک ہم تو ہر وقت تیار ہیں اگر یہ معلوم ہو جاوے کہ وہ کب ہوگی اور اس کے قواعد کیا ہیں تو ہم اسلام کی خوبیوں اور دوسرے مذاہب کے ساتھ اس کا مقابلہ کر کے دکھا سکتے ہیں اور اسلام ہی ایسا مذہب ہے جو کہ ہر میدان میں کامیاب ہو سکتا ہے کیونکہ مذہب کے تین جزو ہیں۔ اول خدا شناسی، مخلوق کے ساتھ تعلق اور اس کے حقوق اور اپنے نفس کے حقوق۔ جس قدر مذاہب اس وقت موجود ہیں بجز اسلام کے جو ہم پیش کرتے ہیں سب نے بے اعتدالی کی ہوئی ہے۔ پس اسلام ہی کامیاب ہوگا۔

ذکر کیا گیا کہ وہاں بدھ مذہب ہے اس کا ذکر بھی اس مضمون میں آجانا چاہیے۔ فرمایا:

"بدھ مذہب دراصل سناتن دھرم ہی کی شاخ ہے۔ بدھ نے جو اوائل میں اپنے بیوی بچوں کو چھوڑ دیا اور قطع تعلق کر لیا شریعت اسلام نے اس کو جائز نہیں رکھا۔ اسلام نے خدا تعالیٰ کی طرف توجہ کرنے اور مخلوق سے تعلق رکھنے میں کوئی تناقض بیان نہیں کیا۔ بدھ نے اول ہی قدم پر غلطی کھائی ہے اور اس میں دہریت پائی جاتی ہے۔ مجھے اس بات سے کبھی تعجب نہیں ہوتا کہ ایک کتا مردار کیوں کھاتا ہے۔ جس قدر تعجب اس بات سے ہوتا ہے کہ انسان انسان ہو کر پھر اپنی جیسی مخلوق کی پرستش کیوں کرتا ہے۔ اس لئے اس وقت جب خدا نے یہ سلسلہ قائم کیا ہے تو سب سے اول میرا فرض ہے کہ خدا کی توحید قائم کرنے کے لئے تبلیغ اور اشاعت میں کوشش کروں۔ پس مضمون تیار ہو سکتا ہے اور وہاں بھیجا جا سکتا ہے۔ پہلے قواعد آنے چاہئیں۔ پھر فرمایا کہ:

اس مضمون کے پڑھنے کے لئے اگر مولوی عبدالکریم صاحب جائیں تو خوب ہے۔ ان کی آواز بڑی بارعب اور زبردست ہے اور وہ انگریزی لکھا ہوا ہو تو اسے خوب پڑھ سکتے ہیں اور ساتھ مولوی محمد علی صاحب بھی ہوں اور ایک اور شخص بھی چاہیے۔ الرفیق ثم الطریق "

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 234-235)

’’میری مخالفت میں جاپان تک جا پہنچیں گے‘‘

’’جس طرح پر ایک طوفان قریب آتا ہو تو انسان کو فکر ہوتا ہے کہ یہ طوفان تباہ کردے گا اسی طرح پر اسلام پر طوفان آرہے ہیں۔ مخالف ہر وقت ان کوششوں میں لگے ہوئے ہیں کہ اسلام تباہ ہو جاوے لیکن میں یقین رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اسلام کو ان تمام حملوں سے بچائے گا اور وہ اس طوفان میں اس کا بیڑا اسلامتی سے کنارہ پر پہنچا دے گا۔ انبیاء علیہم السلام کے حالات پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جب ان کو مشکلات نظر آتی تھیں تو بجز اس کے اور کوئی صورت نہ ہوتی تھی کہ وہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر دعائیں کرتے تھے۔ قوم تو **صُمٌّ بُكْمٌ** ہوتی ہے وہ ان کی باتیں سنتی نہیں بلکہ تنگ کرتی اور دکھ دیتی ہے۔ اس وقت راتوں کی دعائیں ہی کام کیا کرتی تھیں۔ اب بھی یہی صورت ہے۔ باوجودیکہ اسلام ضعف کی حالت میں ہے اور ضرورت اس امر کی ہے کہ اس کی بحالی کے لئے پوری کوشش کی جائے لیکن میں دیکھتا ہوں کہ ہم سے جو اس کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ ہر طرح سے ہماری مخالفت کے لئے سعی کی جاتی ہے یہ میری مخالفت نہیں خدا تعالیٰ سے جنگ ہے۔

میں تو یہاں تک یقین رکھتا ہوں کہ اگر میری طرف سے کوئی کتاب اسلام پر جاپان میں شائع ہو تو یہ لوگ میری مخالفت کے لئے جاپان بھی جا پہنچیں۔ لیکن ہوتا وہی ہے جو خدا تعالیٰ چاہتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد چہارم۔ صفحہ 480۔481)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 29 جون 2021)

ایک مشرقی طاقت اور کوریا کی نازک حالت

(انیس رئیس۔ مبلغ انچارج جاپان)

ایک مشرقی طاقت اور کوریا کی نازک حالت
روس اور جاپان کے معرکہ میں دنیا کے نقشہ پر ایک
مشرقی طاقت کے ظہور اور کوریا کی نازک حالت کی پیش خبری

1904ء میں جاپان اور روس کے مابین ایک مشہور جنگ شروع ہوئی۔ اس جنگ کو تاریخ میں THE RUSSO-JAPANESE WAR کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ بیسویں صدی کے آغاز میں روس ایک عالمی طاقت تھا جبکہ جاپان دنیا کے نقشہ پر ایک غیر معروف ایشیائی جزیرہ تھا۔ یہ لڑائی ابھی شروع ہی ہوئی تھی اور روس کے خلاف جاپان نے کوئی بڑا میدان نہیں مارا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام ہوا:

"ایک مشرقی طاقت اور کوریا کی نازک حالت"

ایک ایسے وقت میں جب دنیا پر ہر طرف مغرب کا راج تھا اور روس ایک بڑی فوجی طاقت کی حیثیت سے دنیا کے نقشہ پر موجود تھا۔ اس وقت ایک مشرقی طاقت کے ظہور کی خبر دیتے ہوئے کوریا کی نازک حالت کا ذکر کرنا کسی غیر معمولی واقعہ کی طرف اشارہ تھا۔

1904ء کے عالمی حالات و واقعات کا مطالعہ کریں تو پتا چلتا ہے کہ روس اور جاپان کے مابین چپقلش شروع ہو چکی ہے لیکن روس اور جاپان کے معرکہ میں جنگ کے بالکل ابتدائی مرحلہ پر کسی فریق کی فتح و شکست کی پیشگوئی کرنا یا کوریا کے مستقبل کے بارہ میں دعویٰ کرنا کوئی معمولی بات نہ تھی۔

امام الزماں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے 1904ء میں ہی اس جنگ کے نتیجہ اور کوریا پر پڑنے والے اثرات کی خبر دے دی گئی۔ یہ الہامی پیش خبری 10 جولائی 1905ء کے الحکم اخبار کے ذریعہ مشتہر کر دی گئی۔ اس الہام میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو یہ واضح خبر دی گئی کہ:

1۔ مغربی طاقتوں کے مقابل مشرق میں ایک زبردست طاقت کا ظہور ہو گا۔
2۔ مشرقی طاقت اس معرکہ میں فاتح ٹھہرے گی جبکہ کوریا کی حالت نازک ہو جائے گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جب یہ الہامی خبر دی گئی اس وقت کا نقشۂ عالم کچھ اس طرح کا ہے کہ براعظم ایشیاء میں سلطنت عثمانیہ کے علاوہ کوئی ملک یا قوم ایسی نہ تھی جو مغربی استعمار کا مقابلہ کر سکتی۔ سلطنت عثمانیہ بھی اپنی عظمت رفتہ کھو چکی تھی۔ اسلحہ کی دوڑ شروع ہو چکی تھی۔ بلقان کا میدان لگ چکا تھا، روس میں انقلاب کی دستک سنائی دے رہی تھی۔ یورپی سلطنتیں ایک دوسرے کو مٹانے کے درپے تھیں اور جنگ عظیم اول کے آثار ظاہر ہو رہے تھے۔

چین اور جاپان باہم تنازعات میں الجھے ہوئے تھے۔ منچوریا پر قبضہ کی SINO-JAPAESE جنگ بمشکل ختم ہوئی تھی کہ روس نے کوریا میں اپنے اقتصادی مفادات کے تحفظ کے لئے جاپان کے خلاف میدان جنگ کھول دیا۔ روسی فوجی طاقت اور اسلحہ جاپان سے کئی گنا زیادہ تھا۔

حالات نے اس وقت اچانک پلٹا کھایا جب 8 فروری 1904ء کو جاپان نے پورٹ آرتھر کے مقام پر روس کے خلاف شدید جوابی حملہ کرتے ہوئے اپنی فوجیں زمین پر اُتارنا شروع کر دیں۔ روس ایک بڑی فوجی طاقت ہونے کے باوجود جاپانی جنگی چالوں کے آگے بے بس ہوتا چلا گیا اور پے درپے ہر محاذ پر شکست وریخت کا شکار ہونے لگا۔ تجزیہ نگار لکھتے ہیں:

The Russians were soundly defeated in each of these battles by an enemy that first out-thought and then outmaneuvered them
(Encyclopedia of Russian History)

یعنی روسی ہر میدان میں نہایت بری طرح شکست کھا گئے اور دشمن نے انہیں ایک ایسی شکست سے دوچار کے کیا جو ان کے وہم وگمان سے بھی باہر تھی۔

چنانچہ 1904ء کے بعد اس جنگ میں روس کو پے درپے شکستیں ہونا شروع ہو گئیں اور جاپان کا کوریا پر مکمل قبضہ ہو گیا اور جاپان دنیا میں ''مشرقی طاقت'' شمار ہونے لگا۔ اس واقعہ کو دنیا بھر کے مؤرخین اور تحقیق دانوں نے جاپان کی غیر معمولی فتح سے تعبیر کیا ہے ایک پاکستانی وقائع نگار لکھتا ہے:
''اس جنگ میں جاپان نے ثابت کر دیا کہ عسکری تنظیم، جنگی صلاحیت، فوجوں کی قیادت اور جنگی چالوں میں جاپان کی تیاری یورپ کے ملکوں کی تیاریوں سے کسی لحاظ سے بھی کم نہیں۔ روس کو بالآخر ہار ماننا پڑی اور امریکہ کی مداخلت سے روس اور

جاپان کے درمیان پورٹس ماؤتھ کا معاہدہ طے ہوا، جس کی رو سے روس نے لیاؤٹونگ کا علاقہ جاپان کو دیدیا۔ کوریا پر جاپان کی سیادت کا مکمل حق تسلیم کرلیا..... پورٹس ماؤتھ کا معاہدہ 5/ستمبر 1905ء کو طے ہوا"

(تاریخ اقوام عالم صفحہ 667 تا 668 بحوالہ تاریخ احمدیت جلد نمبر 2 صفحہ 347)

"مشرقی طاقت" کے الہامی الفاظ کے عین مطابق اس جنگ کے نتیجہ میں دنیا کے انتہائی مشرق میں واقع ارض مشرق کہلانے والا ملک جاپان دنیا کے نقشہ پر ایک زبردست طاقت بن کر اُبھرا۔ اس کے مقابل نہ صرف یہ کہ ایک مغربی طاقت گھٹنے ٹیکنے پر مجبور اور اندرونی شکست وریخت کا شکار ہوگئی بلکہ جاپان نے کوریا پر قبضہ جمالیا اور اس طرح **"کوریا کی نازک حالت"** والے الہامی الفاظ بھی بعینہ پورے ہوئے۔ اس جنگ کے نتائج پر بحث کرتے ہوئے مؤرخین لکھتے ہیں:

The Russo-Japanese War was the first global conflict of the modern era and the first war in which an emerging Asian nation defeated a European great power

(The Russo-Japanese War in Global Perspective Edited by John W.Steinberg)

یعنی روس اور جاپان کا معرکہ جدید زمانے میں وہ پہلا واقعہ تھا جب ایک ایشیائی طاقت ابھر کر سامنے آئی اور اس نے یورپ کی عظیم طاقت کو شکست دیدی۔

Japan forced Russia to abandon its expansionist policy in the Far East, becoming the first Asian power in modern times to defeat a European power

(Encyclopedia Britannica under word Russo-Japanese War)

یعنی جاپان نے روس کے توسیع پسندانہ عزائم کے آگے بند باندھ دیا اور جدید تاریخ میں وہ پہلا ملک بن گیا جس نے یورپی طاقت کو شکست سے دوچار کیا۔

تجزیہ نگاروں کے بقول اس جنگ نے براعظم ایشیاء کا نقشہ بدل کرر کھ دیا۔ اس جنگ کے نتیجہ میں کوریا پر جاپان کا قبضہ ہوگیا اور دیگر ایشیائی علاقوں میں اس کا اثر ونفوذ غیر معمولی طور پر بڑھنے لگا اور اس کے نتیجہ میں جاپان کو جو طاقت اور تمکنت ملی اس کی مثال تاریخ میں اس سے پہلے نہیں ملتی۔ جاپان کی اس فتح کا خلاصہ ان الفاظ میں کیا جاتا ہے:

This was the first time in history that an Asian nation had defeated a major European power. This was important because at the end of the war the treaty forced Russia to leave Korea and Japan got land from Russia.This was their first time influencing Korea and expanding into the rest of Asia
(Eastern Destiny Russia in Asia and the North Pacific by G.PatrickMarch)

5 ستمبر 1905ء تک جاری رہنے والی اس جنگ کے اثرات روس کے لئے اس قدر بھیانک ثابت ہوئے کہ اس کے اثرات کے نتیجہ میں پہلے 1905ء کا انقلاب روس برپا ہوا اور روس ابھی اس صورتحال سے سنبھل نہ پایا تھا کہ 1917ء میں ایک مرتبہ پھر روس میں انقلاب برپا ہوا جو اس کی حالت زار پر منتج ہوا۔ روس میں پھوٹنے والے ان دونوں انقلابات کے ذریعہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک اور پیش گوئی بڑی شان سے پوری ہوئی:

"زار بھی ہوگا تو ہوگا اُس گھڑی باحال زار"

یہ جنگ ایسی ہولناک اور خونخوار تھی کہ ایک موقع پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے مخالفین کی طرف سے برپا مخالفت کو اس جنگ سے تشبیہہ دی۔ آپ اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

جنگ روحانی ہے اب اس خادم و شیطان کا
دل گھٹا جاتا ہے یارب سخت ہے یہ کارزار
اے خدا شیطاں پہ مجھ کو فتح دے رحمت کے ساتھ
وہ اکٹھی کر رہا ہے اپنی فوجیں بے شمار
جنگ یہ بڑھ کر ہے جنگ روس اور جاپان سے
میں غریب اور ہے مقابل پر حریف نامدار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 149)

اس جنگ میں کسی کی فتح یا شکست ہمارے لئے اہمیت نہیں رکھتی نہ اس موضوع میں کوئی دلچسپی ہے کہ روس یا جاپان کا کتنا نقصان ہوا۔ اس حقیقت کا بیان مقصود ہے کہ جس معرکہ کی پیش خبری الہاماً امام الزماں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو دی گئی وہ تاریخ عالم میں پیش آنے والا ایک غیر معمولی واقعہ ہے۔ یہ پیشگوئی حرفاً و معناً ایک **"مشرقی طاقت"** کے ظہور پر

منتج ہوئی اوراس واقعہ نے تاریخ عالم پر گہرے اثرات مرتب کئے۔اس معرکہ کے عالمی اور سیاسی اثرات کا تجزیہ کریں تو درج ذیل امور سے مترشح ہوتا ہے کہ روس اور جاپان کی جنگ آنے والے حالات اور انقلابات کا پیش خیمہ تھی۔

اس جنگ کے عالمی اثرات

1۔جدید دور میں مغربی طاقتوں کے مقابل پر کسی بھی ایشیائی طاقت کی یہ پہلی بڑی فتح مانی جاتی ہے۔
2۔اس جنگ کے نتیجہ میں بلقان اور بحر الکاہل میں موجود روسی بیڑوں کا خاتمہ ہوااور اس سے جنگ عظیم اول میں صف بندی اور روسی اتحادیوں کی تیاری سخت متاثر ہوئی۔
3۔ایک مشرقی طاقت یعنی جاپان کے طاقت کے نقشے پر ابھرنے سے ایشیاء میں روسی اور مغربی تسلط تیزی سے اپنے اختتام کی طرف بڑھنے لگا۔
4۔اس جنگ کے نتیجہ میں جاپان نے ایسی طاقت پکڑی کہ چین اور ایشیاء کے دیگر علاقے بھی آہستہ آہستہ جاپان کے قبضہ میں جانے لگے۔یہاں تک کہ جاپان کو برطانیہ اور دیگر بڑی طاقتوں کے ہم پلہ سمجھا جانے لگا۔
5۔ایک بڑی فوجی طاقت ہونے کے باوجود جاپان سے شکست کے اثرات اس قدر دیرپا تھے کہ اسی شکست کے بطن سے 1905ءاور 1917ء میں روس میں انقلاب برپا ہوئے۔

جاپان سے تعلق رکھنے والے خصوصی اثرات

1۔اس جنگ میں جاپان کی فتح نے مشرق میں ایک ایسی طاقت کی موجودگی کو ثابت کر دیا جو مغربی اقوام کے بڑھتے ہوئے قدم روکنے کی صلاحیت رکھتی تھی۔
2۔اس جنگ کے بعد ایشیاء میں جاپان کا کلیدی کردار نہایت نمایاں اور واضح ہو کر سامنے آگیا۔
3۔اس جنگ نے آئندہ آنے والی جنگوں کے لئے نئے تکنیکی اور حربی راستے کھول دیئے۔

اس جنگ کا تجزیہ کرنے والے مؤرخین نے روس اور جاپان کے معرکہ میں مشرقی طاقت کے ظہور اور روس کی شکست کو تاریخ عالم کا نقشہ بدل دینے والا واقعہ قرار دیا ہے۔ Encyclopedia of War کے مطابق:

For the first time in recent memory the white man had been spectaculary beaten at his own game thereby heralding the beggening of the end of Euorpe›s hegemonypage5

یعنی اس زبردست فتح کے نتیجہ میں دنیا سے مغربی تسلط کا خاتمہ شروع ہو گیا۔اسی طرح روس اور جاپان کے معرکہ میں جاپان کی فتح اور عالمی نقشے پر ابھرنے کا ذکر کرتے ہوئے مؤرخین لکھتے ہیں:

The Russo-Japanese War, which occured a century ago pitted on of the major Western powers against an emerging but amazingly dynamic nation in Asia.It affected the balance of Power in Europe,causing shifts that were played out over the next several decades

(Historical Dictionary of the Russo-Japanese War by Rotem Kowner page xi)

پروفیسر Rotem Kowner لکھتے ہیں:

روس اور جاپان کا معرکہ بلاشبہ بیسویں صدی کی پہلی دہائی میں پیش آنے والا دنیا کا سب سے بڑا اور سب سے عظیم واقعہ تھا۔اس جنگ کے براہ راست اثرات تو کوریا اور شمال مشرقی ایشیا پر پڑے مگر یہ جنگ ساری دنیا کو متاثر کرنے والی جنگ تھی۔۔۔جاپان کی غیر متوقع فتح نے تاریخ عالم کا نقشہ ہی بدل کر رکھ دیا۔اس جنگ نے یورپ میں بھی طاقت کا توازن بدل کر رکھ دیا،جرمنی کی طاقت دنیا کے نقشہ پر نمودار ہوئی اور یہی وہ جنگ تھی جس نے دنیا کو پہلی جنگ عظیم کی طرف دھکیل دیا۔

(Historical Dictionary of the Russo-Japanese War by Rotem Kowner page xiv)

مؤرخین نے اس جنگ کے اثرات کا ذکر کرتے ہوئے کوریا کی نازک حالت والے پہلو کو بھی اجاگر کیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مبارک مجلس میں ایک موقع پر روس اور جاپان کے معرکہ کا ذکر ان الفاظ میں درج ہے:

"اس جنگ کے ذکر پر حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب نے بیان کیا کہ اس قدر خونخوار جنگ ہے کہ ہزاروں آدمی ہلاک ہو رہے ہیں۔حالانکہ دونوں سلطنتوں کا مذہب ایسا ہے جس کی رو سے اس جنگ کی مطلق نوبت ہی نہیں آنی چاہیے۔جاپان کا بدھ مذہب ہے اور اس کی رُو سے ایک چیونٹی کا مارنا بھی گناہ ہے۔روس عیسائی ہے اور ان کو چاہیے کہ مسیح کی تعلیم کے بموجب اگر جاپان ایک مقام پر قبضہ کرلے تو دوسرا مقام خود اس کے حوالہ کر دیں۔"

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 167)

سیدنا حضرت مصلح موعود اس پیشگوئی کے ظہور کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"بانی سلسلہ احمدیہ کو دعویٰ کئے ہوئے پچاس سال سے زائد ہوگئے۔ اس عرصہ میں خدا تعالیٰ نے نشان پر نشان دکھایا ہے جو ایک سے ایک زیادہ شاندار تھا۔ اسی نے سورج اور چاند کو مقررہ تاریخوں میں ان کے لئے گرہن لگایا......... اسی نے جاپان کو ان کی خبر کے مطابق روس پر فتح دی، کوریا پر قابض کیا اور ایک زبردست مشرقی طاقت بنایا، اسی نے ان کی خبر کے مطابق زارِ رروس کی حکومت کو تباہ کیا اور زار کو بحالتِ زار حکومت سے علیحدہ کیا"

(زندہ خدا کا زندہ نشان، انوار العلوم جلد 14 صفحہ نمبر 84)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 06 جولائی 2021)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

پھر ایک اور پہلو فصاحت بلاغت کا ہے قرآن شریف کی فصاحت بلاغت ایسی اعلیٰ درجہ کی اور مسلم ہے کہ انصاف پسند دشمنوں کو بھی اسے ماننا پڑا ہے قرآن شریف نے فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّنْ مِّثْلِهِ (البقرہ :24) کا دعوی کیا۔ لیکن آج تک کسی سے ممکن نہیں ہوا کہ اس کی مثل لاسکے۔ عرب جو بڑے فصیح و بلیغ بولنے والے تھے اور خاص موقعوں پر بڑے بڑے مجمع کرتے اور ان میں اپنے قصائد سناتے تھے وہ بھی اس کے مقابلے میں عاجز ہو گئے۔

(ملفوظات جلد2 صفحہ 384 ایڈیشن 2016ء)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 23 فروری 2022)

(قسط 1)

ارشادات حضرت مسیح موعودؑ بابت مختلف ممالک و شہر

(سید عمار احمد)

(ادارتی نوٹ) الفضل آن لائن دنیا بھر کے مختلف ممالک اور شہروں کے بارے حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات کو یکجائی شکل میں بالاقساط اشاعت کی سعادت حاصل کرنے جارہا ہے۔ اس کو مکرم سید عمار احمد تیار کررہے ہیں۔ فَجَزَاہُ اللّٰہُ خَیْراً۔ س سے قبل مکرم انیس ندیم صاحب کے تیار کردہ جاپان اور کوریا کے بارے ارشادات کی اشاعت ہو چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ سلسلہ مبارک کرے۔ آمین

ارشادات بابت یورپ و امریکہ

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

ہم جو بار بار اشتہار دیتے ہیں اور لوگوں کو تجربہ کے لئے بلاتے ہیں۔ بعض لوگ ہم کو دوکان دار کہتے ہیں۔ کوئی کچھ بولتا ہے کوئی کچھ۔ غرض ان بھانت بھانت کی بولیوں کو سن کر جو ہر ملک میں جو اس دنیا پر آباد ہے یورپ، امریکہ وغیرہ میں اشتہار دیتے ہیں اس کی غرض کیا ہے۔

ہماری غرض بجز اس کے اور کچھ نہیں تا کہ لوگوں کو اس خدا کی طرف رہنمائی کریں جسے ہم نے خود دیکھا ہے۔ سنی سنائی بات اور قصہ کے رنگ میں ہم خدا کو دکھانا نہیں چاہتے بلکہ ہم اپنی ذات اور اپنے وجود کو پیش کر کے دنیا کو خدا تعالیٰ کا وجود منوانا چاہتے ہیں۔ یہ ایک سیدھی بات ہے۔ خدا تعالیٰ کی طرف جس قدر کوئی قدم اٹھاتا ہے خدا تعالیٰ اس سے زیادہ سرعت اور تیزی کے ساتھ اس کی طرف آتا ہے۔ دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ جب ایک معزز آدمی کا منظور نظر عزیز اور واجب التعظیم سمجھا جاتا ہے تو کیا خدا تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنے والا اپنے اندر ان نشانات میں سے کچھ بھی حصہ نہ لے گا جو خدا تعالیٰ کی قدرتوں اور بے انتہا طاقتوں کا نمونہ ہوں۔

(ملفوظات جلد اول جدید ایڈیشن صفحہ 291-292)

پھر فرماتے ہیں:

یہ ایک معجزہ ہے اور بڑی خوبی کا معجزہ ہے بشرطیکہ انصاف سے اس پر نظر کی جاوے کہ آج سے 23یا24برس پیشتر کی کتاب براہین احمدیہ تصنیف شدہ ہے اور اس کی جلدیں اسی وقت کی ہر ایک مذہب اور ملّت کے پاس موجود ہیں یورپ بھی بھیجی گئی، امریکہ میں بھی بھیجی گئی لنڈن میں اس کی کاپی موجود ہے اس میں بڑی وضاحت سے یہ لکھاہوا موجود ہے کہ ایک زمانہ آنے والا ہے کہ لوگ فوج در فوج تمہارے ساتھ ہوں گے حالانکہ جب یہ کلمات لکھے اور شائع کئے گئے تھے اس وقت فردواحد بھی میرے ساتھ نہ تھا۔

(ملفوظات جلد پنجم جدید ایڈیشن صفحہ 352)

پھر حضورؑ فرماتے ہیں:

اصل میں مخالف کی بات کا امتحان مخالف سے پوچھ کر ہوتا ہے۔ میں نے تو اپنا مسلک بیان کر دیا ہے۔ میرے پاس بہت عیسائی آیا کرتے تھے، اب نہیں آتے۔ میں تو ہمیشہ ان کو یہی کہتا ہوں کہ زندہ مذہب ثابت کرو۔ مردہ تو ہمیں اٹھانا پڑے گا اور زندہ ہم کو اٹھاوے گا، کچھ جواب نہیں دے سکتے۔ یورپ امریکہ میں 16 ہزار اشتہار رجسٹری کرا کر بھیجا کوئی جواب نہیں آیا۔

(ملفوظات جلد سوم جدید ایڈیشن صفحہ 223)

پھر فرماتے ہیں:

اگر اہل امریکہ ویورپ ہمارے سلسلہ کی طرف توجہ نہیں کرتے تو وہ معذور ہیں اور جب تک ہماری طرف سے ان کے آگے اپنی صداقت کے دلائل نہ پیش کئے جاویں وہ انکار کا حق رکھتے ہیں۔ ہماری صداقت کے دلائل و حقیقت اسلام پر ایک مستقل کتاب انگریزی میں چھاپ کر ان کو پیش کی جاوے۔ جن باتوں کو ہمارے مخالف مسلمان ان کے آگے پیش کرتے ہیں ان میں بہت غلطیاں ہیں۔ مثلاً حیات مسیح، مسئلہ ختم نبوت، مکالماتِ الٰہی کے متعلق اس زمانہ کے مسلمانوں نے سخت غلطی کھائی ہے۔ اس کتاب میں ان مسائل کی تنقیح اور ہمارے سلسلہ کے دلائل صداقت لکھے جاویں۔

(ملفوظات جلد نہم پرانا ایڈیشن صفحہ 191)

پھر حضورؑ فرماتے ہیں:

یورپ اور دوسرے ملکوں میں ہم ایک اشتہار شائع کرنا چاہتے ہیں جو بہت ہی مختصر ایک چھوٹے سے صفحے کا ہو تا کہ سب اسے پڑھ لیں۔ اس کا مضمون اتنا ہی ہو کہ مسیح کی قبر سرینگر کشمیر میں ہے جو واقعاتِ صحیحہ کی بنا پر ثابت ہوگئی ہے۔ اس کے متعلق

مزید حالات اور واقفیت اگر کوئی معلوم کرنا چاہے تو ہم سے کر لے۔ اس قسم کا اشتہار ہو جو بہت کثرت سے چھپوا کر شائع کیا جاوے۔

(ملفوظات جلد سوم جدید ایڈیشن صفحہ 90)

پھر فرماتے ہیں:

یہ اعتراض ناجائز ہے کہ امریکہ میں آپ کی تبلیغ نہیں پہنچی پھر وہاں عذاب کیوں آیا۔ ہماری تبلیغ بہت ہو چکی ہے۔ ابتداء میں مَیں نے ایک اشتہار سولہ ہزار چھپوا کر یورپ امریکہ میں روانہ کیا تھا اور اسی اشتہار کو پڑھ کر امریکہ سے محمد ویب نے خط و کتابت شروع کی تھی جبکہ وہ مسلمان بھی نہ ہوا تھا۔ اس کے بعد ڈوئی کے متعلق پیشگوئی کے اشتہارات امریکہ میں کثرت سے تقسیم ہوئے اور امریکہ کی بہت سی اخباروں میں ہماری تصویر اور ہمارے حالات چھپے جس کو لاکھوں آدمیوں نے پڑھا اور ان کے درمیان اس سلسلہ کی تبلیغ ہو چکی ہے۔

(ملفوظات نہم پرانا ایڈیشن صفحہ 226)

حضورؑ فرماتے ہیں:

25 سال سے زیادہ عرصہ سے ہم اس اشاعت کے کام میں لگے ہوئے ہیں اور پوری آزادی اور امن سے اُسے کر رہے ہیں۔ خود گورنمنٹ کے ملکوں (بلادِ یورپ) میں 16 ہزار اشتہار دعوتِ اسلام کا میں نے جاری کیا۔ اور وہ اشتہارات معمولی آدمیوں میں تقسیم نہیں کئے گئے بلکہ معززین کو بھیجے گئے (جن میں شاہی خاندان کے ممبر اور گورنمنٹ کے اعلیٰ عہدے دار اور اراکین شامل تھے یہاں تک کہ ملکہ معظمہ کو بھی ایک کتاب دعوتِ اسلام کی بھیجی گئی اور انھوں نے ایسی محبت اور قدر سے اُسے دیکھا کہ بذریعہ تار ایک اور نسخہ اس کا منگوایا۔

(ملفوظات جلد نہم پرانا ایڈیشن صفحہ 132)

ارشادات بابت مصر

ایک احمدی ممبر صاحب حج کرنے کے واسطے جاتے ہوئے کچھ عرصہ مصر میں مقیم رہے اور ابھی تک وہیں ہیں اور حضرت اقدس کی کتب کی اشاعت کر رہے ہیں انہوں نے لکھا تھا کہ اگر حکم ہو تو میں اس سال حج ملتوی رکھوں اور مجھے اور کتب ارسال ہوں تو ان کی اشاعت کروں۔

حضرت امام الزمان مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ:۔
ان کو لکھ دیا جاوے کہ کتابیں روانہ ہوں گی ان کی اشاعت کے لئے مصر میں قیام کریں اور حج ان شاءاللہ تعالیٰ پھر آئندہ سال کریں۔

(ملفوظات جلد سوم جدید ایڈیشن صفحہ 483)

پھر حضورؑ فرماتے ہیں:
مصر کے اَللِوَا کے اعتراض پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عربی میں جو رسالہ تحریر فرمایا ہے اس کی فصاحت پر مولوی عبدالکریم اور مولوی نورالدین صاحبان کلام کرتے رہے کہ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ بہت ہی سعید روحیں عرب میں ہوں گی جو اسے دیکھ کر عاشق زار ہو جاویں گی۔ حکیم صاحب بیان کرتے تھے کہ میں حیران ہو ہو جاتا تھا اور جی چاہتا کہ سجدہ کروں پھر حیران ہوتا کہ کون سے لفظ پر سجدہ کروں۔

حضرت اقدس نے فرمایا:
ہمارا مطلب یہی ہے کہ چونکہ ہر وقت موقعہ نہیں ہوتا اکثر کام اردو زبان میں ہوتا ہے اس لئے دو ہزار چھپوالیا جاوے جہاں کہیں عرب میں بھیجنے کی ضرورت ہوئی بھیج دیا۔ مخالفت میں بھی ہمارے لئے برکت ہوتی ہے اور جو لکھتا ہے ہماری خیر کے لئے لکھتا ہے ورنہ پھر تحریک کیسے ہو۔

(ملفوظات جلد سوم جدید ایڈیشن صفحہ 466)

حضورؑ فرماتے ہیں:
سردست بیس جلد مواہب الرحمٰن کی مجلد کرا کر مصر کے اخبار نویسوں کو بھیجی جاویں اور اگر میری مقدرت میں ہوتا تو میں کئی ہزار مجلد کرا کر بھیجتا۔

فرمایا:
یہاں کے لوگوں کا تو یہ حال ہے۔ شاید مصر کے لوگ ہی فائدہ اُٹھالیں۔ جس قدر سعید روحیں خدا کے علم میں ہیں وہ ان کو کھینچ رہا ہے۔

(ملفوظات جلد چہارم جدید ایڈیشن صفحہ 179)

پھر فرماتے ہیں:

سلسلہ کے ساتھ مصری لوگوں کی دلچسپی و توجہ کا ذکر ہوا کہ وہ لوگ حضور کی تصانیف چاہتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ عربی کتابوں کی کثیر تعداد ان کو ارسال کی جاوے۔

(ملفوظات جلد نہم پرانا ایڈیشن صفحہ 176)

ارشادات بابت بخارا، سمرقند و مکہ معظمہ

حضورؑ فرماتے ہیں:

اَللِّوَا کے متعلق مضمون لکھ رہا ہوں نیچے فارسی ترجمہ بھی کر دیا ہے تا کہ اس کی اشاعت اِتۡمَاماً لِّلۡحُجَّةِ بخارا، سمرقند وغیرہ ممالک میں بھی ہو جاوے۔

(ملفوظات جلد سوم جدید ایڈیشن صفحہ 435)

پھر فرماتے ہیں:

ایک وقت تھا کہ ان راہوں میں میں اکیلا پھرا کرتا تھا۔ اس وقت خدا نے مجھے بشارت دی کہ تو اکیلا نہ رہے گا بلکہ تیرے ساتھ فوج در فوج لوگ ہوں گے۔ اور یہ بھی کہا کہ تو ان باتوں کو لکھ لے اور شائع کر دے کہ آج تیری یہ حالت ہے پھر نہ رہے گی۔ میں سب مقابلہ کرنے والوں کو پست کر کے ایک جماعت کو تیرے ساتھ کر دوں گا۔ وہ کتاب موجود ہے مکّہ معظّمہ میں بھی اس کا ایک نسخہ بھیجا گیا تھا۔ بخارا میں بھی اور گورنمنٹ میں بھی۔ اس میں جو پیشگوئیاں 22 سال پیشتر چھپ کر شائع ہوئی ہیں وہ آج پوری ہو رہی ہیں۔

(ملفوظات جلد چہارم جدید ایڈیشن صفحہ 207)

ارشادات بابت آسٹریلیا و افریقہ

تیسری شرط انسان کے لئے طاقت مالی ہے۔ مساجد کی تعمیر اور امور متعلقہ اسلام کی بجا آوری مالی طاقت پر منحصر ہے۔ اس کے سوا تمدنی زندگی اور تمام امور کا اور خصوصاً مساجد کا انتظام بہت مشکل سے ہوتا ہے۔ اب اس پہلو کے لحاظ سے گورنمنٹ انگلشیہ کو دیکھو۔ گورنمنٹ نے ہر قسم کی تجارت کو ترقی دی۔ تعلیم پھیلا کر ملک کے باشندوں کو نوکریاں دیں اور بڑے بڑے

عہدے دیئے۔ سفر کے وسائل بہم پہنچا کر دوسرے ملکوں میں جا کر روپیہ کمالانے میں مدددی۔ چنانچہ ڈاکٹر، پلیڈر، عدالتوں کے عہدہ دار۔ سررشتہ تعلیم وغیرہ بہت سے ذریعوں سے لوگ معقول روپیہ کماتے ہیں اور تجارت کرنے والے سوداگر قسم قسم کے تجارتی مال ولایت اور دور دراز ملکوں افریقہ اور آسٹریلیا وغیرہ میں جا کر مالامال ہو کر آتے ہیں۔

(ملفوظات جلد اول جدید ایڈیشن صفحہ 436)

حضورؑ فرماتے ہیں:

بابو محمد افضل صاحب نے ہندوستان سے مشرقی افریقہ کی طرف روانگی کے موقع پر حضرت مسیح موعودؑ سے عرض کی کہ جس مقام سے میں صدہا قسم شکوک شبہات اور نفسانی ظلمتوں کا ایک امنڈا ہوا دریا ہمراہ لایا تھا اب چونکہ پھر میں نے وہیں روانہ ہونا ہے، اس لئے میرے لئے دعا کی جائے۔ حضرت اقدس نے ایسی مشکلات سے نکلنے کے لئے مندرجہ ذیل چار امر بطور علاج بتائے:

(1) قرآن کی تلاوت کرتے رہنا (2) موت کو یاد رکھنا (3) سفر کے حالات قلمبند کرتے رہنا (4) اگر ممکن ہو تو ہر روز ایک کارڈ لکھتے رہنا۔

(ملفوظات جلد اول جدید ایڈیشن صفحہ 216-217)

ارشاد بابت ملتان، پاک پٹن و اجمیر

اب ساری بات کا خلاصہ یہ ہے کہ مردوں سے مدد مانگنے کا خدا نے کہیں ذکر نہیں کیا، بلکہ زندوں ہی کا ذکر فرمایا۔ خدا تعالیٰ نے بڑا فضل کیا جو اسلام کو زندوں کے سپرد کیا۔ اگر اسلام کو مردوں پر ڈالتا تو نہیں معلوم کیا آفت آتی۔ مردوں کی قبریں کہاں کم ہیں۔ کیا ملتان میں تھوڑی قبریں ہیں۔ ''گرد و گرما گدا و گورستان'' اس کی نسبت مشہور ہے۔ میں بھی ایک بار ملتان گیا۔ جہاں کسی کی قبر پر جاؤ مجاور کپڑے اتارنے کو گرد ہو جاتے ہیں۔ پاک پٹن میں مردوں کے فیضان سے دیکھ لو کیا ہو رہا ہے؟ اجمیر میں جا کر دیکھو۔ بدعات اور محدثات کا بازار کیا گرم ہے۔ غرض مردوں کو دیکھو گے تو اس نتیجہ پر پہنچو گے کہ ان کے مشاہدہ میں سوا بدعات اور ارتکاب مناہی کے کچھ نہیں۔ خدا تعالیٰ نے جو صراط مستقیم مقرر فرمایا ہے وہ زندوں کی راہ ہے، مردوں کی راہ نہیں۔ پس جو چاہتا ہے کہ خدا کو پائے اور حیّ و قیوم خدا کو پائے تو وہ زندوں کو تلاش کرے، کیونکہ ہمارا خدا زندہ خدا ہے نہ مردہ، جن کا خدا مردہ ہے، جن کی کتاب مردہ، وہ مردوں سے برکت چاہیں تو کیا تعجب ہے۔ لیکن اگر سچا مسلمان جس کا خدا زندہ خدا، جس کا نبی زندہ نبی، جس کی کتاب زندہ کتاب ہے اور جس دین میں ہمیشہ زندوں کا سلسلہ جاری ہو اور ہر زمانہ میں

ایک زندہ انسان خدا تعالیٰ کی ہستی پر زندہ ایمان پیدا کرنے والا آتا ہو۔ وہ اگر اس زندہ کو چھوڑ کر بوسیدہ ہڈیوں اور قبروں کی تلاش میں سرگرداں ہو تو البتہ تعجب اور حیرت کی بات ہے!!!

(ملفوظات جلد اول جدید ایڈیشن صفحہ 476)

ارشادات بابت امرتسر، لاہور، کلکتہ و بمبئی

اس کے علاوہ بڑی جہالت پھیلی ہوئی تھی۔ ایک بڈھے کے شاہ نے بیان کیا کہ میں نے اپنے استاد کو دیکھا ہے کہ وہ بڑے تضرع سے دعا کرتے تھے کہ صحیح بخاری کی ایک دفعہ زیارت ہو جائے اور بعض وقت اس خیال سے کہ کہاں ممکن ہے۔ دعا کرتے کرتے ان کی ہچکیاں بندھ جاتی تھیں۔

اب وہی بخاری دو چار روپیہ میں امرتسر اور لاہور سے ملتی ہے۔ ایک مولوی شیر محمد صاحب تھے۔ کہیں دو چار ورق احیاء العلوم کے ان کو مل گئے کتنی مدت تک ہر نماز کے بعد نمازیوں کو بڑی خوشی اور فخر سے دکھایا کرتے تھے کہ یہ احیاء العلوم ہے۔ اور تڑپتے تھے کہ پوری کتاب کہیں سے مل جائے۔ اب جابجا احیاء العلوم مطبوعہ موجود ہے۔ غرض انگریزی قدم کی برکت سے لوگوں کی دینی آنکھ بھی کھل گئی ہے اور خدا تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ اس سلطنت کے ذریعہ دین کی کس قدر اعانت ہوئی ہے کہ کسی سلطنت میں ممکن ہی نہیں۔ پریس کی برکت اور قسم قسم کے کاغذ کی ایجاد سے ہر قسم کی کتابیں تھوڑی تھوڑی قیمت پر میسر آسکتی ہیں اور پھر ڈاک خانہ کے طفیل سے کہیں سے کہیں گھر بیٹھے بٹھائے پہنچ جاتی ہیں اور یوں دین کی صداقتوں کی تبلیغ کی راہ کس قدر سہل اور صاف ہو گئی ہے۔

(ملفوظات جلد اول جدید ایڈیشن صفحہ 433)

پھر فرماتے ہیں:

اب خدا تعالیٰ نے دیکھا کہ معمولی اموات بھی اثر انداز نہیں ہوتی ہیں۔ امرتسر، لاہور میں ساٹھ ستر روزانہ اموات کی تعداد ہوتی ہو گی۔ کلکتہ اور بمبئی میں اس سے زیادہ مرتے ہیں۔ گو نفس الامر میں یہ نظارہ خوفناک ہے مگر کون دیکھتا ہے۔ کوتاہ اندیش انسان کہہ اٹھتا ہے کہ یہ اموات آبادی کے لحاظ سے ہیں اور پرواہ نہیں کرتا۔ دوسروں کی موت سے خود کچھ نفع نہیں اٹھا سکتا۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے دوسرا نسخہ اختیار کیا ہے اور طاعون کے ذریعہ لوگوں کو متنبہ کرنا چاہا ہے لیکن میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ اب جو ہونا ہے سو ہونا ہے ایسا نہ ہو کہ یہ سمجھ کر تم خدا تعالیٰ کو بھی ناراض کرو اور گورنمنٹ کو بھی خطاکار ٹھہراؤ۔

(ملفوظات جلد اول جدید ایڈیشن صفحہ 234)

ارشاد بابت کراچی

ایسا ہی میں یہ بھی بتلا چکا ہوں کہ وعید کی پیشگوئیاں توبہ اور استغفار سے ٹل سکتی ہیں۔ یہاں تک کہ دوزخ کا وعید بھی ٹل سکتا ہے۔ لوگ اس طرف رجوع کریں اور توجہ کریں تو اللہ تعالیٰ اس ملک اور خطے کو چاہے گا تو محفوظ رکھ لے گا۔ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ مگر فرماتا ہے۔ قُلۡ مَا یَعۡبَؤُا بِکُمۡ رَبِّیۡ لَوۡ لَا دُعَآؤُکُمۡ(الفرقان:78)ان لوگوں کو کہہ دے کہ اگر تم میری بندگی نہ کرو تو پرواکیا ہے لوگ کہتے ہیں کی گلی گلی میں حکیم ہیں، ڈاکٹر موجود ہیں، شفاخانے کھلے ہیں وہ فوراً علاج کر کے اچھے ہو جائیں گے؟ مگر ان کو معلوم نہیں کہ خود بمبئی اور کراچی میں بڑے بڑے ڈاکٹر کتنے مبتلا ہو کر چل بسے ہیں؟ جو اس خدمت پر مامور ہو کر گئے تھے خود ہی شکار ہو گئے۔ یہ خدا تعالیٰ اپنے تصرفات کا مشاہدہ کراتا ہے کہ محض ڈاکٹروں یا علاج پر بھروسہ کرنا دانشمندی نہیں۔ خدا چاہتا ہے کہ دوسرے عالم پر بھی ایمان پیدا ہو۔ اب لوگ زور لگا کر دکھاویں جس طرح انسان ایک بالشت بھر زمین کے لئے مرتا ہے، سازشیں کرتا اور مقدمات کی زیر باریاں اٹھاتا ہے کیا وہ خدا تعالیٰ کے کسی حکم کی تعمیل نہ کرنے پر بھی ویسا قلق اور کرب اپنے اندر پاتا ہے؟ ہر گز نہیں۔ نادان انسان جب شدید امراض میں مبتلا ہوتا ہے تو خدا کو پکارتا ہے لیکن یونہی آزمائشی طور پر اسے مہلت ملتی ہے تو پھر ایک ایسا اصول قائم کرتا ہے اور ایسی چال چلتا ہے کہ گویا مرنا ہی نہیں۔ معمولی امراض سے مر جانے پر بھی بہت تھوڑا اثر اب دلوں پر ہوتا ہے۔ دو تین روز تک برائے نام قائم رہتا ہے پھر وہی ہنسی مخول اور مزخرفات، قبرستان میں جاتے ہیں اور مُردے گاڑتے ہیں مگر کبھی نہیں سوچتے کہ آخر ایک دن مر کر ہم نے بھی خدا کے حضور جانا ہے۔

(ملفوظات جلد اول جدید ایڈیشن صفحہ 233)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 11 ستمبر 2021)

(قسط2)

ارشادات حضرت مسیح موعودؑ بابت مختلف ممالک وشہر

(سید عمار احمد)

ارشاد بابت اٹلی

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:
یوز آسف وہی ہے جس کو یسوع کہتے ہیں۔ اور آسف کے معنٰی ہیں پراگندہ جماعتوں کو جمع کرنے والا۔ چونکہ مسیح علیہ السلام کا کام بھی بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کو جمع کرنا تھا اور اہل کشمیر بہ اتفاق اہل تحقیق بنی اسرائیل ہی ہیں۔ اس لئے ان کا یہاں آنا ضروری تھا۔ اس کے علاوہ خود یوز آسف کا قصہ یورپ میں مشہور ہے۔ بلکہ یہاں تک کہ اٹلی میں اس نام پر ایک گرجا بھی بنایا گیا ہے اور ہر سال وہاں ایک میلہ بھی ہوتا ہے۔ اب اس قدر صرف کثیر سے ایک مذہبی عمارت کا بنانا اور پھر ہر سال اس پر ایک میلہ کرنا کوئی ایسی بات نہیں ہے جو سرسری نگاہ سے دیکھی جائے۔ وہ کہتے ہیں کہ یوز آسف مسیح کا حواری تھا۔ ہم کہتے ہیں یہ بات سچی نہیں ہے۔ یوز آسف خود ہی مسیح تھا۔ اگر وہ حواری ہے تو یہ تمہارا فرض ہے کہ تم ثابت کرو کہ مسیح کے کسی حواری کا نام شہزادہ نبی ہو۔

(ملفوظات جلد دوم جدید ایڈیشن صفحہ 162)

ارشاد بابت ہالینڈ

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:
یادرکھو کہ فضائل بھی امراض متعدیہ کی طرح متعدی ہونے ضروری ہیں۔ مومن کے لئے حکم ہے کہ وہ اپنے اخلاق کو اس درجہ پر پہنچائے کہ وہ متعدی ہو جائیں۔ کیونکہ کوئی عمدہ سے عمدہ بات قابل پذیرائی اور واجب التعمیل نہیں ہو سکتی جب تک اس کے اندر ایک چمک اور جذب نہ ہو۔ اس کی درخشانی دوسروں کو اپنی طرف متوجہ کرتی ہے اور جذب ان کو کھینچ لاتا ہے اور پھر اس فعل کی اعلیٰ درجے کی خوبیاں خود بخود دوسرے کو عمل کی طرف توجہ دلاتی ہیں۔ دیکھو! حاتم کا نیک نام ہونا سخاوت کے باعث مشہور ہے۔ گو میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ خلوص سے تھی۔ ایسا ہی رستم و اسفندیار کی بہادری کے فسانے عام زبان زد

ہیں اگرچہ ہم نہیں کہہ سکتے کہ وہ خلوص سے تھے۔ میرا ایمان اور مذہب یہ ہے کہ جب تک انسان سچا مومن نہیں بنتا اس کے نیکی کے کام خواہ کیسے ہی عظیم الشان ہوں لیکن وہ ریاکاری کے ملمع سے خالی نہیں ہوتے۔ لیکن چونکہ ان میں نیکی کی اصل موجود ہوتی ہے اور یہ وہ قابل قدر جوہر ہے جو ہر جگہ عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ اس لئے بایں ہمہ ملمع سازی وریاکاری وہ عزت سے دیکھے جاتے ہیں۔

خواجہ صاحب نے میرے پاس ایک نقل بیان کی تھی اور خود میں نے بھی اس قصہ کو پڑھا ہے کہ سر فلپ سڈنی ملکہ الزبتھ کے زمانے میں قلعہ زلفن ملک ہالینڈ کے محاصرے میں جب زخمی ہوا، تو اس وقت عین نزع کی تلخی اور شدت پیاس کے وقت جب اس کے لئے ایک پیالہ پانی کا جو وہاں بہت کمیاب تھا، مہیا کیا گیا تو اس کے پاس ایک اور زخمی سپاہی تھا جو نہایت پیاسا تھا۔ وہ سر فلپ سڈنی کی طرف حسرت اور طمع کے ساتھ دیکھنے لگا۔ سڈنی نے اس کی یہ خواہش دیکھ کر وہ پانی کا پیالہ خود نہ پیا بلکہ بطور ایثار یہ کہہ کر اس سپاہی کو دے دیا کہ ”تیری ضرورت مجھ سے زیادہ ہے“ مرنے کے وقت بھی لوگ ریاکاری سے نہیں رکھتے۔ ایسے کام اکثر ریاکاروں سے ہو جاتے ہیں، جو اپنے آپ کو اخلاق فاضلہ والے انسان ثابت کرنا یا دکھانا چاہتے ہیں۔ غرض کوئی انسان ایسا نہیں ہے کہ اس کی ساری باتیں بری حالت کی اچھی ہوں لیکن سوال یہ ہے کہ انسان اچھی باتوں کی کیوں پیروی نہیں کرتے؟ میں اس کے جواب میں یہی کہوں گا کہ اصل بات یہ ہے کہ انسان فطرتاً کسی بات کی پیروی نہیں کرتا جب تک کہ اس میں کمال کی مہک نہ ہو اور یہی ایک سر ہے جو اللہ تعالیٰ ہمیشہ انبیا علیہم السلام کو مبعوث کرتا رہا ہے اور خاتم النبیین کے بعد مجددین کے سلسلے کو جاری رکھا ہے، کیونکہ یہ لوگ اپنے عملی نمونہ کے ساتھ ایک جذب اور اثر کی قوت رکھتے ہیں اور نیکیوں کا کمال ان کے وجود میں نظر آتا ہے اس لئے کہ انسان بالطبع کمال کی پیروی کرنا چاہتا ہے۔ اگر انسان کی فطرت میں یہ قوت نہ ہوتی تو انبیاء علیہم السلام کے سلسلہ کی بھی ضرورت نہ رہتی۔

(ملفوظات جلد اول جدید ایڈیشن صفحہ 196-198)

ارشادات بابت جرمنی

حضورؑ فرماتے ہیں:

ہمیں کئی بار اس آیت کی طرف توجہ ہوئی ہے اور اس میں سوچتے ہیں کہ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ (الانبیاء:97)۔ اس کا ایک تو یہ مطلب ہے کہ ساری سلطنتیں، ریاستیں اور حکومتیں ان سب کو یہ اپنے زیر کرلیں گے اور کسی کو ان کے مقابلے کی تاب نہ ہوگی۔

دوسرے معنے یہ ہیں کہ حدب کے معنے ہیں بلندی، نسل کے معنے ہیں دوڑنا۔ یعنی بلندی پر سے دوڑ جاویں گے کُلْ عمومیت کے معنے رکھتا ہے یعنی ہر قسم کی بلندی کو کود جاویں گے۔ بلندی پر چڑھنا قوت اور جرات کو چاہتا ہے۔ نہایت بڑی بھاری اور آخری بلندی مذہب کی بلندی ہوتی ہے۔ سارے زنجیروں کو انسان توڑ سکتا ہے مگر رسم اور مذہب کی ایک ایسی زنجیر ہوتی ہے کہ اس کو کوئی ہمت والا ہی توڑ سکتا ہے۔ سو ہمیں اس ربط سے یہ بھی ایک بشارت معلوم ہوتی ہے کہ وہ آخر کار اس مذہب اور رسم کی بلندی کو اپنی آزادی اور جرات سے پھلانگ جاویں گے اور آخر کار اسلام میں داخل ہوتے جاوینگے اور یہی ضال کے لفظ سے بھی ٹپکتا ہے اور اس امر کی بنیادی اینٹ قیصر جرمن نے چند دن ہوئے اپنا عقیدہ عیسویت کے متعلق ظاہر کر کے رکھ دی ہے۔

(ملفوظات جلد پنجم جدید ایڈیشن صفحہ 15-16)

پھر ذکر ہوا کہ بلاد یورپ اور امریکہ اور جرمن وغیرہ میں آج کل ایک عجیب تحریک پیدا ہوتی چلی جاتی ہے۔ لوگ خود بخود ہی ان خیالات فاسدہ سے دست کش ہوتے جاتے ہیں اور ان کی تجویز ہے کہ ان تثلیث اور کفارہ کے بے دلیل خیالات کو مہذب دنیا سے اڑا کر بادلیل اور آزادی پسند خیالات نوجوانوں کے آگے پیش کئے جاویں۔

(ملفوظات جلد چہارم جدید ایڈیشن صفحہ 354)

ارشادات بابت امریکہ وآسٹریلیا

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

اب میں پھر اصل مطلب کی طرف آتا ہوں۔ میں نے یہ بیان کیا ہے کہ دو بروز ہیں ایک اَلدَّجَّال کا دوسرا یاجوج ماجوج کا۔

اَلدَّجَّال کا بروز وہ ہے جو آدم علیہ السلام سے لے کر ایک سلسلہ چلا جاتا تھا۔ جس قسم کی بدیاں اور شرارتیں مختلف طور پر مختلف وقتوں میں ظاہر ہوئیں آج ان سب کو جمع کر دیا گیا ہے اور ایک عجیب نظارہ قدرت دکھایا ہے۔ چونکہ اب انسانی عمروں کا خاتمہ ہے اس لیے خاتمہ پر ایک بدیوں کا اور ایک نیکوں کا بروز بھی دکھایا۔

بدیوں کا بروز وہی ہے جس کو میں نے اَلدَّجَّال کہا ہے۔ تمام مکائد اور شرارتوں کا وہ مجموعہ ہے۔ اس آخری زمانہ میں ایک گروہ کو سفلی عقل اس قدر دی گئی ہے کہ تمام چھپی ہوئی چیزیں پیدا ہو گئی ہیں۔ اس نے دو قسم کا دجل دکھایا۔ ایک قسم کا حملہ نبوت پر کیا اور ایک خدا پر۔ نبوت پر تو یہ حملہ تھا کہ منشاء الٰہی کو بگاڑا اور دماغی طاقتوں کو انتہائی مدارج پر پہنچا کر الوہیت پر

تصرف کرنے کے لیے خدا پر حملہ کیا۔ امراض مُزمنہ کے علاج کی طرف توجہ، اور ایک کا نطفہ لے کر رحم میں بذریعہ کل ڈالنا۔ بارش برسانے کے آلات ایجاد کرنا وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب امور اس قسم کے ہیں جن سے پایا جاتا ہے کہ یہ لوگ الوہیت پر تصرف کرنا چاہتے ہیں۔ یہ گروہ خود خدا بن رہا ہے اور دوسرا گروہ کسی اور انسان کو خدا بناتا ہے۔ جو کچھ آج کل یورپ اور امریکہ میں ہو رہا ہے اس کی غرض کیا ہے۔ یہی کہ ایک آزادی اور حرص جو پیدا ہو گئی ہے اس کو پورے طور پر کام میں لا کر ربوبیت کے بھیدوں کو معلوم کر کے خدا سے آزاد ہو جاویں۔

غرض جان ڈالنے کے، مردوں کے زندہ کرنے کے، بارش برسانے کے تجربے کرتے ہیں۔ یہاں تک ہی محدود نہیں بلکہ ان کی تو کوشش یہ ہو رہی ہے کہ جو کچھ دنیا میں ہو رہا ہے وہ سب ہمارے ہی قبضہ میں آ جاوے۔

(ملفوظات جلد اول جدید ایڈیشن صفحہ 406)

پھر فرماتے ہیں:

علوم ظاہری اور علوم قرآنی کے حصول کے درمیان ایک عظیم الشان فرق ہے۔ دنیوی اور رسمی علوم کے حاصل کرنے کے واسطے تقویٰ شرط نہیں ہے۔ صرف و نحو، طبعی، فلسفہ، ہیئت و طبابت پڑھنے کے واسطے یہ ضروری امر نہیں ہے کہ وہ صوم و صلوٰۃ کا پابند ہو، اوامر الٰہی اور نواہی کو ہر وقت مدنظر رکھتا ہو۔ اپنے ہر فعل و قول کو اللہ تعالیٰ کے احکام کے نیچے رکھے۔ بلکہ بسا اوقات کیا عموماً دیکھا گیا ہے کہ دنیوی علوم کے ماہر اور طلبگار دہریہ منش ہو کر ہر قسم کے فسوق و فجور میں مبتلا ہوتے ہیں۔ آج دنیا کے سامنے ایک زبردست تجربہ موجود ہے۔ یورپ اور امریکہ باوجودیکہ وہ لوگ ارضی علوم میں بڑی بڑی ترقیاں کر رہے ہیں اور آئے دن نئی ایجادات کرتے رہتے ہیں لیکن ان کی روحانی اور اخلاقی حالت بہت کچھ قابل شرم ہے۔

(ملفوظات جلد اول جدید ایڈیشن صفحہ 384)

پھر حضورؑ فرماتے ہیں:

آج کل کے فلاسفروں نے مردوں کے واپس آنے کی بہت تحقیقات کی ہے۔ امریکہ میں ایک شخص کو مار کر دیکھا کہ آیا مرنے کے بعد شعور باقی رہتا ہے یا نہیں۔ اس شخص کو جس پر یہ تجربہ کرنا چاہا۔ کہہ دیا گیا کہ تم آنکھ کے اشارے سے بتا دینا مگر جب وہ ہلاک کیا گیا تو کچھ بھی نہ کر سکا کیونکہ یہ ایک سر الٰہی ہے جس کی تہہ تک کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ انسان جب حد سے گزرتا ہے تو سر کی تلاش کی فکر میں ہوتا ہے مغربی دنیا میں جو زمینی تحقیقات میں لگی ہوئی ہے وہ ہر فلسفہ میں ادب سے دور نکل جاتی ہے اور انسانی حدود کو چھوڑ کر آگے قدم رکھنا چاہتی ہے مگر بے فائدہ۔ مختصر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان امور کو جو ایمانیات سے متعلق ہیں

نہ تو اس قدر چھپایا ہے کہ تکلف کی حد تک پہنچ جائیں اور نہ اس قدر ظاہر کیا ہے کہ ایمان ایمان ہی نہ رہے اور کوئی فائدہ اس پر مترتب نہ ہو سکے۔

(ملفوظات جلد دوم جدید ایڈیشن صفحہ 479-480)

اس وقت حضرت اقدسؑ تشریف لائے حضور کو خبر دی گئی کہ ایک پادری صاحب بنام گر سفورڈ نے ایک کتاب اپنے زعم میں آپ کے دعاوی کی تردید میں لکھی ہے اس کا نام رکھا ہے "میرزا غلام احمد قادیان کا مسیح اور مہدی" مگر حضور کے دعوے اور دلائل کو خوب مفصل بیان کیا ہے اور اس کی اشاعت امریکہ میں بہت کی گئی ہے اس پر ذکر ہوتا رہا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک اشاعت کا ذریعہ بنایا ہے اس کی وہی مثال ہے کہ

عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد

حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ:

پھر تو ہم کو بھی ضرور لکھنا چاہے جب انہوں نے بطور ہدیہ کے کتاب ہمیں بھیجی تو ہمیں بھی ہدیہ بھیجنا چاہیے یہ خدا کے کام ہیں۔ مخالفوں کی توجہ سے بہت کام بنتا ہے میں نے آزمایا ہے کہ جہاں مخالف ٹھوکر کھاتا ہے وہاں ہی ایک بڑی حکمت کی بات ہوتی ہے۔

(ملفوظات جلد سوم جدید ایڈیشن صفحہ 476)

6/ اگست کی شام کو حضرت مسیح موعودؑ تشریف لائے۔ پیر گولڑی کی اس پر فن کارروائی کا ذکر تھا جو اس نے اپنی کتاب سیف چشتیائی کی تالیف میں کی ہے اور جس کا راز اس کی اشاعت میں بالکل کھول دیا جاوے گا اور دنیا کو دکھایا جائے گا کہ کفن کھسوٹ مصنف بھی دنیا میں ہیں۔ اس کے بعد امریکہ کے مشہور مفتری مدعی الیاس ڈوئی کا اخبار پڑھا گیا جو مفتی محمد صادق صاحب ایک عرصہ سے سنایا کرتے ہیں ڈوئی نے اپنے مخالف قوموں، بادشاہوں اور سلطنتوں کی نسبت پیشگوئی کی ہے کہ وہ تباہ ہو جائیں گے۔ اس پر حضرت اقدسؑ کی رگ غیرت و حمیت دینی جوش میں آئی اور فرمایا:

"مفتری کذاب اسلام کا خطرناک دشمن ہے۔ بہتر ہے اس کے نام ایک کھلا خط چھاپ کر بھیجا جاوے اور اس کو مقابلہ کے لیے بلایا جاوے۔ اسلام کے سوا دنیا میں کوئی سچا مذہب نہیں ہے اور اسلام ہی کی تائید میں برکات اور نشان ظاہر ہوتے ہیں میرا یقین ہے کہ اگر یہ مفتری میرا مقابلہ کرے گا تو سخت شکست کھائے گا اور اب وقت آگیا ہے کہ خدا تعالیٰ اس کے افترا کی اس

کو سزا دے۔ ”غرض یہ قرار پایا کہ 7 اگست کو حضرت اقدسؑ ایک خط اس مفتری کو لکھیں اور اسے نشان نمائی کے میدان میں آنے کی دعوت کریں۔ یہ خط انگریزی زبان میں ترجمہ ہو کر مختلف اخبارات میں بھی شائع ہو گا اور بھیجا جاوے گا۔“

(ملفوظات جلد سوم جدید ایڈیشن صفحہ 107-108)

ایک شخص نے اپنی رؤیا سنائی جس میں یہ آیت تھی فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا(الروم :31)فرمایا:-اس کے معنٰی یہی ہیں کہ اسلام فطرتی مذہب ہے انسان کی بناوٹ جس مذہب کو چاہتی ہے وہ اسلام ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ اسلام میں بناوٹ نہیں ہے۔ اس کے تمام اصول فطرت انسانی کے موافق ہیں۔ تثلیث اور کفارہ کی طرح نہیں ہیں جو سمجھ میں نہیں آسکتے۔ عیسائیوں نے خود مانا ہے کہ جہاں تثلیث نہیں گئی وہاں توحید کا مطالبہ ہو گا۔ کیونکہ فطرت کے موافق توحید ہی ہے اگر قرآن شریف نہ بھی ہوتا۔ تب بھی انسانی فطرت توحید ہی کو مانتی۔ کیونکہ وہ باطنی شریعت کے موافق ہے ایسا ہی اسلام کی کل تعلیم باطنی شریعت کے موافق ہے برخلاف عیسائیوں کی تعلیم کے جو مخالف ہے۔ دیکھو حال ہی میں امریکہ میں طلاق کا قانون خلاف انجیل پاس کرنا پڑا۔ یہ دقت کیوں پیش آئی اس لئے کہ انجیل کی تعلیم فطرت کے موافق نہ تھی۔

(ملفوظات جلد سوم جدید ایڈیشن صفحہ 308)

امریکہ کے ایک انگریز کا اشتہار سنایا گیا جس میں اس نے لکھا ہے کہ مسیحؑ کی دوبارہ آمد وقت کا یہی وقت ہے۔ وہ کل نشانات پورے ہو گئے جو آمد ثانی کے پیش خیمہ تھے اور اس نے اس بیان کو بڑے بشپوں اور فلاسفروں کی شہادتوں سے قوی کیا ہے۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ:۔ اصل میں ان کی یہ بات کہ مسیحؑ کی آمد ثانی کا وقت یہی ہے۔ اور اس کے آنے کے تمام نشانات پورے ہو گئے ہیں بالکل ہمارے منشاء کے مطابق ہے اور راستی بھی اسی میں ہے ان کی وہ بات جو حق ہو اور جہاں تک وہ راستی کی حمایت میں ہو اسے رد نہ کرنا چاہیے۔ یہ لوگ ایک طرح سے ہماری خدمت کر رہے ہیں۔ اس ملک میں جہاں ہماری تبلیغ بڑی محنت اور صرف کثیر سے بھی پوری طرح سے کماحقہ نہیں پہنچ سکتی۔ وہاں یہ ہماری اس خدمت کو مفت اچھی طرح سے پورا کر رہے ہیں۔ انہوں نے وقت کی تشخیص تو بالکل راست کی ہے۔ مگر نتائج نکالنے میں سخت غلطی کرتے ہیں جو آنے والے کی انتظار آسمان سے کرتے ہیں۔

(ملفوظات جلد چہارم جدید ایڈیشن صفحہ 240-241)

حضورؑ فرماتے ہیں:

اب ایک ہو اچل پڑی ہے جیسے ہمارے دلوں میں ڈالا ہے کہ مسیح مر گیا ویسے ہی اب ان کے (اہل یورپ و امریکہ کے) لوگوں کے دلوں میں ڈالا ہے۔ اخبار اور رسالے نکلتے ہیں اور مسیح کی امید لگ رہی ہے سب پکار رہے ہیں کہ یہی زمانہ ہے۔

(ملفوظات جلد چہارم جدید ایڈیشن صفحہ 309)

حضورؑ فرماتے ہیں:

پھر احادیث میں پڑھتے تھے کہ مہدی کے زمانہ میں رمضان کے مہینہ میں کسوف خسوف ہو گا اور جب تک یہ نشان پورا نہیں ہوا تھا اس وقت تک شور مچاتے تھے کہ یہ نشان پورا نہیں ہوا، لیکن اب ساری دنیا قریباً گواہ ہے کہ یہ نشان پورا ہوا۔ یہاں تک کہ امریکہ میں بھی ہوا۔ اور دوسرے ممالک میں بھی پورا ہوا۔

(ملفوظات جلد چہارم جدید ایڈیشن صفحہ 119)

حضورؑ فرماتے ہیں:

امریکہ سے جناب مفتی محمد صادق صاحب کے ذریعہ ایک ڈاکٹر کی بیوی نے اپنے کسی عارضہ کے لیے دعا کی درخواست کی تھی آپ نے فرمایا:

اس کو جواب میں لکھا جاوے کہ اس میں شک نہیں کہ دعاؤں کی قبولیت پر ہمارا ایمان ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے قبول کرنے کا وعدہ بھی فرمایا ہے مگر دعاؤں کے اثر اور قبولیت کو توجہ کے ساتھ بہت بڑا تعلق ہے اور پھر حقوق کے لحاظ سے دعا کے لیے جوش پیدا ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ کا حق سب پر غالب ہے اس وقت دنیا میں شرک پھیلا ہوا ہے اور ایک عاجز انسان کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کیا جاتا ہے اس لیے فطرتی طور پر ہماری توجہ اس طرف غالب ہو رہی ہے کہ دنیا کو اس شرک سے نجات ملے اور اللہ تعالیٰ کی عظمت قائم ہو اس کے سوا دوسری طرف ہم توجہ کر ہی نہیں سکتے۔ اور یہ بات ہمارے مقاصد اور کام سے دور ہے کہ اس کو چھوڑ کر دوسری طرف توجہ کریں بلکہ اس میں ایک قسم کی معصیت کا خطرہ ہوتا ہے۔

ہاں یہ میرا ایمان ہے کہ بیماروں یا مصیبت زدوں کے لیے توجہ کی جاوے تو اس کا اثر ضرور ہوتا ہے بلکہ ایک وقت یہ امر بطور نشان کے بھی مخالفوں کے سامنے پیش کیا گیا اور کوئی مقابلہ میں نہ آیا اس وقت میری ساری توجہ اسی ایک امر کی طرف ہو رہی ہے کہ یہ مخلوق پرستی دور ہو اور صلیب ٹوٹ جاوے اس لیے ہر کام کی طرف اس وقت میں توجہ نہیں کر سکتا۔ خدا نے مجھے اسی طرف متوجہ کر دیا ہے کہ یہ شرک جو پھیلا ہوا ہے اور حضرت عیسیٰؑ کو خدا بنایا گیا ہے اس کو نیست و نابود کر دیا جاوے۔ یہ جوش سمندر کی طرح میرے دل میں ہے اسی لیے ڈوئی کو لکھا ہے کہ وہ مقابلہ کے لیے نکلے پس تم صبر کرو جب تک کہ ایک

دعا کا فیصلہ ہو جاوے اس کے بعد ایسے امور کی طرف بھی اللہ تعالیٰ چاہے تو توجہ ہو سکتی ہے لیکن دعا کرانے والے کے لیے یہ بھی ضرور ہے کہ وہ اپنی اصلاح کرے اور اللہ تعالیٰ سے صلح کرے اپنے گناہوں سے توبہ کرے۔ پس جہاں تک ممکن ہو تم اپنے آپ کو درست کرو اور یہ یقیناً سمجھ لو کہ انسان کا پرستار کبھی فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔

مسیحؑ کی زندگی کے حالات پڑھو تو صاف معلوم ہوگا کہ وہ خدا نہیں ہے اس کو اپنی زندگی میں کس قدر کو فتیں اور کلفتیں اٹھانی پڑیں اور دعا کی عدم قبولیت کا کیسا برا نمونہ اس کی زندگی میں دکھایا گیا ہے خصوصاً باغ والی دعا جو ایسے اضطراب کی دعا ہے وہ بھی قبول نہ ہوئی اور وہ پیالہ ٹل نہ سکا۔ پس ایسی حالت میں مقدم یہ ہے کہ تم اپنی حالت کو درست کرو اور انسان کی پرستش چھوڑ کر حقیقی خدا کی پرستش کرو۔

(ملفوظات جلد پنجم جدید ایڈیشن صفحہ 244-245)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

ہم اس بات کے قائل نہیں ہیں اور نہ ہی اس مسئلہ میں ہم توریت کی پیروی کرتے ہیں کہ چھ سات ہزار سال سے ہی جب سے یہ آدم پیدا ہوا تھا اس دنیا کا آغاز ہوا ہے اور اس سے پہلے کچھ بھی نہ تھا اور خدا گویا معطل تھا اور نہ ہی ہم اس بات کے مدعی ہیں کہ یہ تمام نسل انسانی جو اس وقت دنیا کے مختلف حصوں میں موجود ہے یہ اسی آخری آدم کی نسل ہے۔ ہم تو اس آدم سے پہلے بھی نسل انسانی کے قائل ہیں جیسا کہ قرآن شریف کے الفاظ سے پتہ لگتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ اِنِّیۡ جَاعِلٌ فِی الۡاَرۡضِ خَلِیۡفَۃً (البقرہ:31)۔ خلیفہ کہتے ہیں جانشین کو۔ اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ آدم سے پہلے بھی مخلوق موجود تھی۔ پس امریکہ اور آسٹریلیا وغیرہ کے لوگوں کے متعلق ہم کچھ نہیں کہہ سکتے کہ وہ اس آخری آدم کی اولاد میں سے ہیں یا کہ کسی دوسرے آدم کی اولاد میں سے ہیں۔

(ملفوظات جلد دہم - پرانا ایڈیشن صفحہ 432)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 15 ستمبر 2021)

(قسط 3)

ارشادات حضرت مسیح موعودؑ بابت مختلف ممالک و شہر

(سید عمار احمد)

ارشادات بابت سیالکوٹ

دوسرے دن صبح نو بجے کی سیر میں ڈاکٹر لوقا کے ذکر پر جس کا بیان سیالکوٹ کے ایک اخبار میں سے گذشتہ دن سنایا گیا تھا، جس میں مرہم عیسیٰ کے ضمن میں لکھا گیا تھا۔ بہت دیر تک گفتگو ہوتی رہی۔ آپ نے مفتی محمد صادق صاحب اور مولوی اللہ دیا لودھیانی کو مزید تحقیقات کا حکم دیا۔ دوران گفتگو فرمایا:

''عربی میں لق چٹنی کو بھی کہتے ہیں۔'' جس پر مفتی محمد صادق صاحب نے کہا کہ انگریزی میں لق چاٹنے کو کہتے ہیں۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ ''چٹنی تک تو بات پہنچ گئی ہے امید ہے کہ مرہم پٹی تک بھی نکل آوے''۔ فرمایا انگریزی کتابوں اور تاریخ کلیسا سے اس کے حالات کے متعلق تحقیقات کرنی چاہیے۔ یہ ایک نئی بات نکلی ہے۔ پھر فرمایا ''کہ یہ کچھ مشکل امر نہیں ہے۔ اگر ہم چاہیں تو لوقا پر توجہ کریں اور اس سے سب حال دریافت کریں، مگر ہماری طبیعت اس امر سے کراہت کرتی ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سوائے کسی اور کی طرف توجہ کریں۔ خدا تعالیٰ آپ ہمارے سب کام بناتا ہے۔

(ملفوظات جلد اول جدید ایڈیشن صفحہ 355-356)

سیالکوٹ کے ضلع کا ایک نمبر دار تھا۔ اس نے بیعت کرنے کے بعد پوچھا کہ حضور اپنی زبان مبارک سے کوئی وظیفہ بتادیں۔

فرمایا کہ نمازوں کو سنوار کر پڑھو کیونکہ ساری مشکلات کی یہی کنجی ہے اور اسی میں ساری لذات اور خزانے بھرے ہوئے ہیں۔ صدق دل سے روزے رکھو۔ صدقہ و خیرات کرو۔ درود اور استغفار پڑھا کرو۔ اپنے رشتہ داروں سے نیک سلوک کرو۔ ہمسایوں سے مہربانی سے پیش آؤ۔ بنی نوع بلکہ حیوانوں پر بھی رحم کرو اور ان پر بھی ظلم نہ چاہیے۔ خدا سے ہر وقت حفاظت چاہتے رہو کیونکہ ناپاک اور نامراد ہے وہ دل جو ہر وقت خدا کے آستانہ پر نہیں گرا رہتا وہ محروم کیا جاتا ہے۔ دیکھو اگر خدا ہی حفاظت نہ کرے تو انسان کا ایک دم گذارہ نہیں۔ زمین کے نیچے سے لے کر آسمان کے اوپر تک کا ہر طبقہ اس کے دشمنوں کا بھرا ہوا ہے۔ اگر اسی کی حفاظت شامل حال نہ ہو تو کیا ہو سکتا ہے۔ دعا کرتے رہو کہ اللہ تعالیٰ ہدایت پر کاربند رکھے۔ کیونکہ

اس کے ارادے دو ہی ہیں۔ گمراہ کرنا اور ہدایت دینا جیسا کہ فرماتا ہے يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا ۙ وَّ يَهْدِىْ بِهٖ كَثِيْرًا (البقرۃ 27:)۔ پس جب اس کے ارادے گمراہ کرنے پر بھی ہیں تو ہر وقت دعا کرنی چاہیے کہ وہ گمراہی سے بچاوے اور ہدایت کی توفیق دے۔ نرم مزاج بنو کیونکہ جو نرم مزاجی اختیار کرتا ہے خدا بھی اس سے نرم معاملہ کرتا ہے۔ اصل میں نیک انسان تو اپنا پاؤں بھی زمین پر پھونک پھونک کر احتیاط سے رکھتا ہے تا کسی کیڑے کو بھی اس سے تکلیف نہ ہو۔ غرض اپنے ہاتھ سے، پاؤں سے، آنکھ وغیرہ اعضاء سے کسی کو کسی نوع کی تکلیف نہ پہنچاؤ اور دعائیں مانگتے رہو۔

(ملفوظات جلد چہارم جدید ایڈیشن صفحہ 236-237)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

ایک دفعہ کا ذکر ہے جب میں سیالکوٹ میں تھا۔ ایک مکان میں میں اور چند آدمی بیٹھے ہوئے تھے بجلی پڑی اور ہمارا سارا مکان دھوئیں سے بھر گیا اور اس دروازہ کی چوکھٹ جس کے متصل ایک شخص بیٹھا ہوا تھا ایسی چیری گئی جیسے آرے سے چیری جاتی ہے۔ مگر اس کی جان کو کچھ بھی صدمہ نہ پہنچا، لیکن اسی دن بجلی تیجا سنگھ کے شوالہ پر بھی پڑی اور ایک لمبا راستہ اس کے اندر کو چکر کھا کر جاتا تھا جہاں ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا وہ تمام چکر بجلی نے بھی کھائے اور جا کر اس پر پڑی اور ایسا جلایا کہ بالکل ایک کوئلے کی شکل اسے کر دیا پھر یہ خدا کا تصرف نہیں تو اور کیا ہے کہ ایک شخص کو بچا لیا اور ایک کو مار دیا۔ خدا نے ہم سے وعدہ فرمایا ہے اور اس پر ہمارا ایمان ہے وہ وعدہ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ کا ہے۔

(ملفوظات جلد پنجم جدید ایڈیشن صفحہ 338)

ارشادات بابت لاہور

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

خود ہمارے اس گاؤں میں جہاں ہماری مسجد ہے۔ کارداروں کی جگہ تھی۔ ہمارے بچپن کا زمانہ تھا، لیکن میں نے معتبر آدمیوں سے سنا ہے کہ جب انگریزی دخل ہو گیا تو چند روز تک وہی قانون رہا۔ ایک کاردار آیا ہوا تھا اس کے پاس ایک مسلمان سپاہی تھا۔ وہ مسجد میں آیا اور مؤذن کو کہا کہ بانگ دے۔ اس نے وہی گنگنا کر اذان دی۔ سپاہی نے کہا کہ کیا تم اسی طرح پر بانگ دیتے ہو؟ مؤذن نے کہا ہاں! اسی طرح دیتے ہیں۔ سپاہی نے کہا کہ نہیں کوٹھے پر چڑھ کر اونچی آواز سے اذان دے اور جس قدر زور سے ممکن ہے وہ دے۔ وہ ڈرا، آخر اس نے زور سے بانگ دی۔ تمام ہندو اکٹھے ہو گئے اور مُلّاں کو پکڑ لیا۔ وہ بے چارہ بہت ڈرا اور گھبرایا کہ کاردار مجھے پھانسی دے دے گا۔ سپاہی نے کہا کہ میں تیرے ساتھ ہوں۔ آخر سنگدل چھری مار برہمن اس کو پکڑ کر کاردار کے پاس لے گئے اور کہا کہ مہاراج! اس نے ہم کو بھرشٹ کر دیا۔ کاردار تو جانتا تھا کہ سلطنت تبدیل ہو گئی

ہے اور اب وہ سکھا شاہی نہیں رہی، مگر ذرا دبی زبان سے پوچھا کہ تو نے اونچی آواز سے کیوں بانگ دی؟ سپاہی نے آگے بڑھ کر کہا کہ اس نے نہیں میں نے بانگ دی۔ کاردار نے کہا کہ کم بختو! کیوں شور ڈالتے ہو۔ لاہور میں تو اب کھلے طور سے گائے ذبح ہوتی ہے۔ تم ایک اذان کو روتے ہو۔ جاؤ چپکے ہو کر بیٹھ رہو۔ الغرض یہ واقعی اور سچی بات ہے جو ہمارے دل سے نکلتی ہے۔ جس قوم نے ہم کو تحت الثریٰ سے نکالا ہے۔ اس کا احسان ہم نہ مانیں یہ کس قدر ناشکری اور نمک حرامی ہے۔

(ملفوظات جلد اول جدید ایڈیشن صفحہ 432-433)

حضورؑ فرماتے ہیں:

دیکھو لاہور کے بشپ صاحب نے لاہور میں بڑے اہم مضامین پر لیکچر دیئے اور اپنی قرآن دانی اور حدیث دانی کے ثبوت کے لیے بڑی کوشش کی، لیکن اسے ہم نے دعوت کی تو باجودیکہ پایونیر نے بھی اس کو شرمندگی دلائی، مگر وہ صرف یہ کہہ کر کہ ہمارا دشمن ہے مقابلہ سے بھاگ گیا۔ ہم کو افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بشپ صاحب تو مسیح کی تعلیم کا کامل نمونہ ہونا چاہیے تھا اور اپنے دشمنوں کو پیار کرو پر ان کا پورا عمل ہوتا اگر میں ان کا دشمن بھی ہوتا حالانکہ میں سچ کہتا ہوں اور خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ نوع انسان کا سب سے بڑھ کر خیر خواہ اور دوست میں ہوں۔ ہاں یہ سچ ہے کہ میں ان تعلیمات کا دشمن ہوں جو انسان کی روحانی دشمن ہیں اور اس کی نجات کی دشمن ہیں۔ غرض بشپ صاحب کو کئی بار اخباروں نے اس معاملہ میں شرمندہ کیا مگر وہ سامنے نہ آئے۔ عیسائیوں کی یہ حالت ہے کہ اگر کسی کو سادہ دیکھتے ہیں تو چھوٹا ہے تو بیٹا بنا کر اور بڑا ہے تو باپ بنا کر اندر داخل ہوتے ہیں۔ اور دیکھتے ہیں کہ اگر وہ حالات سے واقف ہے تو پھر اس سے بغض کرتے ہیں اس لیے کہ جب خدا سے تعلق توڑ بیٹھتے ہیں تو مخلوق سے سچی ہمدردی کیونکر پیدا ہو، مگر ہماری جماعت خاص ہے اس کو عام مسلمانوں کی طرح نہ سمجھیں۔

(ملفوظات جلد دوم جدید ایڈیشن صفحہ 524)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں

پھر اس کے ساتھ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ کا نشان ہے۔ یہ بہت پرانا الہام ہے اور اس وقت کا ہے جب کہ میرے والد صاحب مرحوم کا انتقال ہوا۔ میں لاہور گیا ہوا تھا۔ مرزا صاحب کی بیماری کی خبر جو مجھے لاہور پہنچی میں جمعہ کو یہاں آ گیا تو دردِ گردہ کی شکایت تھی۔ پہلے بھی ہوا کرتا تھا اس وقت تخفیف تھی۔ ہفتہ کے دن دوپہر کو حقہ پی رہے تھے اور ایک خدمت گار پنکھا کر رہا تھا۔ مجھے کہا کہ اب آرام کا وقت ہے تم جا کر آرام کرو میں چوبارہ میں چلا گیا۔ ایک خدمت گار جمال نام میرے پاؤں دبا رہا تھا۔ تھوڑی سی غنودگی کے ساتھ الہام ہوا وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ اور معاً اس کے ساتھ یہ تفہیم ہوئی۔ اب میں نہیں کہہ سکتا کہ لفظ پہلے آئے یا تفہیم۔ قسم ہے آسمان کی اور قسم ہے اس حادثہ کی جو غروب آفتاب کے بعد ہونے والا ہے۔ گویا خدا تعالیٰ عزا پرسی کرتا ہے۔ یہ ایک عجیب بات ہے جس کو ہر ایک نہیں سمجھ سکتا۔ ایک مصیبت بھی آتی ہے اور خدا اس کی

عزاپرسی بھی کرتا ہے چونکہ ایک نیا عالم شروع ہونے والا تھا۔ اس لیے خدا تعالیٰ نے قسم کھائی مجھے یہ دیکھ کر خدا تعالیٰ کا عجیب احسان محسوس ہوا کہ میرے والد صاحب کے حادثہ انتقال کی وہ قسم کھاتا ہے اس الہام کے ساتھ ہی پھر معاً میرے دل میں بشریت کے تقاضے کے موافق یہ خیال گذرا۔ اور میں اس کو بھی خدا تعالیٰ ہی کی طرف سے سمجھتا ہوں کہ چونکہ معاش کے بہت سے اسباب ان کی زندگی سے وابستہ تھے۔ کچھ انعام انہیں ملتا تھا اور کچھ اور مختلف صورتیں آمدنی کی تھیں جس سے کوئی دوہزار کے قریب آمدنی ہوتی تھی۔ میں نے سمجھا کہ اب وہ چونکہ ضبط ہو جائیں گے، اس لیے ہمیں ابتلا آئے گا۔ یہ خیال تکلف کے طور پر نہیں بلکہ خدا ہی کی طرف سے میرے دل میں گذرا۔ اور اس کے گذرنے کے ساتھ ہی پھر یہ الہام ہوا اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ یعنی کیا اللہ اپنے بندہ کے لیے کافی نہیں ہے چنانچہ یہ الہام میں نے ملاوامل اور شرمپت کی معرفت ایک انگشتری میں اسی وقت لکھوالیا تھا جو حکیم محمد شریف کی معرفت امرتسر سے بنوائی تھی اور وہ انگشتری میں کھدا ہوا الہام موجود ہے۔"

(ملفوظات جلد سوم جدید ایڈیشن صفحہ 150-151)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

"کسی وقت کا اخلاص اور خدمت انسان کے کام آجاتا ہے۔ شاید ان وقتوں کا اخلاص ہی ہو جو بالآخر مولوی محمد حسین صاحب کو اس سلسلہ کی طرف رجوع کرنے کی توفیق دے کیونکہ وہ بہت ٹھوکریں کھا چکے ہیں اور آخر دیکھ چکے ہیں کہ خدا کے کاموں میں کوئی حارج نہیں ہو سکتا۔

فرمایا ایسا ہی اجتہادی طور پر ہمیں بعض لوگوں پر بھی حسن ظن ہے کہ وہ کسی وقت رجوع کریں گے کیونکہ ایک دفعہ الہام ہوا تھا کہ

"لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں، وسوسہ پڑ گیا ہے پر مٹی نظیف ہے، وسوسہ نہیں رہے گا۔ مٹی رہے گی۔"

(ملفوظات جلد سوم جدید ایڈیشن صفحہ 126)

لاہور سے ایک شخص کا خط آیا کہ اسے خواب میں حضرت اقدس کی نسبت بتلایا گیا کہ وہ سچا ہے۔ اس شخص کی ارادت ایک فقیر کے ساتھ تھی جو کہ داتا گنج بخش کے مقبرہ کے پاس رہا کرتا ہے اس شخص نے اس سے بیان کیا تو اس نے کہا کہ مرزا صاحب کی اتنے عرصہ سے ترقی کا ہونا اور دن بدن عروج کا ہونا ان کی سچائی کی دلیل ہے پھر ایک اور مست فقیر وہاں تھا اس نے کہا بابا ہمیں بھی پوچھ لینے دو، دوسرے دن اس نے بتلایا کہ مجھے خدا نے کہا ہے کہ مرزا مولا ہے اول فقیر نے کہا کہ مولانا کہا ہوگا کہ وہ تیرا اور میرا اور ہم جیسوں سب کا مولا ہے۔

حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ۔ آج کل خواب اور رؤیا بہت ہوتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ لوگوں کو خوابوں سے اطلاع دیوے خدا کے فرشتے اس طرح پھرتے ہیں جیسے آسمان میں ٹڈی ہوتی ہے وہ دلوں میں ڈالتے پھرتے ہیں کہ مان لو مان لو۔

پھر ایک اور شخص کا حال بیان کیا کہ جس نے حضور عالی کے رد میں ایک کتاب لکھنے کا ارادہ کیا تو خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کہا کہ تو تو رد لکھتا ہے اور اصل میں مرزا صاحب سچے ہیں۔

(ملفوظات جلد سوم جدید ایڈیشن صفحہ 365-366)

حضورؑ فرماتے ہیں:

"عجیب بات یہ ہے کہ مسیح موعود بقول نواب صدیق حسن خان صاحب کے صدی کے سر پر ہوگا اور یہ بھی وہ کہتا ہے کہ چودھویں صدی سے آگے نہ ہوگا، مگر اب تو اس صدی سے بیس سال گذر گئے۔ پانچواں حصہ صدی کا گذر چکا اگر اب تک بھی نہیں آیا تو پھر سو سال تک انتظار کرتے رہیں۔ اس صدی میں اسلام اہل صلیب سے کچلا جاوے گا۔ جب پچاس سال میں یہ حال ہو گیا ہے کہ تیس لاکھ آدمی مرتد ہو چکے ہیں اور جیسی جیسی شوکت بڑھتی ہے ان کی شوخی بڑھتی گئی ہے۔ یہاں تک کہ امہات المومنین جیسی گندی کتاب شائع کی گئی۔ انجمن حمایت الاسلام لاہور نے اس کے خلاف گورنمنٹ کے پاس میموریل بھیجا۔ اس کے میموریل سے پہلے مجھے الہام ہو چکا تھا کہ یہ میموریل بھیجنا بے فائدہ ہے چنانچہ میرے دوستوں کو جو یہاں رہتے ہیں اور ان کو بھی جو دوسرے شہروں میں ہیں معلوم تھا کہ یہ میں نے الہام قبل از وقت ان کو بتا دیا تھا آخر وہی ہوا اور گورنمنٹ نے اس پر کوئی کارروائی انجمن کے حسب منشاء نہ کی۔"

(ملفوظات جلد چہارم جدید ایڈیشن صفحہ 211)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

"لاہور کی نسبت کہا جاتا تھا کہ اس کی سرزمین میں ایسے اجزاء ہیں کہ اس میں طاعونی کیڑے زندہ نہیں رہ سکتے لیکن وہاں بھی طاعون نے آن ڈیرا ڈالا ہے۔"

(ملفوظات جلد ہفتم ایڈیشن 1984ء صفحہ 49)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

''اسلام نے شرائط پابندی ہر دو عورتوں اور مردوں کے واسطے لازم کئے ہیں۔ پردہ کرنے کا حکم جیسا کہ عورتوں کو ہے مردوں کو بھی ویسا ہی تاکیدی حکم ہے غضِ بصر کا۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، حلال و حرام کا امتیاز، خدا تعالیٰ کے احکام کے مقابلہ میں اپنی عادات، رسم و رواج کو ترک کرنا وغیرہ وغیرہ ایسی پابندیاں ہیں جن سے اسلام کا دروازہ نہایت ہی تنگ ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہر ایک شخص اس دروازے میں داخل نہیں ہو سکتا۔ عیسائی باش و ہر چہ خواہی کُن۔ اور ان کا مذہب بھی ایک بے قید مذہب ہے۔ اور مسلمانوں میں بھی آجکل ان لوگوں کو دیکھا دیکھی ایک ایسا فرقہ پیدا ہوا ہے کہ وہ اسلام میں ترمیم کرنا چاہتے ہیں۔ اصل میں یہ سب امور اسی بے قیدی اور آزادی کے خواہشمندوں کو سوجھتے ہیں۔ مگر یاد رکھیں کہ بے قیدی اور پاکیزگی تو نُور و ظلمت کی طرح آپس میں دشمن ہیں۔ لاہور میں بھی طبائع میں قبول حق کی استعداد تو معلوم ہوتی ہے مگر بے قیدی اور آزادی ان کے راستے میں ایک سخت روک ہے۔''

(ملفوظات جلد دہم ایڈیشن 1984ء صفحہ 346-347)

ارشادات بابت لندن، فرانس و پیرس

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

''پھر ہم یہ دیکھتے ہیں کہ کفارہ کا مسئلہ ماننے والوں نے پاک باطنی کی عملی نظیریں کیا قائم کی ہیں؟ یورپ کی بداعمالیاں سب کو معلوم ہیں۔ شراب جوام الجرائم اور ام الخبائث ہے۔ اس کی یورپ میں اس قدر کثرت ہے کہ اس کی نظیر کسی دوسرے ملک میں نہیں ملتی۔ میں نے کسی اخبار میں پڑھا تھا کہ اگر لندن کی شراب کی دوکانوں کو ایک لائن میں رکھا جائے تو پچھتر میل تک چلی جاویں۔ جس حالت میں ان کو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ ہر ایک گناہ کی معافی کا سرٹیفکیٹ دیا گیا ہے اور جس قدر گناہ کوئی کرے وہ معاف ہیں۔ اب سوچ کر عیسائی ہم کو جواب دیں کہ اس کا اثر کیا پڑے گا۔''

(ملفوظات جلد اول جدید ایڈیشن صفحہ 163)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

''مثلاً کثرت ازدواج پر اعتراض کرتے ہیں کہ اسلام نے بہت عورتوں کی اجازت دی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ کیا کوئی ایسا دلیر اور مرد میدان معترض ہے جو ہم کو یہ دکھلا سکے کہ قرآن کہتا ہے کہ ضرور ضرور ایک سے زیادہ عورتیں کرو۔ ہاں یہ ایک سچی بات ہے اور بالکل طبعی امر ہے کہ اکثر اوقات انسان کو ضرورت پیش آجاتی ہے کہ وہ ایک سے زیادہ عورتیں کرے۔ مثلا عورت اندھی ہو گئی ہے یا اور کسی خطرناک مرض میں مبتلا ہو کر اس قابل ہو گئی کہ خانہ داری کے امور سرانجام نہیں دے سکتی اور مرد از راہ ہمدردی یہ بھی نہیں چاہتا کہ اسے علیحدہ کرے یا رحم کی خطرناک بیماریوں کا شکار ہو کر مرد کی طبعی ضرورتوں کو

پورا نہیں کر سکتی تو ایسی صورت میں اگر نکاح ثانی کی اجازت نہ ہو تو بتلاؤ کیا اس سے بدکاری اور بداخلاقی کو ترقی نہ ہو گی؟ پھر اگر کوئی مذہب یا شریعت کثرت ازدواج کو روکتی ہے تو یقیناً وہ بدکاری اور بداخلاقی کی مؤید ہے لیکن اسلام جو دنیا سے بداخلاقی اور بدکاری کو دور کرنا چاہتا ہے اجازت دیتا ہے کہ ایسی ضرورتوں کے لحاظ سے ایک سے زیادہ بیویاں کرے۔ ایسا ہی اولاد کے نہ ہونے پر جبکہ لاولد کے پس مرگ خاندان میں بہت سے ہنگامے اور کشت وخون ہونے تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ ایک ضروری امر ہے کہ وہ ایک سے زیادہ بیویاں کر کے اولاد پیدا کرے بلکہ ایسی صورت میں نیک اور شریف بیبیاں خود اجازت دے دیتی ہیں، پس جس قدر غور کروگے یہ مسئلہ صاف اور روشن نظر آئے گا۔ عیسائی کو تو حق ہی نہیں پہنچتا کہ اس مسئلہ پر نکتہ چینی کرے، کیونکہ ان کے مسلمہ نبی اور ملہم بلکہ حضرت مسیح علیہ السلام کے بزرگوں نے سات سات سو اور تین تین سو بیبیاں کیں اور اگر وہ کہیں کہ وہ فاسق فاجر تھے تو پھر ان کو اس بات کا جواب دینا مشکل ہو گا کہ ان کے الہام خدا کے الہام کیوں کر ہو سکتے ہیں؟ عیسائیوں میں بعض فرقے ایسے بھی ہیں جو نبیوں کی شان میں ایسی گستاخیاں جائز نہیں رکھتے۔ علاوہ ازیں انجیل میں صراحت سے اس مسئلہ کو بیان ہی نہیں کیا گیا۔ لنڈن کی عورتوں کا زور ایک باعث ہو گیا کہ دوسری عورت نہ کریں۔ پھر اس کے نتائج خود دیکھ لو لنڈن اور پیرس میں عفت اور تقویٰ کی کیسی قدر ہے۔''

(ملفوظات جلد اول جدید ایڈیشن صفحہ 258-259)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

''انگلستان اور فرانس اور دیگر ممالک یورپ میں یہ الزام بڑی سختی سے اسلام پر لگایا جاتا ہے کہ وہ جبر کے ساتھ پھیلایا گیا ہے، مگر افسوس اور سخت افسوس ہے کہ وہ نہیں دیکھتے کہ اسلام لَآاِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ کی تعلیم دیتا ہے اور انہیں نہیں معلوم کہ کیا وہ مذہب جو فتح پا کر بھی گرجے نہ گرانے کا حکم دیتا ہے کیا وہ جبر کر سکتا ہے، مگر اصل بات یہ ہے کہ ان ملانوں نے جو اسلام کے نادان دوست ہیں یہ فساد ڈالا ہے۔ انہوں نے خود اسلام کی حقیقت کو سمجھا نہیں اور اپنے خیالی عقائد کی بنا پر دوسروں کو اعتراض کا موقع دیا۔ جو کچھ عقائد ان احمقوں نے بنا رکھے ہیں۔ ان سے نصاریٰ کو خوب مدد پہنچی ہے۔ اگر یہ لوگ جہاد کی صورت میں دھوکا نہ دیتے یا نہ کھاتے تو کسی کو اعتراض کا موقع ہی نہیں مل سکتا تھا، مگر اب خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا ہے کہ وہ اسلام کے پاک اور درخشاں چہرہ سے یہ سب گرد وغبار دور کرے اور اس کی خوبیوں اور حسن وجمال سے دنیا کو اطلاع بخشے، چنانچہ اسی غرض اور مقصد کے لیے اس وقت جب کہ اسلام دشمن کے نرغہ میں پھنسا ہو بے کس اور یتیم بچے کی طرح ہو رہا تھا اس نے اپنا یہ سلسلہ قائم کیا ہے اور مجھے بھیجا ہے۔ تا میں عملی سچائیوں اور زندہ نشانات کے ساتھ اسلام کو غالب کروں۔''

(ملفوظات جلد دوم جدید ایڈیشن صفحہ 507)

پھر اعتراض کیا گیا کہ تصویر پر لوگ کہتے ہیں کہ یہ تصویر شیخ کی غرض سے بنوائی گئی ہے حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا "یہ تو دوسرے کی نیت پر حملہ ہے۔ میں نے بہت مرتبہ بیان کیا ہے کہ تصویر سے ہماری غرض کیا تھی۔ بات یہ ہے کہ چونکہ ہم کو بلاد یورپ خصوصاً لنڈن میں تبلیغ کرنی منظور تھی، لیکن چونکہ یہ لوگ کسی دعوت یا تبلیغ کی طرف توجہ نہیں کرتے جب تک داعی کے حالات سے واقف نہ ہوں اور اس کے لیے ان کے ہاں علم تصویر میں بڑی بھاری ترقی کی گئی ہے۔ وہ کسی شخص کی تصویر اور اس کے خط وخال کو دیکھ کر رائے قائم کر لیتے ہیں کہ اس میں راستبازی، قوت قدسی کہاں تک ہے؟ اور ایسا ہی بہت سے امور کے متعلق انہیں اپنی رائے قائم کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔ پس اصل غرض اور نیت ہماری اس سے یہ تھی جس کو ان لوگوں نے جو خواہ نخواہ ہر بات میں مخالفت کرنا چاہتے ہیں۔ اس کو برے برے پیرایوں میں پیش کیا اور دنیا کو بہکایا۔ میں کہتا ہوں کہ ہماری نیت تو تصویر سے صرف اتنی ہی تھی۔ اگر یہ نفس تصویر کو ہی برا سمجھتے ہیں تو پھر کوئی سکہ اپنے پاس نہ رکھیں بلکہ بہتر ہے کہ آنکھیں بھی نکلوا دیں کیونکہ ان میں بھی اشیاء کا ایک انعکاس ہی ہوتا ہے۔"

(ملفوظات جلد دوم جدید ایڈیشن صفحہ 304)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

"اسلامی پردہ پر اعتراض کرنا ان کی جہالت ہے اللہ تعالیٰ نے پردہ کا ایسا حکم دیا ہی نہیں جس پر اعتراض وارد ہو۔ قرآن مسلمان مردوں اور عورتوں کو ہدایت کرتا ہے کہ وہ غضِ بصر کریں۔ جب ایک دوسرے کو دیکھیں گے ہی نہیں تو محفوظ رہیں گے۔ یہ نہیں کہ انجیل کی طرح حکم دے دیتا کہ شہوت کی نظر سے نہ دیکھ۔ افسوس کی بات ہے کہ انجیل کے مصنف کو یہ بھی معلوم نہیں ہوا کہ شہوت کی نظر کیا؟ نظر ہی تو ایک ایسی چیز ہے جو شہوت انگیز خیالات کو پیدا کرتی ہے۔ اس تعلیم کا جو نتیجہ ہوا ہے وہ ان لوگوں سے مخفی نہیں ہے جو اخبارات پڑھتے ہیں ان کو معلوم ہو گا کہ لندن کے پارکوں اور پیرس کے ہوٹلوں کے کیسے شرمناک نظارے بیان کیے جاتے ہیں۔"

(ملفوظات جلد اول جدید ایڈیشن صفحہ 405)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

"لنڈن اور پیرس کے ہوٹلوں اور پارکوں میں جا کر دیکھو کیا ہو رہا ہے اور ان لوگوں سے پوچھو جو وہاں سے آتے ہیں۔ آئے دن اخبارات میں ان بچوں کی فہرست جن کی ولادت ناجائز ولادت ہوتی ہے، شائع ہوتی ہیں۔"

(ملفوظات جلد اول جدید ایڈیشن صفحہ 164)

حضرت مولانا مولوی حکیم نور الدین صاحب نے پھر ذکر کیا کہ لندن سے ایک شخص نے مجھے خط لکھا کہ لندن آکر دیکھو کہ جنت عیسائیوں کو حاصل ہے یا مسلمانوں کو۔ میں نے اس کو جواب لکھا کہ سچی عیسائیت مسیح اور اس کے حواریوں میں تھی اور سچا اسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ میں تھا۔ پس ان دونوں کا مقابلہ کر کے دیکھ لو۔ اس پر حضرت حجۃ اللہ نے بہ تسلسل کلام سابق پھر ارشاد فرمایا:

''اِن روحانی امور میں ہر شخص کا کام نہیں ہے کہ نتیجہ نکال لے۔ یہ لوگ جو لندن جاتے ہیں۔ وہ وہاں جاکر دیکھتے ہیں کہ بڑی آزادی ہے شراب خوری کی اس قدر کثرت ہے کہ ساٹھ میل تک شرابکی دکانیں چلی جاتی ہیں۔ زنا اور غیر زنا میں کوئی فرق ہی نہیں۔ کیا یہ بہشت ہے؟ بہشت سے یہ مراد نہیں ہے۔ دیکھو! انسان کی بھی بیوی ہے اور وہ تعلقات زوجیت رکھتا ہے اور پرندوں اور حیوانات میں بھی یہ تعلقات ہیں، مگر انسان کو اللہ تعالیٰ نے ایک نظافت اور ادراک بخشا ہے۔ انسان جن حواس اور قویٰ کے ساتھ آیا ہے۔ ان کے ساتھ وہ ان تعلقات زوجیت میں زیادہ لطف اور سرور حاصل کرتا ہے بمقابلہ حیوانات کے جو ایسے حواس اور ادراک نہیں رکھتے ہیں اور اسی لیے وہ اپنے جوڑے کی کوئی رعایت نہیں رکھتے جیسے کتے۔

پس اگر انسان ان حواس کے ساتھ سرور حاصل نہیں کر سکتے بلکہ حیوانات کی طرح زندگی بسر کرتے ہیں پھر ان میں اور حیوانوں میں کیا فرق ہوا۔ یہ جو فرمایا ہے کہ مومن کے لیے ہی جنت ہے یہ اس لیے فرمایا ہے کہ سچی راحت دنیا کی لذات سے تب پیدا ہوتی ہے جب تقویٰ ساتھ ہو۔ جو تقویٰ کو چھوڑ دیتا ہے اور حلال و حرام کی قید اٹھا دیتا ہے وہ تو اپنے مقام سے نیچے گر جاتا ہے اور حیوانی درجہ میں آجاتا ہے۔

لندن میں جب ہائڈ وپارک میں حیوانوں کی طرح بدکاریاں ہوتی ہیں اور کوئی شرم وحیا ایک دوسرے سے نہیں کیا جاتا۔ تو پھر ایک شخص انسانیت کو ضبط رکھ کر دیکھے تو ایسی بہشت اور راحت سے ہزار توبہ کرے گا کہ ایسی دیوث اور بے غیرت جماعت سے خدا بچائے۔ ایسی جماعت کو جو ایسی زندگی بسر کرتی ہے بہشت میں سمجھنا حماقت ہے۔ اصل یہی ہے کہ بہشت کی کلید تقویٰ ہے۔ جس کو خدا تعالیٰ پر بھروسا نہیں اسے سچی راحت کیونکر مل سکتی ہے۔ بعض آدمی ایسے دیکھے گئے ہیں کہ جن کو خدا پر بھروسہ نہیں اور ان کے پاس روپیہ تھا وہ چوری چلا گیا۔ اس کے ساتھ ہی زبان بند ہو گئی۔ اور ان (کفار) کو جو بہشت میں کہا جاتا ہے۔ ان کی خودکشیوں کو دیکھو کہ کس قدر کثرت سے ہوتی ہیں۔ تھوڑی تھوڑی باتوں پر خودکشی کر لیتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ ایسے ضعیف القلب اور پست ہمت ہوتے ہیں کہ غم کی برداشت ان میں نہیں ہے۔ جس کو غم کی برداشت اور مصیبت کے مقابلہ کی طاقت نہیں اس کے پاس راحت کا سامان بھی نہیں ہے۔ خواہ ہم اس کو سمجھا سکیں یا نہ سمجھا سکیں اور کوئی سمجھ سکے یا نہ سمجھ سکے۔ حقیقت الامر یہی ہے کہ لذائذ کا مزہ صرف تقویٰ ہی سے آتا ہے۔ جو متقی ہوتا ہے اس کے دل میں راحت ہوتی ہے اور ابدی سرور ہوتا ہے۔ دیکھو ایک دوست کے ساتھ تعلق ہو تو کس قدر خوشی اور راحت ہوتی

ہے لیکن جس کا خدا سے تعلق ہو اسے کس قدر خوشی ہو گی۔ جس کا تعلق خدا سے نہیں ہے اسے کیا امید ہو سکتی ہے اور امید ہی تو ایک چیز ہے جس سے بہشتی زندگی شروع ہوتی ہے۔"

(ملفوظات جلد سوم جدید ایڈیشن صفحہ 130-132)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

"ایک اور ضروری بات ہے جو میں کہنی چاہتا ہوں اور وہ کفارہ کے متعلق ہے۔ کفارہ کی اصل غرض تو یہی بتائی جاتی ہے کہ نجات حاصل ہو اور نجات دوسرے الفاظ میں گناہ کی زندگی اور اس کی موت سے بچ جانے کا نام ہے مگر میں آپ ہی سے پوچھتا ہوں کہ خدا کے لیے انصاف کر کے بتاؤ کہ گناہ کو کسی کی خودکشی سے فلسفیانہ طور پر کیا تعلق ہے؟ اگر مسیح نے نجات کا مفہوم یہی سمجھا اور گناہوں سے بچانے کا یہی طریق انہیں سوجھا تو پھر نعوذ باللہ ہم ایسے آدمی کو تو رسول بھی نہیں مان سکتے کیونکہ اس سے گناہ رک نہیں سکتے۔ آپ کو یورپ کے حالات اور لنڈن اور پیرس کے واقعات اچھی طرح معلوم ہوں گے۔ بتاؤ کون سا پہلو گناہ کا ہے جو نہیں ہوتا۔ سب سے بڑھ کر زنا تورات میں بدتر لکھا ہے مگر دیکھو کہ یہ سیلاب کس زور سے ان قوموں میں آیا ہے جن کا یقین ہے کہ مسیح ہمارے لیے مرا۔ اس خودکشی کے طریق سے تو بہتر یہ تھا کہ مسیح دعا کرتا کہ اور لمبی عمر ملے تا کہ وہ نصیحت اور وعظ ہی کے ذریعہ لوگوں کو فائدہ پہنچاتا۔ مگر یہ سوجھی تو کیا سوجھی؟"

(ملفوظات جلد دوم جدید ایڈیشن صفحہ 442)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 22 ستمبر 2021)

(قسط4)

ارشادات حضرت مسیح موعودؑ بابت مختلف ممالک وشہر

(سید عمار احمد)

ارشادات بابت لندن، فرانس و پیرس

کچھ عرصہ ہوا کہ مفتی محمد صادق صاحب نے ایک خط مسٹر پگٹ مدعی مسیح کو لندن میں لکھ کر مزید حالات اس کے دعویٰ کے دریافت کئے تھے اس کے جواب میں پگٹ کے سکرٹری نے دو اشتہار اور ایک خط روانہ کیا تھا وہ حضرت کو سنائے۔ پگٹ کے اشتہار کا عنوان انگریزی لفظ میں تھا جس کے معنے ہیں کشتی نوح۔

فرمایا: اب ہماری سچی کشتی نوح جھوٹی پر غالب آجائے گی۔

اور فرمایا کہ یورپ والے کہا کرتے تھے کہ جھوٹے مسیح آنے والے ہیں سو اول لنڈن میں جھوٹا مسیح آگیا اس کا قدم اس زمین میں اول ہے بعد ازاں ہمارا ہو گا جو کہ سچا مسیح ہے اور یہ جو حدیثوں میں ہے کہ دجال خدائی اور نبوت کا دعویٰ کرے گا تو موٹے رنگ میں اب اس قوم نے وہ بھی کر دکھایا۔ ڈوئی امریکہ میں نبوت کا دعوی کر رہا ہے اور پگٹ لندن میں خدائی کا دعوی کر رہا ہے۔ اپنے آپ کو خدا کہتا ہے پگٹ کا خدا ہونا دوسرے لفظوں میں یہ گویا انجیل کی شرح آئی ہے اسے ایک فائدہ ہوا ہے کہ مسیح کو خدا ماننے سے چھوٹ گیا کیونکہ آپ جو ساری عمر کے لئے خود خدا ہو گیا۔

(ملفوظات جلد سوم جدید ایڈیشن صفحہ 374-375)

شیخ رحمت اللہ صاحب لاہور سے مخاطب ہو کر ان سے ان کے حالات اور عرصہ سفر دریافت فرمایا۔ اس کے بعد مسٹر پگٹ کی نسبت آپ نے شیخ صاحب سے استفسار فرمایا کہ آپ اس سے ملنے گئے تھے۔ شیخ صاحب موصوف نے عرض کی کہ میرے روانہ ہونے سے ایک دن پیشتر مجھے خط ملا تھا میں اسی روز اپنے دو دوستوں سمیت اس کے مکان پر گیا۔ مگر ہمیں یہی جواب ملتا رہا کہ تم اس وقت اسے مل نہیں سکتے۔ شیخ صاحب کو ایک اور فرزند ان کی ولایتی منکوحہ سے جو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے جس

کانام عبد اللہ حضرت اقدس کے ارشاد کے مطابق رکھا گیا ہے اس کے حالات دریافت کر کے فرمایا کہ:
لنڈن میں وہ اوّل ولد الاسلام ہے۔

بعد ازاں طاعون اور ٹیکہ کا ذکر ہوتا رہا۔ اور ٹیکہ کی نسبت حضرت اقدس نے فرمایا:
آخر کار آسمانی ٹیکہ ہی رہ جاوے گا۔

(ملفوظات جلد سوم جدید ایڈیشن صفحہ 399)

یہ وہ تمام اخبارات جو کہ ردّ نصاریٰ کے بارے میں یورپ اور امریکہ سے آئے تھے پڑھے جانے کے بعد میاں گل محمد صاحب نے حضرت اقدس کو اپنی طرف مخاطب کیا اور کہا کہ میں آپ کے کہنے کے مطابق آیا ہوں۔ حضرت اقدسؑ نے فرمایا:
ہم نے تو آپ کو بذریعہ تار اور خط کے منع کر دیا تھا کہ آپ نہ آویں۔ علالتِ طبع اور ایک ضروری کام میں مصروفیت کی وجہ سے فرصت نہیں۔ اب آپ آگئے ہیں تو مجھے آپ کے آنے کی خوشی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ کوئی تحقیق کے واسطے میرے پاس آوے۔ زمانہ دن بدن راستی اختیار کرتا جاتا ہے عیسائی مذہب کی تردید اور کسر صلیب کے لئے جو کچھ مجھے خدا نے عطا کیا ہے اس کو بتلانے کو میں ہر وقت طیار ہوں لیکن دوسرے موقعہ پر جب آپ آویں گے تو جیسے آپ کا حق ہو گا کہ سوال کریں ویسا ہی میرا حق ہو گا کہ ایک سوال کروں اور وہ سوال صرف مسیح کی الوہیت تثلیث اور چال چلن کی نسبت ہو گا لیکن جیسے میں نے اس سوال کو مشخص کر دیا ہے۔ ویسے ہی آپ کو لازم ہے کہ آپ بھی اپنے سوال کو مشخص کر دیویں کہ طیاری کا موقع مل جاوے۔

گل محمد صاحب:۔ ہاں آپ بھی ایک سوال کریں جیسے مجھے تلاشِ حق کی ضرورت ہے ویسے ہی آپ پر ضروری ہے کہ آپ اظہارِ حق کریں۔

حضرت اقدس:۔ یہ آپ سچ کہتے ہیں مگر میرے اظہارِ حق کی شہادت تو یورپ اور امریکہ دے رہا ہے۔ ابھی آپ کے سامنے اخبارات پڑھے گئے ہیں۔

گل محمد صاحب: لیکن ایک بات ضروری ہے کہ اگر میں دوسرے موقعہ پر آؤں اور آپ کو پھر فرصت نہ ہو تو چونکہ میں ایک غریب آدمی ہوں اس لیے آمد و رفت کا خرچہ آپ پر ہو گا۔

حضرت اقدس:۔ اگر غریب ہو تو آمد و رفت کا کرایہ ہم دے دیا کریں گے اگر ہم اس طرح بوجہ نہ ہونے فرصت کے سو دفعہ واپس کریں گے تو سو دفعہ کرایہ دیویں گے۔

میاں گل محمد صاحب نے کرایہ اس دفعہ کا طلب کیا اور اسی وقت ان کی غربت کا خیال کر کے ان کی درخواست پر تین روپے ان کو دے دیئے گئے ان باتوں پر بعض احباب میں چرچا ہوا تو میاں گل محمد صاحب نے حضرت اقدس کو مخاطب ہو کر کہا۔

گل محمد صاحب:۔ آپ تو تمسخر کرتے ہیں۔

حضرت اقدس:۔ یہ یاد رکھے۔ ہمارے کام محض لِلّٰہ ہیں۔ یہاں تمسخر اور مذاق نہیں ہے ہم تو ہر ایک بار اپنے اوپر ڈالتے ہیں۔ اگر تمسخر ہوتا تو یہ زیر باری کیوں اختیار کرتے اور تین روپیہ آپ کو دے دیتے بلکہ تلاشِ حق کے لیے تو کوئی لنڈن سے بھی چل کر آوے تو ہم اس کا کرایہ دینے کو طیار ہیں۔

(ملفوظات جلد پنجم جدید ایڈیشن صفحہ 287-288)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:
صرف انگریزی زبان میں کوئی کتنی ہی ترقی کر لے اس کا نتیجہ بجز دنیا کے اور کچھ نہیں ہے۔ یوں دیکھ لینا چاہیئے کہ جو بچّے ایسے ہیں کہ ان کے ماں باپ ہر دو انگریز ہیں ان کا انگریزی میں کمال ان کو دین کے لئے کیا فائدہ دے سکتا ہے کیونکہ یہ زبان وہ نہیں جس کے ساتھ فخر کیا جاسکے۔ معاش بے شک انسان پیدا کر سکتا ہے۔ مگر معاش تو ایک مزدور بھی ویسی ہی پیدا کر لیتا ہے بلکہ وہ مزدور اچھا ہے کیونکہ اس کے ساتھ وساوس نہیں ہیں۔ ہمارا منشا یہ نہیں کہ انگریزی نہ پڑھو۔ خود ہماری جماعت میں بہت انگریزی خوان ہیں اور بی اے، ایم۔ اے تک تعلیم یافتہ ہیں اور معزز سرکاری عہدوں پر ملازم ہیں لیکن ہمارا منشا یہ ہے کہ اس سے نیک فائدہ اُٹھاؤ اور اس کے برے فلسفہ سے بچو جو انسان کو دہریہ بنا دیتا ہے۔

ہر شئے میں ایک اثر ہوتا ہے۔ چونکہ انگریزی زبان میں بہت سی کتابیں اس قسم کی ہیں دہریت یا دہریت کی طرف جھکے ہوئے خیالات اپنے اندر رکھتی ہیں۔ اس واسطے بغیر کسی زبردست رشد اور فضل الٰہی کے ہر ایک شخص اس سے کچھ نہ کچھ حِصّہ ضرور لے لیتا ہے۔ آجکل دُنیا کے لئے حد سے زیادہ زور لگایا جاتا ہے مگر معاش کے لئے سب دروازے کھلے ہیں۔ افراد کا نتیجہ اچھا نہیں ہوتا۔ دنیا میں بہت لوگ ایسے ہیں کہ وہ خدا تعالیٰ پر ایمان رکھنے کا جھوٹا دعویٰ کرتے ہیں۔ کیا آخرت کے لئے وہ اس

قدر محنت اور جان خراشی کرتے ہیں جس قدر کہ وہ دنیا کے لئے کررہے ہیں۔ان کو معلوم ہی نہیں کہ اس طرف کا معاملہ بھی کبھی پڑے گا۔

(ملفوظات جلد ہفتم ایڈیشن 1984ء صفحہ 359-360)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

اب آئے دن سنا جاتا ہے کہ کسی نے دعویٰ کیا ہے کہ میں ہی مسیح ہوں جو آنے والا تھا یا میں مہدی ہوں جس کا انتظار کیا جاتا تھا۔ یہ کچھ ہمارے لیے مضر نہیں ہیں یہ تو ہماری صداقت کو اور بھی دوبالا کر کے دکھاتا ہے کیونکہ مقابلہ کے سوا کسی کی بھلائی یا برائی کا پورا اظہار نہیں ہو سکتا۔ یہ لوگ دعویٰ کرتے اور چند روز پانی اور جھاگ والا معاملہ کر کے دنیا سے رخصت ہو جاتے یا پاگل خانہ کی سیر کو روانہ کئے جاتے ہیں۔ یہ ہماری صداقت پر مہر ہیں۔ ہر نبی کے ساتھ کوئی نہ کوئی جھوٹا نبی بھی آتا ہے چنانچہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں چار شخص ایسے تھے۔ اسی طرح اس زمانہ کے لیے بھی لکھا تھا کہ بہت سے جھوٹے نبی آویں گے سو یہ لوگ خود ہی اس پیشگوئی کو پورا کرتے ہیں بھلا کوئی بتاوے کہ وہ مہدی سوڈانی اب کہاں ہے؟ یا پیرس کا مسیح کیا ہوا؟ انجام نیک صرف صادق ہی کا ہوتا ہے۔ سارے جھوٹے اور مصنوعی آخر تھک کر رہ جاتے یا ہلاک ہو جاتے ہیں اور جھوٹھ کے انجام کا پتہ دوسروں کے لیے بطور عبرت کے چھوڑ جاتے ہیں۔

(ملفوظات جلد چہارم جدید ایڈیشن صفحہ 241)

مولانا مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے نے مسٹر پگٹ اور فرانس کے ایک جدید مدعی مسیحیت کے متعلق ولایت کے اخبار فری تھنکر سے دو نوٹ پڑھ کر سنائے۔ اور مفتی محمد صادق صاحب نے ڈاکٹر ڈوئی کے اخبار کے بعض پیراگراف سنائے۔

ڈوئی کے ذکر پر پھر حضرت اقدسؑ نے فرمایا:

یہ وہ شخص ہے جس نے الیاس ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اور اپنے آپ کو عہد نامہ کا رسول کہتا ہے۔ ہم نے اس کو دعوت کی ہے کہ اگر تو یسوع مسیح کو خدا سمجھتا ہے تو میں سچ کہتا ہوں کہ میں خدا کی طرف سے مسیح موعود ہو کر آیا ہوں۔ پس تو اس قسم کی دعا کر کہ ہم دونوں میں سے جو کاذب ہے وہ پہلے ہلاک ہو۔ یہ جوش زیادہ تر مجھے اس لیے آیا ہے کہ اس نے تمام مسلمانوں کے ہلاک ہونے کی پیشگوئی کی ہے۔ یہ شخص اسلام کا بڑا دشمن ہے۔

یہ زمانہ اس قسم کا آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسے وسائل پیدا کر دیئے ہیں۔ کہ دنیا ایک شہر کا حکم رکھتی ہے۔ اور وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ (التکویر :8) کی پیشگوئی پوری ہو گئی ہے۔ اب سب مذاہب میدان میں نکل آئے ہیں۔ اور یہ ضروری امر ہے کہ ان کا مقابلہ ہو۔ اور ان میں ایک ہی سچا ہو گا اور غالب آئے گا۔ لِیُظْہِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ (الصف :10) اس کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ یہ مقابلہ مذاہب کا شروع ہو گیا ہے۔ اور اس مذہبی کشتی کا سلسلہ نری زبان تک ہی نہیں رہا بلکہ قلم نے اس میں سے سب سے بڑھ کر حصہ لیا ہے۔ لاکھوں مذہبی رسالے شائع ہو رہے ہیں۔ اس وقت مختلف مذاہب خصوصاً نصاریٰ کے جو حملے اسلام پر ہو رہے ہیں۔ جو شخص ان حالات سے واقفیت رکھتا ہے اور اسے ان پر سوچنے کا موقع ملا ہے تو وہ ان ضرورتوں کو دیکھ کر بے اختیار ہو کر اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ یہ وقت ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے اسلام کی طرف زیادہ توجہ کرے۔ جو شخص اسلام پر ان حملوں کی رفتار کو دیکھتا ہے تو وہ اس ضرورت کو محسوس کرتا ہے لیکن جس کو کوئی خبر ہی نہیں ہے وہ ان نقصانوں کی بابت کیا کہہ سکتا ہے جو اسلام کو پہنچائے گئے ہیں۔ مسلمانوں نے نادان دوست کے رنگ میں اور غیر مذاہب والوں خصوصاً عیسائیوں نے دشمنی کے لباس میں، وہ تو یہی کہتا ہے کہ اسلام کا کیا بگڑا ہے؟ مگر اسے معلوم نہیں کہ اسلام کی ظاہری اور جسمانی صورت میں بھی ضعف آ گیا ہے۔ وہ قوت اور شوکت اسلامی سلطنت کی نہیں۔ اور دینی طور پر بھی وہ بات جو مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ (البینۃ :6) میں سکھائی گئی تھی اس کا نمونہ نظر نہیں آتا ہے۔

اندرونی طور پر اسلام کی حالت بہت ضعیف ہو گئی ہے اور بیرونی حملہ آور چاہتے ہیں کہ اسلام کو نابود کر دیں۔ ان کے نزدیک مسلمان کتوں اور خنزیروں سے بدتر ہیں۔ ان کی غرض اور ارادے یہی ہیں کہ وہ اسلام کو تباہ کر دیں اور مسلمانوں کو ہلاک کریں۔ اگر ایک سچے مسلمان کو ان ارادوں پر اطلاع ملے جو یہ لوگ اسلام کے خلاف رکھتے ہیں تو میں سچ کہتا ہوں کہ وہ ان کے تصور کے صدمہ ہی سے مر جاوے۔ اب خدا کی کتاب کے بغیر اور اس کی تائید اور روشن نشانوں کے سوا ان کا مقابلہ ممکن نہیں اور اسی غرض کے لیے خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے اس سلسلہ کو قائم کیا ہے۔

(ملفوظات جلد سوم جدید ایڈیشن صفحہ 244-245)

ارشادات بابت کابل افغانستان

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

اسی طرح میں امید رکھتا ہوں کہ ہماری جماعت عملی حالت میں ترقی کرے گی۔ کیونکہ وہ منافق نہیں اور وہ ہمارے مخالفوں نہیں اور وہ ہمارے مخالفوں کے اس طرز عمل سے بالکل پاک ہے کہ جب حکام سے ملتے ہیں تو ان کی تعریفیں کرتے ہیں اور جب گھر میں آتے ہیں تو کافر بتلاتے ہیں۔

سنو اور یاد رکھو کہ خدا اس طرز عمل کو پسند نہیں فرماتا۔ تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو۔ اور محض خدا کے لئے رکھتے ہو۔ نیکی کرنے والوں کے ساتھ نیکی کرو اور بری کرنے والوں کو معاف کرو۔ کوئی شخص صدیق نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ یکرنگ نہ ہو۔ جو منافقانہ چال چلتا ہے اور دورنگی اختیار کرتا ہے وہ آخر پکڑا جاتا ہے۔ مثل مشہور ہے۔ دروغ گورا حافظہ نباشد۔ اس وقت میں ایک اور ضروری بات کہنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ سلاطین کو اکثر مہمیں پیش آتی ہیں۔ اور وہ بھی رعایاہی کے بچاؤ اور حفاظت کے لئے ہوتی ہیں۔ تم نے دیکھا ہے کہ ہماری گورنمنٹ کو سرحد پر کئی بار جنگ کرنا پڑی ہے، گو سرحدی لوگ مسلمان ہیں مگر ہمارے نزدیک وہ حق پر نہیں ہیں۔ ان کا انگریزوں کے ساتھ جنگ کرنا کسی مذہبی حیثیت اور پہلو سے درست نہیں ہے اور نہ وہ حقیقتاً مذہبی پہلو سے لڑتے ہیں۔ کیا وہ بتلا سکتے ہیں کہ گورنمنٹ نے مسلمانوں کو آزادی نہیں دے رکھی؟ بے شک دے رکھی ہے اور ایسی آزادی دے رکھی ہے جس کی نظیر کابل اور نواح کابل میں رہ کر بھی نہیں مل سکتی۔ امیر کے حالات اچھے سننے میں نہیں آتے۔ ان سرحدی مجنونوں کے لڑنے کی کوئی وجہ بجز پیٹ کے نہیں ہے دس بیس روپے مل جاویں تو وہ غازی پن غرق ہو جاتا ہے۔ لوگ ظالم طبع ہیں جو اسلام کو بدنام کرتے ہیں۔

(ملفوظات جلد اول جدید ایڈیشن صفحہ 439-440)

اس ہفتہ میں جو سب سے عجیب اور دلچسپ بات واقع ہوئی اور جس نے ہمارے ایمانوں کو بڑی قوت بخشی وہ ایک چٹھی کا حضرت کے نام آنا تھا۔ اس میں پختہ ثبوت اور تفصیل سے لکھا ہے کہ جلال آباد (علاقہ کابل) کے علاقے میں یوز آسف نبی کا چبوترہ موجود ہے اور وہاں مشہور ہے کہ دو ہزار برس ہوئے کہ یہ نبی شام سے یہاں آیا تھا اور سرکار کابل کی طرف سے کچھ جاگیر بھی اس چبوترے کے نام ہے۔ زیادہ تفصیل کا محل نہیں۔ اس خط سے حضرت اقدس اس قدر خوش ہوئے کہ فرمایا:
"اللہ تعالیٰ گواہ اور علیم ہے کہ اگر مجھے کوئی کروڑوں روپے لا دیتا تو میں کبھی اتنا خوش نہ ہوتا جیسا اس خط نے مجھے خوشی بخشی ہے۔"

(ملفوظات جلد اول جدید ایڈیشن صفحہ 279)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:
گورنمنٹ انگلشیہ نے بڑی آزادی دے رکھی ہے اور ہر قسم کا امن ہے۔ مگر کابل میں تو لوگ ایک طرح سے اسیر اور مقید ہیں۔ وہ باہر جانا چاہیں تو ان کے لئے کئی قسم کی پابندیاں ہیں اور بیہودہ نگرانیاں کی جاتی ہیں خدا تعالیٰ نے اس سلسلہ کو اسی لئے اس مبارک سلطنت کے ماتحت رکھا۔

(ملفوظات جلد سوم جدید ایڈیشن صفحہ 418)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

مومنوں کے دو گروہ ہوتے ہیں ایک تو جان فدا کرنے والے اور دوسرے جو ابھی منتظر ہیں اور ہم جانتے ہیں کہ ہماری جماعت کے بہت سے لوگوں میں سے وہ چودہ اچھے ہیں جو کہ قید میں ہیں۔

ابھی بہت سا حصہ ایسا ہے جو کہ صرف دنیا کو چاہتا ہے حالانکہ جانتے ہیں کہ مرجانا ہے اور موت کا کوئی وقت مقرر نہیں ہے مگر پھر بھی دنیا کا خیال بہت ہے۔ اس سرزمین (پنجاب) میں بزدلی بہت ہے بہت کم ایسے آدمی ہیں کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھتے ہیں اکثر خیال بیوی بچوں کا رہتا ہے دو دو آنہ پر جھوٹی گواہی دیتے ہیں مگر اس کے مقابلہ پر سرزمین کابل میں وفا کا مادہ زیادہ معلوم ہوتا ہے۔ اسی لیے وہ لوگ قربِ الٰہی کے زیادہ مستحق ہیں (بشرطیکہ مامور من اللہ کی آواز کو گوشِ دل سے سنیں) خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں اسی لیے ابراہیم کی تعریف کی ہے جیسے کہ فرمایا ہے اِبۡرٰہِیۡمَ الَّذِیۡ وَفّٰۤی (النجم :38) کہ اس نے جو عہد کیا اسے پورا کر کے دکھایا۔ لوگوں کا دستور ہے کہ حالت تنعم میں وہ خدا سے برگشتہ رہتے ہیں اور جب مصیبت اور تکلیف پڑتی ہے تو لمبی چوڑی دعائیں مانگتے ہیں اور ذرا سے ابتلاء سے خدا سے قطع تعلق کر لیتے ہیں خدا کو اس شرط پر ماننے کے لیے طیار ہیں کہ وہ ان کی مرضی کے برخلاف کچھ نہ کرے۔ حالانکہ دوستی کا اصول یہ ہے کہ کبھی اپنی اس سے منوائے اور کبھی اس کی آپ مانے اور یہی طریق خدا نے بھی بتلایا ہے ایک جگہ تو فرماتا ہے اُدۡعُوۡنِیۡۤ اَسۡتَجِبۡ لَکُمۡ (المؤمن :61) کہ تم مانگو تو میں دوں گا یعنی تمہاری بات مانوں گا اور دوسری جگہ اپنی منواتا ہے اور فرماتا ہے وَ لَنَبۡلُوَنَّکُمۡ بِشَیۡءٍ مِّنَ الۡخَوۡفِ الخ (البقرہ :156) مگر یہاں آج کل لوگ خدا تعالیٰ کو مثل غلام کے اپنی مرضی کے تابع کرنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ غوث، قطب، ابدال اور اولیاء وغیرہ جس قدر لوگ ہوئے ہیں ان کو یہ سب مراتب اسی لیے ملے کہ خدا تعالیٰ کی مرضی کو اپنی مرضی پر مقدم رکھتے چلے آئے چونکہ افغانستان کے لوگوں میں یہ مادہ وفا کا زیادہ پایا جاتا ہے اس لیے کیا تعجب ہے کہ وہ لوگ ان لوگوں (اہل پنجاب) سے آگے بڑھ جاویں اور گوئے سبقت لے جاویں اور یہ پیچھے رہ جاویں کیونکہ وہ لوگ اپنے عہد کے اس قدر پابند ہیں کہ جان تک کی پروا نہیں کرتے نہ مال کی نہ بیوی کی نہ بچے کی جس کا نمونہ ابھی مولوی عبد اللطیف صاحب نے دکھادیا ہے۔

صاحبزادہ سید عبد اللطیف صاحب کی شہادت کے بعد چودہ آدمی اس وجہ سے بادشاہ کابل نے قید کر دیئے کہ وہ کہتے تھے کہ صاحبزادہ صاحب پر ظلم ہوا۔ اور صاحبزادہ صاحب حق پر تھے۔ (مرتب)

(ملفوظات جلد پنجم جدید ایڈیشن صفحہ 359-360)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

طاعون تو ابھی سر پر ہے۔ یہ کوئی صحیح فیصلہ تو نہیں کہ اب طاعون دور ہو گئی ہے۔ یاد رکھو کہ مفتری کو خدا تعالےٰ بے سزا کبھی

نہیں چھوڑتا۔ ابھی تو طاعون کی نسبت گورنمنٹ خود بھی حیران ہے کہ اس کو روکنے کی کیا تدبیر کی جاوے اور اس طرف خداتعالیٰ نے ہمیں بھی خبر دے رکھی ہے کہ اس سال یا اگلے سال سخت طاعون پڑے گی اور شدت سے پڑے گی اور مغربی ممالک بھی خطرناک طاعون پڑے گی اور کابل کی نسبت طاعون تو نہیں مگر یہ فرمایا ہے کہ وہاں پچاس ہزار آدمی ہلاک ہوں گے اور ساتھ ہی ہمارے ساتھ وعدہ ہے کہ

''اِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ''

(ملفوظات جلد نہم ایڈیشن 1984ء صفحہ 400)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

صاحبزادہ عبداللطیف شہید کی شہادت کا واقعہ تمہارے لئے اسوہ حسنہ ہے۔ تذکرۃ الشہادتین کو بار بار پڑھو اور دیکھو کہ اُس نے اپنے ایمان کا کیسا نمونہ دکھایا ہے۔ اس نے دنیا اور اس کے تعلقات کی کچھ بھی پروا نہیں کی۔ بیوی یا بچوں کا غم اس کے ایمان پر کوئی اثر نہیں ڈال سکا۔ دنیوی عزت اور منصب اور تنعم نے اس کو بزدل نہیں بنایا۔ اُس نے جان دینی گوارا کی مگر ایمان کو ضائع نہیں کیا۔ عبداللطیف کہنے کو مارا گیا یا مر گیا مگر یقیناً سمجھو کہ وہ زندہ ہے اور کبھی نہیں مرے گا۔ اگرچہ اس کو بہت عرصہ صحبت میں رہنے کا اتفاق نہیں ہوا لیکن اس تھوڑی مدت میں جو وہ یہاں رہا اس نے عظیم الشان فائدہ اٹھایا۔ اس کو قسم قسم کے لالچ دئے گئے کہ اس کا مرتبہ و منصب بدستور قائم رہے گا مگر اس نے اس عزت افزائی اور دنیوی مفاد کی کچھ بھی پروا نہیں کی۔ ان کو ہیچ سمجھا یہانتک کہ جان جیسی عزیز شئے کو جو انسان کو ہوتی ہے اس نے مقدم نہیں کیا۔ بلکہ دین کو مقدم کیا جس کا اُس نے خدا تعالیٰ کے سامنے وعدہ کیا تھا کہ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔ میں بار بار کہتا ہوں کہ اس پاک نمونہ پر غور کرو کیونکہ اس کی شہادت یہی نہیں کہ اعلیٰ ایمان کا ایک نمونہ پیش کرتی ہے بلکہ یہ خدا تعالیٰ کا عظیم الشان نشان ہے جو اور بھی ایمان کی مضبوطی کا موجب ہوتا ہے کیونکہ براہین احمدیہ میں 23 برس پہلے سے اس شہادت کے متعلق پیشگوئی موجود تھی۔ وہاں صاف لکھا ہے۔

شَاتَانِ تُذْ بَحَانِ وَ کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ

کیا اس وقت کوئی منصوبہ ہو سکتا تھا کہ 23 یا 24 سال بعد عبدالرحمٰن اور عبداللطیف افغانستان سے آئیں گے اور پھر وہ وہاں جاکر شہید ہوں گے۔ وہ دل لعنتی ہے جو ایسا خیال کرے۔ یہ خداتعالیٰ کا کلام ہے جو عظیم الشان پیشگوئی پر مشتمل ہے اور اپنے وقت پر آکر یہ نشان پورا ہو گیا۔

اس سے پہلے عبد الرحمٰن جو مولوی عبد اللطیف شہید کا شاگرد تھا، سابق امیر نے قتل کرایا محض اس وجہ سے کہ وہ اس سلسلہ میں داخل ہے اور یہ سلسلہ جہاد کے خلاف ہے اور عبد الرحمٰن جہاد کے خلاف تعلیم افغانستان میں پھیلاتا تھا۔ اور اب اس امیر نے مولوی عبد اللطیف کو شہید کرادیا۔ یہ عظیم الشان نشان جماعت کے لئے ہے۔ اس پیشگوئی کے معنے اب مخالفوں سے پوچھو کہ کیا یہ پیشگوئی صریح الفاظ میں نہیں ہے؟ اور کیا یہ اب پوری نہیں ہوگئی ہے؟ کیونکہ انگریزوں کے ملک میں تو کوئی کسی کو بیگناہ ذبح نہیں کرتا ہے اس لئے یہاں تو اس کا وقوع نہیں ہونا تھا اور علاوہ بریں ہماری تعلیم ایسی تعلیم نہیں تھی کہ کوئی اس کو پکڑ سکے بلکہ یہ تعلیم تو امن کے پھیلانے والی ہے پھر یہ پیشگوئی کیسے پوری ہوتی اس لئے خدا تعالیٰ نے اس نشان کو پورا کرنے کے لئے کابل کی سرزمین کو مقدر کیا ہوا تھا اور آخر 24 سال کے بعد یہ پیشگوئی ٹھیک اسی طرح پوری ہوئی جس طرح پہلے فرمایا گیا تھا۔

(ملفوظات جلد ششم ایڈیشن 1984ء صفحہ 255-257)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 29 ستمبر 2021)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

ایک وقت تھا کہ ان راہوں میں میں اکیلا پھرا کرتا تھا۔ اس وقت خدا نے مجھے بشارت دی کہ تو اکیلا نہ رہے گا بلکہ تیرے ساتھ فوج در فوج لوگ ہوں گے۔ اور یہ بھی کہا کہ تو ان باتوں کو لکھ لے اور شائع کر دے کہ آج تیری یہ حالت ہے پھر نہ رہے گی۔ میں سب مقابلہ کرنے والوں کو پست کر کے ایک جماعت کو تیرے ساتھ کر دوں گا۔ وہ کتاب موجود ہے مکّہ معظّمہ میں بھی اس کا ایک نسخہ بھیجا گیا تھا۔ بخارا میں بھی اور گورنمنٹ میں بھی۔ اس میں جو پیشگوئیاں 22 سال پیشتر چھپ کر شائع ہوئی ہیں وہ آج پوری ہو رہی ہیں۔

(ملفوظات جلد چہارم جدید ایڈیشن صفحہ 207)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 11 ستمبر 2021)

(قسط 5)

ارشادات حضرت مسیح موعودؑ بابت مختلف ممالک و شہر

(سید عمار احمد)

ارشادات بابت دہلی

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:
"میں نے ایک بار ایک شخص کو دہلی سے عطر لانے کے لئے کہا وہ کہنے لگا کہ جب میں عطار کی دکان پر گیا تو جو عطر وہ دکھاتا تھا میں اس کو ہی واپس کر دیتا تھا۔ آخر عطار نے کہا کہ میاں تم یہاں دوکان میں بیٹھے ہو تمہیں پتہ نہیں لگتا۔ جب دوکان سے باہر لے کر جاؤ گے تب اس عطر کی حقیقت معلوم ہو گی چنانچہ جب وہ عطر لے کر آیا تو اس نے بیان کیا کہ جو گاڑیاں ہم سے پیچھے آتی تھیں ان کے سوار کہتے تھے کہ کس کے پاس عطر ہے گویا اس کی اتنی خوشبو تھی۔"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 315-316)

اس وقت حضرت اقدس تشریف لائے تو مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے نے عرض کی کہ دربار دہلی پر جو میموریل روانہ کرنا ہے وہ طبع ہو کر آ گیا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکم دیا کہ
اسے کثرت سے تقسیم کیا جاوے کیونکہ اس سے ہماری جماعت کی عام شہرت ہوتی ہے اور ہمارے اصولوں کی واقفیت اعلیٰ حکام کو ہوتی ہے اور ان کی اشاعت ہوتی ہے۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 475-476)

نَدوۃُ العلماء کے جلسہ کی تقریب پر فرمایا کہ
اشاعت رسالوں کی خوب ہو گئی۔ بہت اچھا ہوا۔ بہت سے لوگ واقف ہو جائیں گے اور ان کو پڑھ لیں گے۔ دہلی کے جلسہ سے پہلے نزول المسیح بھی تیار ہو جاوے تو اچھا ہے۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 231-232)

اس وقت حضرت اقدس تشریف لائے تو احباب میں سے ایک نے خواجہ کمال الدین صاحب کی وساطت سے سوال کیا کہ دربار دہلی میں شامل ہونے کا بہت شوق ہے اگر اجازت ہو تو ہو آؤں۔ میں تو دل کو بہت روکتا ہوں مگر پھر خیال یہی غالب رہتا ہے کہ ہو آؤں۔

حضرت اقدسؑ نے فرمایا:

''ہو آویں کیا حرج ہے۔ ایک کتاب میں لکھا ہے کہ جنید بغدادی علیہ الرحمۃ کو ایک دفعہ خیال آیا کہ سفر کو جانا چاہیئے پھر سوچا کس واسطے جاؤں تو سمجھ میں نہ آیا کہ کس ارادہ اور نیت سے جانا چاہتے ہیں اس لئے پھر ارادہ ترک کیا حتی کہ سفر کا خیال غالب آیا اور آپ جب اسے مغلوب نہ کر سکے تو اس کو ایک تحریک الٰہی خیال کر کے نکل پڑے اور ایک طرف کو چلے۔ آگے جا کر دیکھتے ہیں کہ ایک درخت کے تلے ایک شخص بے دست و پا پڑا ہے۔ اس نے ان کو دیکھتے ہی کہا کہ اے جنید! میں کتنی دیر سے تیرا منتظر ہوں تو دیر لگا کر کیوں آیا۔ تب آپ نے کہا کہ اصل میں تیری ہی کشش تھی جو مجھے بار بار مجبور کرتی تھی تو اسی طرح ہر ایک امر میں ایک کشش قضا و قدر کی مقدر ہوتی ہے وہ پوری نہ ہو لے تو آرام نہیں آتا۔ آپ سفر کریں تو دین کی نیت سے کریں دنیا کی نیت سے جو سفر ہوتا ہے وہ گناہ ہوتا ہے اور انسان تب ہی درست ہوتا ہے کہ ہر ایک بات میں کچھ نہ کچھ اس کا رجوع دین کا ہووے۔ ہر ایک مجلس میں اس نیت سے جاوے کہ کچھ پہلو دین کا حاصل ہو۔ حدیث شریف میں لکھا ہے کہ ایک شخص نے مکان بنایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس نے عرض کیا کہ آپ وہاں تشریف لے چلیں تو آپ کے قدموں سے برکت ہو۔ جب وہاں حضرتؐ گئے تو آپ نے ایک دریچہ دیکھا پوچھا کہ یہ کیوں رکھا ہے اس نے عرض کی کہ ہوا ٹھنڈی آتی رہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اگر تو یہ نیت کر لیتا کہ اذان کی آواز سنائی دے تو ہوا بھی ٹھنڈی آتی رہتی اور ثواب بھی ملتا۔''

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 467-468)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

''کتابوں کو شائع کرنا چاہیے تا کہ تبلیغ ہو۔ دیکھا جاتا ہے کہ دہلی کے پرے بہت کم لوگوں کو ہمارے دعاوی کی خبر ہے۔ اس کا انتظام یوں ہونا چاہیے کہ ایک لمبا سفر کیا جاوے اور اس میں یہ تمام کتب جو کہ بہت سا ذخیرہ پڑا ہوا ہے تقسیم کی جاویں تا کہ تبلیغ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بہت سے سامان دیئے ہیں ان سے فائدہ نہ اٹھانا اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا انکار ہوتا ہے۔ ہمارے لیے ریل بنائی گئی ہے جس سے مہینوں کا سفر دنوں میں ہوتا ہے۔''

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 191)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

دہلی کے جلسے میں جو لوگ بڑے شوق سے جاتے ہیں سوائے اس کے کہ وہاں بعض مسخ شدہ شکلوں کو دیکھیں اور کیا دیکھیں گے یہ لوگ ایسے دور دراز خیالات میں آ کر پڑے ہیں کہ جب فرشتے آ کر جان نکالیں گے تو اس وقت ان کو حسرت ہوگی۔

ایمان لانے اور خدا کی عظمت کے دل میں ہونے کی اول نشانی یہ ہے کہ انسان ان تمام کو مثل کیڑوں کے خیال کرے ان کو دیکھ کر دل میں نہ ترسے کہ یہ فاخرہ لباس پہن کر گھوڑوں پر سوار ہیں۔ درحقیقت ان لوگوں کی قسمت بد اور کتوں کی سی زندگی ہے (کہ مردار دنیا پر دانت مار رہے ہیں)۔ انسان کو اگر دیکھنے کی آرزو ہو تو ان کو دیکھے جو منقطعین ہیں اور خدا کی طرف آ گئے ہیں اور خدا ان کو زندہ کرتا ہے ان کی زیارت سے مصائب دور ہوتے ہیں جو شخص رحمت والے کے پاس آوے گا تو وہ رحمت کے قریب تر ہوگا اور جو ایک لعنتی کے پاس جاوے گا وہ لعنت کے قریب تر ہوگا۔ دنیا میں یہی بات غور کے قابل ہے خدا تعالیٰ فرماتا ہے كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ (التوبۃ :119) یعنی اے بندو تمہارا بچاؤ اسی میں ہے کہ صادقوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

پھر نماز کی حلاوت کے سوال پر فرمایا:

نشوونما رفتہ رفتہ ہوا کرتا ہے یہ آپ کی خوش قسمتی ہے کہ یہاں آ گئے اگر خدا نہ چاہتا تو آپ کیا کرتے؟ ممکن تھا کہ اول دلی کی طرف جاتے تو وہاں سے سوائے لاف و گزاف کے کیا ساتھ لے جاتے یا چند ایک تماشہ شعبدہ بازی کے دیکھ لیتے۔

سائل نے عرض کی کہ میرا خیال تھا کہ آپ ضرور جلسہ دہلی میں ہوں گے آپ کا کیمپ معہ اپنی جماعت کے الگ ہوگا۔

حضرت اقدسؑ نے فرمایا:

ہم ان باتوں سے ایسے متنفر ہیں کہ ان کے خیمے ہمارے نزدیک بھی ہوں تو ہم یہ خواہش کریں کہ خدا جلد تر ان کو یہاں سے اٹھادے جیسے ایک مُردار جب پاس پڑا ہو تو اسے جلدی اٹھوا دیتے ہیں کہ ہمیں متعفن ہو کر بیماری کا باعث نہ ہو۔

سائل نے عرض کی کہ اس سے پیشتر مجھے بہت شوق جلسہ کا تھا مگر اب دو تین دن سے ذرہ خیال تک بھی نہیں ہے حضور کی زیارت کو دل چاہتا ہے۔

حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ حق یہی ہے۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 7-8)

صبح کے وقت حضورؑ نے گاڑیاں منگوائیں اور خواجہ میر درد صاحب اور شاہ ولی اللہ صاحب کے مزار مبارک پر تشریف لے گئے۔ راستہ میں قبرستان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا:

"یہ انسان کی دائمی سکونت ہے جہاں ہر قسم کے امراض سے نجات پا کر انسان آرام کرتا ہے۔"

خواجہ میر درد صاحب کی قبر پر آپ نے فاتحہ پڑھی اور کتبہ کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ

"کتب لکھنا شریعت میں منع نہیں ہے۔ اس میں بہت سے فوائد ہیں۔"

یہاں سے ہو کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کی قبر پر گئے اور فاتحہ پڑھی۔

فرمایا کہ

"شاہ ولی اللہ صاحب ایک بزرگ اہل کشف اور کرامت تھے۔ یہ سب مشائخ زیر زمین ہیں اور جو لوگ زمین کے اوپر ہیں وہ ایسے بدعات میں مشغول ہیں کہ حق کو باطل بنا رہے ہیں اور باطل کو حق بنا رہے ہیں۔"

(ملفوظات جلد ہشتم صفحہ 183 ایڈیشن 1984ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

"اس شہر میں اس قدر انقلاب آئے ہیں کہ شاید کسی دوسرے شہر پر یہ حالات وارد ہوئے ہوں۔ کئی دفعہ یہ شہر آباد ہوا اور کئی دفعہ خاک میں مل گیا۔"

(ملفوظات جلد ہشتم صفحہ 184 ایڈیشن 1984ء)

سیٹھ صاحب کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا:

یہ سر زمین بمبئی سے زیادہ سخت ہے اس کے لئے آسمانی سرزنش کا حصہ ہمیشہ رہا ہے۔ صرف انگریزوں کے ساتھ ہی بغاوت نہیں کی بلکہ سلاطین اسلامیہ کے ساتھ بھی شورہ پشتی کرتے رہے ہیں۔ اس جگہ کے اکابر اور مشائخ کے اخلاق کا بھی اس سے پتہ لگ جاتا ہے کہ انہوں نے ایسے شہر میں کس طرح بسر کی۔ یہ بزرگ بہت ہی سلوب الغضب تھے۔ انہوں نے اپنے آپ کو مٹی کی طرح کر دیا تھا۔ مرزا جان جاناں کو ان لوگوں نے قتل کر دیا۔ اور بڑے دھوکے سے کیا یعنی ایک آدمی نذر لے کر آیا اور دھوکا سے طپنچہ مار دیا۔ شاہ ولی اللہ کے لئے بھی دہلی والوں نے ایسے ہی قتل کے ارادے کئے تھے مگر ان کو خدا تعالیٰ نے بچا لیا۔ میرے ساتھ جب مباحثہ ہوا تھا تو آٹھ نو ہزار آدمی کا مجمع تھا اور میں نے سنا ہے کہ بعض کے ہاتھ میں چاقو اور بعض کے

ہاتھ میں پتھر بھی تھے۔ یہاں تک کہ سپرنٹنڈنٹ پولیس کو اندیشہ ہوا کہ کہیں غدر نہ ہو جاوے اس واسطے اس نے مجھے اپنی گاڑی میں بٹھا کر مجمع سے باہر کیا اور گھر پہنچایا۔ ایسے وقت میں یہ لوگ کوتاہ اندیش، پست خیال اور سفلہ ہونا ظاہر کرتے ہیں۔ اس کے بالمقابل پنجاب میں بڑی سعادت ہے۔ ہزارہا لوگ سلسلہ حقہ میں شامل ہوتے چلے جاتے ہیں۔ پنجاب کی زمین بہت نرم ہے۔ اور اس میں خدا پرستی ہے۔ طعن و تشنیع کو برداشت کرتے ہیں مگر یہ لوگ بہت سخت ہیں جس سے اندیشہ ایسے عذاب الٰہی کا ہے جو پہلے ہوتا رہا ہے کیونکہ جب کوئی مامور من اللہ اور ولی اللہ آتا ہے اور لوگ اس کے درپے ایذا اور توہین ہوتے ہیں تو عادت اللہ اسی طرح واقع ہے کہ بعد اس کے ایسے شہر اور ملک پر جو سرکش اور بے ادب ہوتا ہے ضرور تباہی آتی ہے۔ پنجاب میں اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ وہ لوگ خدا تعالیٰ کا خوف رکھتے ہیں اور خدا تعالےٰ کی طرف توجہ کرتے ہیں اور اس کثرت سے پنجابیوں کا ہماری طرف رجوع ہو رہا ہے کہ بعض اوقات ان کو ہماری مجالس میں کھڑا ہونے کی جگہ نہیں ملتی۔

فرمایا:

وہ باقی باللہ صاحب کی عمر بہت تھوڑی تھی۔ مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم سے بھی کم عمر پائی تھی۔ مولوی صاحب موصوف کی عمر سینتالیس سال کی تھی۔

خواجہ باقی باللہ کی قبر پر کھڑے ہو کر بعد دعا کے فرمایا:

ان تمام بزرگوں کی جو دہلی میں مدفون ہیں کرامت ظاہر ہے کہ ایسی سخت سرزمین نے ان کو قبول کیا۔ یہ کرامت اب تک ہم سے ظہور میں نہیں آئی۔

(ملفوظات جلد ہشتم صفحہ 168-169 ایڈیشن 1984ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

کئی دفعہ میر صاحب نے ذکر کیا کہ دلی سے کوئی امید نہیں رکھنی چاہیئے مگر میرے دل میں یہی آتا ہے کہ یہ بات درست نہیں۔ دلی میں بھی بعض پاک دل ضرور چھپے ہوئے ہونگے جو آخر اس طرف آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے جو ہمارا تعلق دلی سے کیا ہے۔ یہ بھی خالی از حکمت نہیں۔ اللہ تعالیٰ سے ہم کبھی ناامید نہیں ہو سکتے۔ آخر خود میر صاحب بھی دلی ہی کے ہیں۔ غرض یہ کوئی ناامید کرنے والی بات نہیں ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا پاک اور کامل نمونہ ہمارے سامنے ہے کہ گھر والوں نے کیسی مخالفت کی اور پھر اسی مکہ میں سے وہ لوگ نکلے جو دنیا کی اصلاح کرنے والے ٹھہرے۔ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ انہیں میں سے تھے۔ وہ ابوبکرؓ جن کی بابت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکرؓ کی قدر و منزلت اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس بات سے ہے جو اس کے دل میں ہے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ انہیں مکہ والوں میں سے تھے۔ حضرت عمرؓ

بڑے بھاری مخالف تھے۔ یہاں تک کہ ایک مرتبہ مشورہ قتل میں بھی شریک اور قتل کے لئے مقرر ہوئے۔ لیکن آخر خداتعالیٰ نے ان کو وہ جوش اظہار اسلام کا دیا کہ غیر قومیں بھی ان کی تعریف کرتیں اور ان کا نام عزت سے لیتی ہیں۔

ہم کو وہ مشکلات پیش نہیں آئے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو پیش آئے۔ باوجود اس کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فوت نہ ہوئے جب تک پورے کامیاب نہیں ہو گئے اور آپ نے اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَ الْفَتْحُ۔ وَ رَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا کا نظارہ دیکھ نہیں لیا۔

(ملفوظات جلد ہشتم صفحہ 159 ایڈیشن 1984ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

صبر بڑا جوہر ہے۔ جو شخص صبر کرنے والا ہوتا ہے اور غصے سے بھر کر نہیں بولتا اس کی تقریر اپنی نہیں ہوتی بلکہ خداتعالیٰ اس سے تقریر کراتا ہے۔ جماعت کو چاہیئے کہ صبر سے کام لے اور مخالفین کی سختی پر سختی نہ کرے اور گالیوں کے عوض میں گالی نہ دے۔ جو شخص ہمارا مکذب ہے اس پر لازم نہیں کہ وہ ادب کے ساتھ بولے۔ اس کے نمونے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں بھی بہت پائے جاتے ہیں۔ صبر جیسی کوئی شئے نہیں۔ مگر صبر کرنا بڑا مشکل ہے۔ اللہ تعالےٰ اس کی تائید کرتا ہے جو صبر سے کام لے۔ دہلی کی سرزمین سخت ہے۔ تاہم سب یکساں نہیں۔ کئی آدمی مخفی ہوں گے۔ جب وقت آئے گا تو وہ خود بخود سمجھ لیں گے۔ عرب بہت سخت ملک تھا۔ وہ بھی سیدھا ہو گیا۔ دہلی تو ایسی سخت نہیں۔

(ملفوظات جلد ہشتم صفحہ 200 ایڈیشن 1984ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

جیسا اثر دعا میں ہے ویسا اور کسی شئے میں نہیں ہے مگر دعا کے واسطے پورا جوش معمولی باتوں میں پیدا نہیں ہوتا۔ بلکہ معمولی باتوں میں تو بعض دفعہ دعا کرنا گستاخی معلوم ہوتی ہے اور طبیعت صبر کی طرف راغب رہتی ہے۔ ہاں مشکلات کے وقت دعا کے واسطے پورا جوش دل میں پیدا ہوتا ہے تب کوئی خارق عادت امر ظاہر ہوتا ہے۔

کہتے ہیں دہلی میں ایک بزرگ تھا۔ بادشاہ وقت اس پر سخت ناراض ہو گیا۔ اس وقت بادشاہ کہیں باہر جاتا تھا۔ حکم دیا کہ واپس آ کر میں تم کو ضرور پھانسی دوں گا اور اپنے اس حکم پر قسم کھائی۔ جب اس کی واپسی کا وقت قریب آیا تو اس بزرگ کے دوستوں اور مریدوں نے غمگین ہو کر عرض کی کہ بادشاہ کی واپسی کا وقت اب قریب آ گیا ہے۔ اس نے جواب دیا ہنوز دلی دور است۔ جب بادشاہ ایک دو منزل پر آ گیا تو انہوں نے پھر عرض کی۔ مگر اس نے ہمیشہ یہی جواب دیا کہ ہنوز دلی دور است۔

یہانتک کہ بادشاہ عین شہر کے پاس آگیا اور شہر کے اندر داخل ہونے لگا۔ تب لوگوں نے اس بزرگ کی خدمت میں عرض کی کہ اب تو بادشاہ شہر میں داخل ہونے لگا ہے یا داخل ہو گیا ہے مگر پھر بھی اس بزرگ نے یہی جواب دیا کہ ہنوز دلی دور است۔ اسی اثنا میں خبر آئی کہ جب بادشاہ دروازہ شہر کے نیچے پہنچا تو اوپر سے دروازہ گرا اور بادشاہ ہلاک ہو گیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس بزرگ کو کچھ منجانب اللہ معلوم ہو چکا تھا۔

ایسا ہی شیخ نظام الدین کا ذکر ہے کہ ایک دفعہ بادشاہ کا سخت عتاب ان پر ہوا۔ اور حکم ہوا کہ ایک ہفتہ تک تم کو سخت سزا دی جائے گی۔ جب وہ دن آیا تو وہ ایک مرید کی ران پر سر رکھ کر سوئے تھے۔ اس مرید کو جب بادشاہ کے حکم کا خیال آیا تو وہ رویا۔ اور اس کے آنسو شیخ پر گرے جس سے شیخ بیدار ہوا اور پوچھا کہ تو کیوں روتا ہے۔ اس نے اپنا خیال عرض کیا اور کہا کہ آج سزا کا دن ہے۔ شیخ نے کہا کہ تم غم مت کھاؤ ہم کو کوئی سزا نہ ہو گی۔ میں نے ابھی خواب میں دیکھا ہے کہ ایک مارکھنڈ گائے مجھے مارنے کے واسطے آئی ہے۔ میں نے اس کے دونوں سینگ پکڑ کر اس کو نیچے گرا دیا ہے۔ چنانچہ اسی دن بادشاہ سخت بیمار ہوا۔ اور ایسا سخت بیمار ہوا کہ اسی بیماری میں مر گیا۔

یہ تصرفات الٰہی ہیں جو انسان کی سمجھ میں نہیں آسکتے۔ جب وقت آجاتا ہے تو کوئی نہ کوئی تقریب پیدا ہو جاتی ہے۔ سب دل خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں۔ وہ جس طرح چاہتا ہے تصرف کرتا ہے۔ خدا تعالےٰ کی رحمت سے ناامید نہیں ہونا چاہئے۔ اس کے اذن کے بغیر کوئی جان بھی نہیں نکل سکتی خواہ کیسے ہی شدید عوارض ہوں۔ ناامید ہونے والا بت پرست سے بھی زیادہ کافر ہے۔

(ملفوظات جلد ہشتم صفحہ 36-38 ایڈیشن 1984ء)

ارشادات بابت پشاور، کوہاٹ و سرحد

علاقہ پشاور میں ان دنوں کسی سفاک پٹھان نے دو بے گناہ انگریزوں کو قتل کر دیا۔ اس پر حضرت اقدسؑ نے ایک مجمع میں فرمایا:

”یہ جو دو انگریزوں کو مار دیا ہے۔ یہ کیا جہاد کیا ہے؟ ایسی نابکار لوگوں نے اسلام کو بدنام کر رکھا ہے۔ چاہے تو یہ تھا کہ ان لوگوں کی ایسی خدمت کرتا اور ایسی عمدہ طور پر ان سے برتاؤ کرتا کہ وہ اس کے اخلاق اور حسن سلوک کو دیکھ کر مسلمان ہو جاتے۔ مومن کا کام تو یہ ہے کہ اپنی نفسانیت کو کچل ڈالے۔ لکھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک کافر سے لڑے۔ حضرت علیؓ نے اس کو نیچے گرا لیا اور اس کا پیٹ چاک کرنے کو تھے کہ اس نے حضرت علیؓ پر تھوکا۔ حضرت علیؓ یہ دیکھ کر اس کے سینے پر سے اتر آئے۔ وہ کافر حیران ہوا اور پوچھا کہ اے علیؓ! یہ کیا بات ہے؟ آپؓ نے فرمایا کہ میرا جنگ تیرے ساتھ خدا

کے واسطے تھا لیکن جب تو نے میرے منہ پر تھوکا تو میرے نفس کا بھی کچھ حصہ مل گیا۔ اس لئے میں نے تجھے چھوڑ دیا۔ حضرت علیؓ کے اس فعل کا اس پر بہت بڑا اثر ہوا۔

میں جب کبھی ان لوگوں کی بابت ایسی خبریں سنتا ہوں تو مجھے سخت رنج ہوتا ہے کہ یہ لوگ قرآن کریم سے بہت دور جا پڑے ہیں اور بے گناہ انسانوں کا قتل ثواب کا موجب سمجھتے ہیں۔

بعض مولوی مجھے اس لیے دجال کہتے ہیں کہ میں انگریزوں کے ساتھ محاربہ جائز نہیں رکھتا مگر مجھے سخت افسوس ہے کہ یہ لوگ مولوی کہلا کر اسلام کو بدنام کر رہے ہیں۔ کوئی ان سے پوچھے کہ انگریزوں نے تمہارے ساتھ کیا برائی کی ہے۔ اور کیا دکھ دیا ہے۔ شرم کی بات ہے کہ وہ قوم جس کے آنے سے ہم کو ہر قسم کی راحت اور آرام ملا۔ جس نے آکر ہم کو سکھوں کے خونخوار پنجہ سے نجات دی اور ہمارے مذہب کی اشاعت کے لیے ہر قسم کے موقع اور سہولتیں دیں۔ ان کے احسان کا یہ شکر ہے کہ بے گناہ انگریزی افسروں کو قتل کر دیا جائے؟ میں تو صاف طور پر کہتا ہوں کہ وہ لوگ جو خون ناحق سے نہیں ڈرتے اور محسن کے حقوق ادا نہیں کرتے۔ وہ خدا تعالیٰ کے حضور سخت جوابدہ ہیں۔ ان مویلوں کا فرض ہونا چاہیے کہ وہ اپنے جمہوری اتفاق سے اس مسئلہ کو اچھی طرح شائع کریں اور ناواقف اور جاہل لوگوں کو فہمائش کریں کہ گورنمنٹ برطانیہ کے زیر سایہ وہ امن، آزادی سے زندگی بسر کرتے ہیں اور اس کے عطیات سے ممنون منت اور مرہون احسان ہیں اور یہ مبارک سلطنت نیکی اور ہدایت پھیلانے میں کامل مددگار ہے۔ پس اس کے خلاف محاربہ کے خیالات رکھنے سخت بغاوت ہے اور یہ قطعی حرام ہے۔ وہ اپنے قلم اور زبان سے جاہلوں کو سمجھائیں اور اپنے دین کو بدنام کر کے دنیا کو ناحق کا ضرر نہ پہنچائیں۔ ہم تو گورنمنٹ برطانیہ کو آسمانی برکت سمجھتے ہیں اور اس کی قدر کرنا اپنا فرض۔ افسوس ہے مولویوں نے خود تو اس کام کو کیا ہیں اور ہم نے جب ان جاہلانہ خیالات کو دلوں سے مٹانا چاہا تو ہم کو دجال کہا۔ صرف اس واسطے کہ ہم محسن گورنمنٹ کے شکر گزار ہیں۔ مگر ان کی مخالفت ہمارا کیا بگاڑ سکتی تھی۔ ہم نے بیسیوں رسالے اس مضمون کے عربی، فارسی، اردو، انگریزی میں شائع کیے اور ہزاروں اشتہار مختلف بلاد وامصار میں تقسیم کر دیئے ہیں۔ اس لئے نہیں کہ گورنمنٹ سے ہم کوئی عزت چاہتے ہیں۔ بلکہ خدا تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ ہم اس کام کو اپنا ضروری فرض سمجھتے ہیں اور اگر ہم کو اس خدمت کے بجالانے میں تکلیف بھی ہو تو ہم پرواہ نہیں کرتے، کیونکہ خدا نے فرمایا ہے کہ احسان کی جزا احسان ہے۔ پس پوری اطاعت اور وفاداری گورنمنٹ برطانیہ کی مسلمانوں کا فرض ہے۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 459-460 جدید ایڈیشن)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

تیسرا کمال شہداء کا ہے۔ عام لوگ تو شہید کے لئے اتنا ہی سمجھ بیٹھے ہیں کہ شہید وہ ہوتا ہے جو تیر یا بندوق سے مارا جاوے یا کسی

اور اتفاقی موت سے مر جاوے۔ مگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک شہادت کا یہی مقام نہیں ہے۔ میں افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ سرحد کے پٹھانوں کو یہ بھی ایک خبط سمایا ہوا ہے کہ وہ انگریز افسروں پر آکر حملے کرتے ہیں اور اپنی شوریدہ سری سے اسلام کو بدنام کرتے ہیں۔ انہوں نے سمجھ لیا ہے کہ اگر ہم کسی کافر یا غیر مذہب والے کو ہلاک کر دیں گے تو ہم غازی ہوں گے اور اگر مارے جاویں گے تو شہید ہوں گے۔ مجھے ان کمینہ فطرت مُلانوں پر بھی افسوس ہے جو ان شوریدہ سر پٹھانوں کو اکساتے ہیں۔ وہ انہیں نہیں بتاتے کہ تم اگر کسی شخص کو بلاوجہ قوی قتل کرتے ہو تو غازی نہیں ظالم ٹھہرتے ہو اور اگر وہاں ہلاک ہو جاتے ہو تو شہید نہیں بلکہ خودکشی کر کے حرام موت مرتے ہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے لَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَۃِ (البقرۃ :196) وہ اپنے آپ کو خود ہلاکت میں ڈالتے ہیں اور فساد کرتے ہیں۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ سخت سزا کے مستوجب ہیں۔ غرض عام لوگوں نے تو شہادت اتنی سمجھ رکھی ہے اور شہید کا یہی مقام ٹھہرالیا ہے مگر میرے نزدیک شہید کی حقیقت قطع نظر اس کے کہ اس کا جسم کاٹا جاوے کچھ اور ہی ہے اور وہ ایک کیفیت ہے جس کا تعلق دل سے ہے۔ یادرکھو کہ صدیق نبی سے ایک قرب رکھتا ہے اور وہ اس کے دوسرے درجہ پر ہوتا ہے اور شہید صدیق کا ہمسایہ ہوتا ہے۔ نبی میں تو سارے کمالات ہوتے ہیں یعنی وہ صدیق بھی ہوتا ہے اور شہید بھی ہوتا ہے صالح بھی ہوتا ہے۔ لیکن صدیق اور شہید ایک الگ الگ مقام ہیں۔ اس بحث کی بھی حاجت نہیں کہ آیا صدیق، شہید ہوتا ہے یا نہیں؟ وہ مقام کمال جہاں ہر ایک امر خارق عادت اور معجزہ سمجھا جاتا ہے۔ وہ ان دونوں مقاموں پر اپنے رتبہ اور درجہ کے لحاظ سے جدا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ اسے ایسی قوت عطا کرتا ہے کہ جو عمدہ اعمال ہیں اور جو عمدہ اخلاق ہیں۔ وہ کامل طور پر اور اپنے اصلی رنگ میں اس سے صادر ہوتے ہیں اور بلا تکلف صادر ہوتے ہیں۔ کوئی خوف اور رجاء اُن اعمال صالحہ کے صدور کا باعث نہیں ہوتا ہے بلکہ وہ اس کی فطرت اور طبیعت کا ایک جزو ہو جاتے ہیں۔ تکلف اس کی طبیعت میں نہیں رہتا۔ جیسے ایک سائل کسی شخص کے پاس آوے تو خواہ اس کے پاس کچھ ہو یا نہ ہو، تو اسے دینا ہی پڑے گا۔ اگر خدا کے خوف سے نہیں تو خلقت کے لحاظ سے۔ مگر اس قسم کا تکلف شہید میں نہیں ہوتا اور یہ قوت اور طاقت اس کی بڑھتی جاتی ہے اور جوں جوں بڑھتی ہے اسی قدر اس کی تکلیف کم ہوتی جاتی ہے اور وہ بوجھ کا احساس نہیں کرتا۔ مثلاً ہاتھی کے سر پر ایک چیونٹی ہو تو وہ اس کا کیا احساس کرے گا۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 346-347 جدید ایڈیشن)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

لوگوں نے شہید کے معنٰی صرف یہی سمجھ رکھے ہیں کہ کسی کافر غیر مسلم کے ساتھ جنگ کی اور اس میں مارے گئے تو بس شہید ہو گئے۔ اگر اتنے ہی معنے شہید کے لئے جاویں تو پھر مخالفوں کو بہت بڑی گنجائش اعتراض کی رہتی ہے اور غالباً یہی وجہ ہے کہ عیسائیوں اور آریوں نے اسلام کو تلوار کے ذریعہ سے پھیلنے والا مذہب قرار دیا ہے؛ اگرچہ ان لوگوں کی سخت نادانی ہے کہ وہ بدوں دریافت کیے اصل منشاء کے اعتراض کر دیتے ہیں مگر ہم کو ان مولویوں پر بھی افسوس ہے جنہوں نے قرآن شریف کے

حقائق کو پیش نہیں کیا اور خیالی اور فرضی تفسیر میں اور مصنوئی قصے بیان کر کے اسلام کے پاک اور خوشنما چہرہ پر ایک پردہ ڈال دیا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ جو خود اسلام کا محافظ اور ناصر ہے وہ اب چاہتا ہے کہ اسلام کا پاک اور درخشاں چہرہ دکھایا جاوے؛ چنانچہ یہ سلسلہ جو اس نے اپنے ہاتھ سے قائم کیا ہے۔ اسی سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ الٰہی نصرت کا وقت آپہنچا اور اسلام کی عزت اور جلال کے دن آگئے، کیونکہ خدا تعالیٰ کی تائیدیں اور نصرتیں جو ہمارے شامل حال ہیں، یہ آج کسی مذہب کے پیرو کو نصیب نہیں اور ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ کیا کوئی اہل مذہب ہے جو اسلام کے سوا اپنے مذہب کی حقانیت پر تائیدی اور سماوی نشان پیش کر سکے۔ خدا تعالیٰ نے یہ سلسلہ جو قائم کیا ہے یہ اس حفاظت کے وعدہ کے موافق ہے جو اس نے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر:10) میں کیا ہے۔

میرا مطلب یہ تھا کہ شہید کے معنے صرف یہی نہیں کہ غیر مسلم کے ساتھ جنگ کر کے مر جانے والا شہید ہوتا ہے۔ ان معنوں نے ہی اسلام کو بدنام کیا اور اب بھی ہم دیکھتے ہیں کہ اکثر سرحدی نادان مسلمان بے گناہ انگریزوں کو قتل کرنے میں ثواب سمجھتے ہیں؛ چنانچہ آئے دن ایسی وارداتیں سننے میں آتی ہیں۔ پچھلے دنوں کسی سرحدی نے لاہور میں ایک میم کو قتل کر دیا تھا۔ ان احمقوں کو اتنا معلوم نہیں کہ یہ شہادت نہیں بلکہ قتل بے گناہ ہے۔ اسلام کا یہ منشاء نہیں ہے کہ وہ فتنہ وفساد برپا کرے بلکہ اسلام کا مفہوم ہی صلح اور آشتی کو چاہتا ہے۔ اسلامی جنگوں پر اعتراض کرنے والے اگر یہ دیکھ لیتے کہ ان میں کیسے احکام جاری ہوتے تھے تو وہ حیران رہ جاتے۔ بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کو قتل نہیں کیا جاتا تھا۔ جزیہ دینے والوں کو چھوڑ دیا جاتا تھا۔ اور ان جنگوں کی بناء دفاعی اصول پر تھی۔ ہمارے نزدیک جو جاہل پٹھان اس طرح پر بے گناہ انگریزوں پر پڑتے ہیں اور ان کو قتل کرتے ہیں وہ ہرگز شہادت کا درجہ نہیں حاصل کرتے بلکہ وہ قاتل ہیں اور ان کے ساتھ قاتلوں کا سا سلوک ہونا چاہیے۔

تو شہید کے معنے یہ ہیں کہ اس مقام پر اللہ تعالیٰ ایک خاص قسم کی استقامت مومن کو عطا کرتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہر مصیبت اور تکلیف کو ایک لذت کے ساتھ برداشت کرنے کے لئے طیار ہو جاتا ہے۔ پس اِہۡدِ نَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ (الفاتحہ:6-7) میں منعم علیہ گروہ میں سے شہیدوں کا گروہ بھی ہے اور اس سے یہی مراد ہے کہ استقامت عطا ہو، جو جان تک دے دینے میں بھی قدم کو ملنے نہ دے۔"

(ملفوظات۔ جلد دوم صفحہ 180-182 جدید ایڈیشن)

خواجہ کمال الدین صاحب بی اے پلیڈر پشاور سے کوہاٹ ہوتے ہوئے تشریف لائے اور نماز مغرب سے پیشتر مسجد میں حضرت اقدسؑ سے نیاز حاصل کی۔ خواجہ صاحب نے پشاور اور کوہاٹ کا ذکر سنایا کہ وہاں پر اکثر اشتہارات جو کہ ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ میں حضور کی مخالفت میں شائع ہوتے ہیں اس نظر سے پڑھے جاتے ہیں کہ گویا وہ حضور کے اشتہارات ہیں اسی مغالطہ

سے سرحد کے لوگوں کے دلوں میں آپ کی طرف سے یہ خیالات ذہن نشین ہیں کہ نعوذ باللہ جناب نے روزے اپنے خدام کو معاف کر دیئے ہیں اور نبی کریمؐ کی ہتک کی ہے اور کہا ہے کہ وہ ایک جھوٹا نبی تھا میں اس سے افضل ہوں یہ اشتہار اس وضع اور عنوان سے لکھے ہوئے ہیں کہ عوام الناس کو دھوکا لگتا ہے اور یہی خیال کیا جاتا ہے کہ آپ کا مضمون اور آپ کی تحریر ہے۔

حضرت اقدس نے فرمایا:
کشتی نوح وہاں کثرت سے تقسیم کر دی جاوے یہی کافی ہے۔ خواجہ صاحب نے کہا کہ ایک ذی وجاہت شخص کو میں نے دیکھا ہے کہ اس نے اسے پڑھ کر کہا کہ کتاب تو عمدہ ہے اگر آخر میں مکان کے چندہ کا ذکر نہ ہوتا۔ میں نے اسے جواب دیا کہ کیا تم سے بھی ایک پیسہ مرزا صاحب نے مانگا ہے یا تم نے دیا ہے؟ مرزا صاحب نے تو ان لوگوں کو مخاطب کیا ہے جو ان سے تعلق ابنیت کا رکھتے ہیں۔ کیا اگر ایک باپ اپنے بیٹوں سے دو ہزار اس لئے طلب کرے کہ اسے ایک مکان بنانا ہے تو کیا یہ فعل اس کا قابل اعتراض ہوگا؟ اس پر وہ خاموش ہو گیا۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 370-371 جدید ایڈیشن)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 13 اکتوبر 2021)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

یورپ اور دوسرے ملکوں میں ہم ایک اشتہار شائع کرنا چاہتے ہیں جو بہت ہی مختصر ایک چھوٹے سے صفحے کا ہو تاکہ سب اسے پڑھ لیں۔ اس کا مضمون اتنا ہی ہو کہ مسیح کی قبر سرینگر کشمیر میں ہے جو واقعات صحیحہ کی بنا پر ثابت ہو گئی ہے۔ اس کے متعلق مزید حالات اور واقفیت اگر کوئی معلوم کرنا چاہے تو ہم سے کر لے۔ اس قسم کا اشتہار ہو جو بہت کثرت سے چھپوا کر شائع کیا جاوے۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 90 ایڈیشن 2016ء)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 15 دسمبر 2021)

(قسط 6)

ارشادات حضرت مسیح موعودؑ بابت مختلف ممالک و شہر

(سید عمار احمد)

ارشادات بابت ہوشیار پور اور جالندھر

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

میں نے سنا ہے کہ جب اول ہی اول انگریز آئے تو ہوشیار پور میں کسی مؤذن نے اونچی اذان کہی؛ چونکہ ابھی ابتدا تھی اور ہندوؤں اور سکھوں کا خیال تھا کہ یہ بھی اونچی اذان کہنے پر روکیں گے۔ یا ان کی طرح اگر گائے کو کسی سے زخم لگ جاوے، تو اس کا ہاتھ کاٹیں گے۔ اس اونچی اذان کہنے والے مؤذن کو پکڑ لیا۔ ایک بڑا ہجوم ہو گیا اور ڈپٹی کمشنر کے سامنے وہ لایا گیا۔ بڑے بڑے رئیس مہاجن جمع ہوئے اور کہا حضور! ہمارے آٹے بھرشٹ ہو گئے۔ ہمارے برتن ناپاک ہو گئے۔ جب یہ باتیں اس انگریز کو سنائی گئیں تو اسے بڑا تعجب ہوا کہ کیا بانگ میں ایسی خاصیت ہے کہ کھانے کی چیزیں ناپاک ہو جاتی ہیں۔ اس نے سررشتہ دار سے کہا کہ جب تک تجربہ نہ کر لیا جاوے اس مقدمہ کو نہ کرنا چاہیے؛ چنانچہ اس نے مؤذن کو حکم دیا کہ تو پھر اسی طرح بانگ دے وہ ڈرا کہ شاید دوسرا جرم نہ ہو، مگر جب اس کو تسلی دی گئی اس نے اسی قدر زور سے بانگ دی۔ صاحب بہادر نے کہا کہ ہم کو تو اس سے کوئی ضرر نہیں پہنچا۔ سررشتہ دار سے پوچھا کہ تم کو کوئی ضرر پہنچا۔ اس نے بھی کہا کہ حقیقت میں کوئی ضرر نہیں۔ آخر اس کو چھوڑ دیا گیا اور کہا گیا۔ جاؤ جس طرح چاہو بانگ دو۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ! یہ کس قدر آزادی ہے اور کس قدر اللہ تعالیٰ کا احسان ہے! پھر ایسے احسان پر اور ایسے انعام صریح پر بھی اگر کوئی دل گورنمنٹ انگریزی کا احسان محسوس نہیں کرتا۔ وہ دل بڑا کافر نعمت اور نمک حرام اور سینہ سے چیر کر نکال ڈالنے کے لائق ہے۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 432 جدید ایڈیشن)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

بات یہ ہے کہ نیک بختی اور تقویٰ کی طرف توجہ کرنی چاہیے اور سعادت کی راہیں اختیار کرنی چاہئیں۔ تب ہی کچھ ہوتا ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْ ا مَا بِاَنْفُسِهِمْ (الرعد:12) خدا تعالیٰ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک کہ

خود قوم اپنی حالت کو تبدیل نہ کرے۔ خواہ نخواہ کے ظن کرنے اور بات کو انتہا تک پہنچانا بالکل بے ہودہ بات ہے۔ ضروری بات یہ ہے کہ لوگ خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کریں۔ نماز پڑھیں، زکوٰۃ دیں، اتلافِ حقوق اور بدکاریوں سے باز آئیں۔ یہ بات خوب طور پر ثابت ہے کہ بعض اوقات جب ایک بدی کرتا ہے تو وہ سارے شہر اور گھر کی ہلاکت کا موجب ہو جاتی ہے۔ پس بدیاں چھوڑ دیں کہ وہ ہلاکت کا موجب ہیں۔ جالندھر اور ہوشیارپور کے 80 گاؤں مبتلا ہیں۔ پھر کیوں غفلت کی جاوے۔ اور گورنمنٹ پر جاہلانہ طور پر بدگمانی نہ کرو۔

اگر تمہارا ہمسایہ بدگمانی کرتا ہو تو اسے سمجھا دو۔ کہاں تک انسان غفلت کرے گا۔ اس دن سے ڈرنا چاہیے جب ایک دفعہ ہی وبا آپڑے اور تباہ کر ڈالے۔ حدیث میں آیا ہے کہ قبل از وقت دعا قبول ہوتی ہے۔ خوف و خطر میں جب انسان مبتلا ہوتا ہے تو ایسے وقت میں تو ہر شخص دعا اور رجوع کر سکتا ہے۔ سعادت مند وہی ہے جو امن کے وقت دعا کرے۔ انسان ان لوگوں کی حالت کو معائنہ کرے جو اس خطرہ میں مبتلا ہیں۔ یہاں سے تو بہت قریب ہے۔ آدمی وہاں کے حالات دریافت کرے۔ ابھی تک جالندھر کے ضلع میں ترقی پر ہے۔ گو ہوشیارپور کے ضلع میں کمی پر ہے۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 239-240 جدید ایڈیشن)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:
طاعون کا قاعدہ ہے کہ وہ سخت پرواز کر کے پرندے کی طرح دوسرے مقام میں پہنچتی ہے۔ اس کی رفتار میں ایسا نظام نہیں ہے کہ منزل بہ منزل جاوے بلکہ دو چار سو کوس کا فاصلہ طے کر کے یکلخت جا پہنچتی ہے۔

اب بمبئی اور جالندھر کی ہی بابت خیال کرو کہ ان میں کس قدر فاصلہ ہے۔ اب بتلاؤ کہ انسان اس کے جالندھر میں پہنچنے کی بابت کیا نظام رفتار کا قائم کر سکتا ہے۔ الغرض اس کی رفتار کی نسبت کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا۔ آج عافیت سے گزرتی ہے کل کیا ہو۔ یہ خطرناک بات ہے۔ اس کے دورے بڑے لمبے ہوتے ہیں۔ بعض اوقات ساٹھ ساٹھ سال تک اس کا دورہ ہوتا ہے اور یہ ایک مسلم اور مقبول بات ہے۔ ہیضہ کی طرح نہیں کہ ساون بھادوں کے مہینے میں آگیا اور بیس پچیس دن رہ کر رخصت ہوا۔ طاعون کو حکیموں نے نیزے سے مارنے والی لکھا ہے۔ طاعون مبالغہ کا صیغہ ہے جس کا نشانہ خطا نہیں جاتا۔ اور بکثرت اموات ہوتی ہیں۔ تورات میں بھی اس کا ذکر ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں یہودیوں پر پڑی تھی۔ تورات میں خدا نے جہاں پھوڑوں کی مار سے ڈرایا ہے اس سے طاعون ہی مراد ہے۔ قرآن کریم میں بھی یہودیوں کو نافرمانی پر طاعون سے ہلاک کرنے کا ذکر ہے۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 228 جدید ایڈیشن)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

''ابتلا کے وقت ہمیں اندیشہ اپنی جماعت کے بعض ضعیف دلوں کا ہوتا ہے۔ میرا تو یہ حال ہے کہ اگر مجھے صاف آواز آوے کہ تو مخذول ہے اور تیری کوئی مراد ہم پوری نہ کریں گے تو قسم ہے مجھے اس کی ذات کی اس عشق و محبت الٰہی اور خدمت دین میں کوئی کمی واقع نہ ہوگی۔ اس لئے کہ میں تو اسے دیکھ چکا ہوں۔'' پھر یہ پڑھا: هَلْ تَعْلَمُ لَہٗ سَمِيًّا (مریم:66)۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 411 جدید ایڈیشن)

حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ فرماتے ہیں:

مجھے خوب یاد ہے اور میں نے اپنی نوٹ بک میں اس کو لکھ رکھا ہے کہ جالندھر کے مقام پر ایک شخص نے حضرت اقدس امام صادق حضرت میرزا صاحبؑ کی خدمت میں سوال کیا کہ آپ کی غرض دنیا میں آنے سے کیا ہے؟

آپ نے فرمایا کہ ''میں اس لئے آیا ہوں تا لوگ قوت یقین میں ترقی کریں۔''

ایک اور بات بھی ہے جو میری نوٹ بک میں درج ہے اور وہ واقعہ بھی اسی جالندھر کا ہے۔ ہماری جماعت کے ایک آدمی ہمارے بھائی منشی محمد اروڑا صاحب نے سوال کیا کہ حضرت ایمان کتنی طرح کا ہوتا ہے؟ آپ نے جو جواب اس کا فرمایا، بہت ہی لطیف اور سلیس ہے۔

فرمایا: ''ایمان دو قسم کا ہوتا ہے۔ موٹا اور باریک۔ موٹا ایمان تو یہی ہے کہ دین العجائز پر عمل کرے اور باریک ایمان یہ ہے کہ میرے پیچھے ہو لے۔''

(ملفوظات جلد اول صفحہ 1-2 جدید ایڈیشن)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

وجودی مذہب والوں نے کیا بنایا۔ انہوں نے کیا معلوم کیا جو ہم کو معلوم نہ تھا؟ بنی نوع کو انہوں نے کیا فائدہ پہنچایا؟ ان ساری باتوں کا جواب نفی میں دینا پڑے گا۔ اگر کوئی ضد اور ہٹ سے کام نہ لے تو ذرا بتائے تو سہی کہ خدا تو محبت اور اطاعت کی راہ بتاتا ہے؟ چنانچہ خود قرآن شریف میں اس نے فرمایا ہے:

وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰہِ (البقرۃ:166) اور فَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَذِکْرِکُمْ اٰبَآءَکُمْ (البقرۃ:201) پھر کیا دنیا میں کبھی یہ بھی ہوا ہے کہ بیٹا باپ کی محبت میں فنا ہو کر خود باپ بن جائے۔ باپ کی محبت میں فنا تو ہو سکتا ہے، مگر یہ نہیں ہو سکتا کہ باپ ہی ہو جاوے۔ یہ یاد رکھنے کے قابل بات ہے کہ فناء نظری ایک ایسی شے ہے جو محبت سے ضرور پیدا ہوتی ہے، لیکن ایسی فنا جو درحقیقت بہانہ فنا کا ہو اور ایک جدید وجود کے پیدا کرنے کا باعث بنے کہ میں ہی ہوں، یہ ٹھیک نہیں ہے۔

جن لوگوں میں تقویٰ اور ادب ہے اور جنہوں نے لَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَکَ بِہٖ عِلْمٌ (بنی اسرائیل:37) پر قدم مارا ہے وہ سمجھ سکتے ہیں کہ وجودی نے جو قدم مارا ہے وہ حد ادب سے بڑھ کر ہے۔ بیسیوں کتابیں ان لوگوں نے لکھی ہیں، مگر ہم پوچھتے ہیں کہ کیا کوئی وجودی اس بات کا جواب دے سکتا ہے کہ واقعی وجودی میں خدا ہے؟ یا تصور ہے؟ اگر خدا ہی ہے۔ تو کیا یہ ضعف اور یہ کمزوریاں جو آئے دن عاید حال رہتی ہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کی صفات ہیں؟ ذرا بچہ یا بیوی بیمار ہو جاوے تو کچھ نہیں بنتا اور سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کیا جاوے مگر خدا تعالیٰ چاہے تو شفا دے سکتا ہے؛ حالانکہ وجودی کے اختیار میں یہ امر نہیں ہے۔ بعض وقت مالی ضعف اور افلاس ستاتا ہے؛ بعض وقت گناہ اور فسق وفجور بے ذوقی اور بے شوقی کا موجب ہو جاتا ہے تو کیا خدا تعالیٰ کے شامل حال بھی یہ امور ہوتے ہیں؟ اگر خدا ہے تو پھر اس کے سارے کام کُنْ فَیَکُوْنُ سے ہونے چاہئیں؛ حالانکہ یہ قدم قدم پر عاجز اور محتاج ٹھوکریں کھاتا ہے افسوس وجودی کی حالت پر کہ خدا بھی بنا پھر اس سے کچھ نہ ہوا۔ پھر عجب تر یہ ہے کہ یہ خدائی اس کو دوزخ سے نہیں بچا سکتی۔ کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ (الزلزال:9) پس جب کوئی گناہ کیا تو اس کا خمیازہ بھگتنے کے لئے جہنم میں جانا پڑا اور ساری خدائی باطل ہو گئی۔ وجودی بھی اس بات کے قائل ہیں کہ فَرِیْقٌ فِی الْجَنَّۃِ وَ فَرِیْقٌ فِی السَّعِیْرِ (الشوریٰ:8) جب کہ وہاں بھی انسانیت کے تجسم بنے رہے، تو پھر ایسی فضول بات کی حاجت ہی کیا ہے جس کا کوئی نتیجہ اور اثر ظاہر نہ ہوا۔ غرض یہ لوگ بڑے بیباک اور دلیر ہوتے ہیں اور چونکہ اس فرقہ کا نتیجہ اباحت اور بے قیدی ہے اس لئے فرقہ بڑھتا جاتا ہے۔ لاہور، جالندھر اور ہوشیارپور اضلاع میں اس فرقہ نے اپنا زہر بہت پھیلایا ہے۔ غور کر کے اس کے نتائج پر نظر کرو۔ بجز اباحت کے اور کچھ معلوم نہیں دیتا۔ یہ لوگ صوم وصلوٰۃ کے پابند نہیں اور ہو بھی نہیں سکتے۔ کیونکہ خدا سے ڈرنا جس پر نجات کا مدار اور اعمال کا انحصار ہے وہ ان میں نہیں ہے۔ بعض بالکل دہریوں کے رنگ میں ہیں۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 285-287 جدید ایڈیشن)

دوسرا سوال یہ تھا کہ معجزہ کی قسم کے بعض امور اور لوگ بھی دکھاتے ہیں۔ فرمایا کہ میں قصوں کو نہیں سنتا یہ جو فرانس یا کسی اور جگہ کے قصے سنائے جاتے ہیں یہ کافی نہیں۔ سب سے پہلا معجزہ تو یہ ہے کہ انسان پاک دل ہو بھلا پلید دل کیا معجزہ دکھا سکتا ہے جب تک خدا سے ڈرنے والا دل نہ ہو تو کیا ہے؟ ضروری ہے کہ متقی ہو اور اس میں دیانت ہو اگر یہ نہیں تو پھر کیا ہے؟

تماشے دکھانے والے کیا کچھ نہیں کرتے جالندھر میں ایک شخص نے بعضے شعبدے دکھائے اور اس نے کہا کہ میں مولویوں سے ان کی بابت کرامت کا فتویٰ لے سکتا ہوں مگر وہ جانتا تھا کہ ان کی اصلیت کیا ہے وہ اس سلسلہ میں داخل ہو گیا اور اس نے توبہ کی۔

جن ملکوں کے قصے بیان کئے جاتے ہیں وہاں اگر معجزات دکھانے والے ہوتے تو یہ فسق وفجور کے دریا وہاں نہ ہوتے۔ خداتعالیٰ کے نشانات دل پر ایک پاک اثر ڈالتے ہیں اور اس کی ہستی کا یقین دلاتے ہیں مگر یہ شعبدے انسان کو گمراہ کرتے ہیں ان کا خداشناسی اور معرفت سے کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ یہ کوئی پاک تبدیلی پیدا کر سکتے ہیں اس لئے کہ وہ خدا کی طرف سے نہیں ہوتے۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 381-382 جدید ایڈیشن)

جالندھر سے ایک صاحب تشریف لائے ہوئے تھے انہوں نے عرض کی کہ وہاں وجودیوں کا بہت زور ہے۔

حضرت اقدس نے فرمایا کہ: اصل میں ان لوگوں کا اباحتی رنگ ہے۔ دہریوں میں اور ان میں بہت کم فرق ہے ان کی زندگی بے قیدی کی زندگی ہوتی ہے۔ خدا کے حدود اور فرائض کا بالکل فرق نہیں کرتے۔ نشہ وغیرہ پیتے ہیں، ناچ رنگ دیکھتے ہیں۔ زنا کو اصول سمجھتے ہیں۔

ایک دفعہ ایک وجودی میرے پاس آیا اور کہا کہ میں خدا ہوں۔ اس نے ہاتھ آگے بڑھایا ہوا تھا میں نے اس کے ہاتھ پر زور سے چٹکی کاٹی حتیٰ کہ اس کی چیخ نکل گئی تو میں نے کہا کہ خدا کو درد بھی ہوا کرتا ہے؟ اور چیخ بھی نکلا کرتی ہے؟

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 173 جدید ایڈیشن)

حضرت اقدس امام صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام بوقت ظہر حسب معمول اندر سے مسجد مبارک میں تشریف لائے اور مسند کو زیب نشست بخش کر مولوی برہان الدین صاحب جہلمی سے مخاطب ہو کر دریافت فرمایا کہ:

آپ کے چہرہ پر آثار پژمردگی وپریشانی وحیرانی کیسے نظر آرہے ہیں؟

عرض کی کہ حضور وجہ تو صرف یہی ہے کہ اب دوسرا کنارہ یعنی جہان ثانی نظر آرہا ہے کیونکہ بوجہ پیرانہ سالی کے اب عالم آخرت کا بھی خیال رہتا ہے۔ گنتی ہی کے دن اب باقی سمجھنے چاہئے مزید برآں عارضہ ضعف اور بھی اس کے سریع الوقوع

ہونے پر شاہد ہے اور ضعف کا یہ باعث ہے کہ ابتدا میں کچھ مراقبہ و نفی واثبات کا کسی قدر شغل رکھا ہے جس سے یہ عارضہ ضعف لاحق حال ہو گیا ہے۔

یہ سن کر حضرت اقدس نے ایک معنیٰ خیز اور پر معارف لب ولہجہ کے ساتھ فرمایا کہ:
جب یہ حالت ہے تب تو ضرور ہی ان تمام عارضی تحیرات کو یکسو رکھ کر صرف ایک ہی آستانہ بارگاہ ایزدی پر نظر رکھنی چاہیے کیونکہ ہر ایک سعادت کیش و متلاشی حق روح کا یہی مامن اور یہی ملجاوماویٰ ہے اور چونکہ یہ مسلمہ امر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے مقرب کے پاس رہنا گویا ایک طرح سے خود خدا تعالیٰ کے پاس رہنا ہوتا ہے اس واسطے اب آپ کو باقی ایام زندگی اس جگہ قادیان میں گذارنے چاہئیں اور یہاں آکر ڈیرا لگا دینا چاہیے اور اس شعر پر کاربند ہونا چاہیے۔

؎ چو کار عمر ناپید ااست بارے این اولیٰ
کہ روز واقعہ پیش نگار خود باشید

یہاں تو مقولہ ”یک در گیر و محکم گیر“ پر عمل کرنا ضروری ولازمی ہے ہر ایک کے لیے مناسب وواجب ہے کہ حسب استطاعت اپنے نفس کے ساتھ جہاد کر کے پوری سعی کرے تاکہ ٹھیک وقت پر سفر منزل محبوب حقیقی کے لیے تیاری کر سکے بغیر جوش محبت کے اس راہ پر قدم مارنا بڑا مشکل ہے اور ساتھ ہی اس پر استقلال و استقامت ضروری ہے جب یہ امر حاصل ہو جاوے تو پھر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جذب القلوب کا عمل بتدریج خود بخود شروع ہو جاوے گا جس سے صادقین کی محبت کی توفیق ملے گی اور اس صیقل تعشق الٰہی سے زنگار آئینہ دل محو ہو کر تزکیہ نفس و تطہیر قلب نصیب ہو گا۔ مگر تلاش حق کا بیج بونا مقدم ہے جس سے صدق وصفا کا پر ثمر نخل پیدا ہوتا ہے اور محبت ذات ربانی کی آب پاشی سے نشوونما پاتا ہے۔

؎ بمنزل جانان رسد ہمان مردے
کہ ہمہ دم در تلاش او دوان باشد

آپ اپنی پہلی حالت کو یاد کریں جبکہ آغاز سال 1886ء میں صرف حِسْبَۃً لِلّٰہِ کا جوش آپ کو کشاں کشاں یہاں لایا تھا اور آپ پاپیادہ افتاں وخیزاں اس قدر دور فاصلہ سے پہلے قادیان پہنچے تھے اور جب کہ ہم کو اس جگہ نہ پایا تو اسی بیتابی و بیقراری کے جوش میں تگاپو کر کے پیدل ہی ہمارے پاس ہوشیار پور جا پہنچے تھے اور جب وہاں سے واپس ہونے لگے تو اس وقت ہم سے جدا ہونا آپ کو بڑا شاق گذرتا تھا اب تو ایسا وقت آگیا ہے کہ آپ کو آگے ہی قدم مارنا چاہیے نہ یہ کہ الٹا تساہل و تکاہل میں پڑیں۔ اب تو زمانہ بزبان حال کہہ رہا ہے اور نشانات وعلامات سماوی بآواز دہل پکار رہے ہیں کہ

چنیں زمانہ چنیں دور ایں چنیں برکات
تو بے نصیب روی وہ چہ این شقا باشد
فلک قریب زمیں شد ز بارش برکات
کجاست طالب حق تایقین فزا باشد
بجز اسیری عشق رخش رہائی نیست
بدرد اوہمہ امراض راد واباشد

غرض کہ پوری مستعدی وہمت سے استقلال دکھلاویں۔ یہ آثار پژمردگی میں برمحل معلوم نہیں ہوتے۔ یہاں کارہنا تو ایک قسم کا آستانہ ایزدی پر رہنا ہے۔ اس حوض کوثر سے وہ آب حیات ملتا ہے کہ جس کے پینے سے حیات جاودانی نصیب ہوتی ہے جس پر ابدالآباد تک موت ہرگز نہیں آسکتی۔ اچھی طرح کمربستہ ہو کر پورے استقلال سے اس صراط مستقیم کے راہرو بنیں اور ہر قسم کی دنیوی روکاوٹوں اور نفسانی خواہشات کی ذرہ پروانہ کرکے اللہ تعالیٰ کے صادق مامور کی پوری معیت کریں تاکہ حکم کُوْنُوْ مَعَ الصّٰدِقِیْنَ(التوبہ:119) کی فرمانبرداری کا سنہری تمغہ آپ کو حاصل ہو۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 316-318 جدید ایڈیشن)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:
طاعون کو دیکھا ہے کہ پہلے ہنود میں آتی ہے۔ بمبئی، سیالکوٹ، جالندھر وغیرہ میں، پہلے ہنود سے شروع ہوئی اور جب مسلمانوں میں گئی تو بھی ہنود کو شامل کرلیا۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 224 جدید ایڈیشن)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:
میری جماعت میں بھی ایک شخص مولوی احمد جان صاحب وجودی تھے۔ کبھی انہوں نے مجھ سے اس مسئلہ پر گفتگو نہیں کی۔ اب تھوڑا عرصہ ہوا ہے کہ وہ فوت ہوگئے ہیں۔ اور ساری عمر اسی میں گذاردی۔

ہم کسی کے زرخرید نہیں۔ ہم تو اسلم اور روشن تر راہ اختیار کرتے ہیں۔ وجودیوں کے کوئی دشمن نہیں۔ ہم تو ان کو قابل رحم سمجھتے ہیں۔

اس پر نو وارد صاحب نے آیت ھُوَ الْاَوَّلُ وَ الْاٰخِرُ (الحدید:4) وحدت وجود کے ثبوت میں پیش کی۔

فرمایا:- اللہ تعالیٰ کا کلام ایسا ہے کہ اس کی تفصیل بعض آیت کی بعض آیت سے ہوتی ہے۔ اول کی تفسیر یہ ہے کہ کَانَ اللّٰہُ وَلَمْ یَکُنْ مَعَہٗ شَیْءٌ ۔ آخر کے معنے کیے کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ (الرحمٰن :25) ہم تو انہیں معنوں کو پسند کریں گے جو خدا نے بتلائے ہیں۔

افسوس ہے کہ اس زمانہ کے یہودی صوم وصلوٰۃ کے تو پابند ہی نہیں اور قرآن کو بھی کھول کر دیکھا ہی نہیں۔ ہاں میں اپنے اس ملک کی بات کرتا ہوں۔ جس میں جالندھر، بٹالہ، ہوشیار پور، سیالکوٹ وغیرہ شامل ہیں۔ ان لوگوں کو میں نے شراب خوروں، بھنگیوں اور دہریوں کی مجلس میں اکثر دیکھا ہے۔ اکثر کہتے ہیں کہ وجودی وہ ہے جو خدا کا نام بھی نہ لے بلکہ جو کچھ ہے مخلوق ہے۔ پس یہ لوگ کہتے ہیں کہ اعلیٰ وجودی وہ ہے کہ جس کو لوگ دہریہ کہتے ہیں۔ پس ہر شخص اپنے قول وفعل کا خود ذمہ دار ہے۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 226 جدید ایڈیشن)

ارشاد بابت ڈلہ

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:
موضع ڈلہ میں گلاب شاہ اور مہتاب شاہ دو بھائی تھے۔ وہ گرنتھ ہی پڑھا کرتے تھے اور یہ معمولی بات ہے کہ ملوک کے خیالات کا مذہب، طرز لباس وغیرہ ہر قسم کے امور کا اخلاقی ہوں یا مذہبی بہت بڑا اثر رعایا پر پڑتا ہے۔ جیسے ذکور کا اثر اناث پر پڑتا ہے۔ اس لیے فرمایا گیا ہے کہ اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ (النساء :35) اسی طرح پر رعایا پر ملوک کا اثر ضروری ہے۔ سکھوں کی عملداری میں وہ پگڑیاں باندھا کرتے تھے اور اب تک بھی ریاستوں میں اس کا بقیہ چلا جاتا ہے۔ جب ایک دوسرے سے ملا کرتے تھے، تو سب ایک ہی لفظ بولا کرتے تھے۔ ''سکھ ہے''

(ملفوظات جلد اول صفحہ 403 جدید ایڈیشن)

ارشاد بابت بیروت

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

عیسائی چونکہ لعنت کے مفہوم اور منشاء سے ناواقف تھے، اس لیے مسیح کو ملعون قرار دیتے وقت انہوں نے کچھ نہیں سوچا کہ اس کا انجام آخر کیا ہو گا؟ علاوہ بریں چونکہ عربی سے انہیں بغض تھا، اس لیے عبرانی میں بھی پوری مہارت حاصل نہ کر سکے۔ یہ دونوں زبانیں ایک ہی درخت کی شاخیں ہیں اور عربی جاننے والے کے لیے عبرانی کا پڑھنا سہل تر ہے مگر عیسائی بوجہ بغض عبرانی لغت سے بھی فائدہ نہ اٹھا سکے۔

لعنت کا مفہوم یہ ہے کہ کوئی خدا تعالیٰ سے سخت بیزار ہو جاوے اور خدا تعالیٰ اس سے بیزار ہو جاوے۔ عیسائیوں کے اپنے مطبع کی چھپی ہوئی لغت کی کتابیں جو بیروت سے آئی ہیں۔ ان میں بھی لعنت کے یہی معنے لکھے ہوئے ہیں۔ اور لعین شیطان کو کہتے ہیں۔ مجھے ان لوگوں کی سمجھ پر سخت افسوس آتا ہے کہ انہوں نے اپنے مطلب کی خاطر ایک عظیم الشان نبی کی سخت بے حرمتی کی ہے اور اس کو لعین ٹھہرایا ہے اور انہوں نے اس پر کچھ بھی توجہ نہیں کی کہ لعنت کا تعلق دل سے ہوتا ہے۔ جب تک دل خدا سے برگشتہ نہ ہو لے ملعون نہیں ہو سکتا۔ اب کسی عیسائی سے پوچھو کہ کیا عربی اور عبرانی لغت میں لعنت کے یہ معنی متفق علیہ ہیں یا نہیں؟ پھر اگر دل میں شرارت اور ہٹ دھرمی نہیں ہے اور محض خدا تعالیٰ کی رضا کے لیے ایک مذہب کو اختیار کیا جاتا ہے تو کیا ایک لعنت ہی کا مضمون عیسائی مذہب کے استیصال کے لیے کافی نہیں ہے؟ اول غور کرے کہ جب یہ بات مسلم تھی اور پہلے توریت میں کہا گیا تھا کہ وہ جو کاٹھ پر لٹکایا گیا وہ لعنتی ہے اور وہ کاذب ہے تو بتاؤ جو خود ملعون اور کاذب ٹھہر گیا وہ دوسروں کی شفاعت کیا کرے گا؟

او خویشتن گم است کرا رہبری کُند

میں سچ کہتا ہوں کہ جب سے ان عیسائیوں نے خدا کو چھوڑ کر الوہیّت کا تاج ایک عاجز انسان کے سر پر رکھ دیا ہے اندھے ہو گئے ہیں ان کو کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ ایک طرف اسے خدا بناتے ہیں۔ دوسری طرف صلیب پر چڑھا کر لعنتی ٹھہراتے ہیں اور پھر تین دن کے لیے ہاویہ میں بھی بھیجتے ہیں۔ کیا وہ دوزخ میں دوزخیوں کو نصیحت کرنے گئے تھے یا ان کے لیے وہاں جا کر کفارہ ہونا تھا؟

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 497-498 جدید ایڈیشن)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 27 اکتوبر 2021)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

میں نے ایک کتاب لکھی ہے جس میں میں نے کامل تحقیقات کے ساتھ ہی ثابت کر دیا ہے کہ یہ بالکل جھوٹ ہے کہ مسیح صلیب پر مر گیا۔ اصل یہ ہے کہ وہ صلیب پر سے زندہ اتار لیا گیا تھا اور وہاں سے بچ کر وہ کشمیر میں چلا آیا۔ جہاں اس نے ایک سو بیس برس کی عمر میں وفات پائی۔ اور اب تک اس کی قبر خانیار کے محلہ میں یوز آسف یا شہزادہ نبی کے نام سے مشہور ہے۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 439 ایڈیشن 2016ء)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 08 دسمبر 2021)

(قسط 7)

ارشادات حضرت مسیح موعودؑ بابت مختلف ممالک و شہر

(سید عمار احمد)

ارشاد بابت بوٹر

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

چوتھی شرط امن ہے۔ یہ امن کی شرط انسان کے اپنے اختیار میں نہیں ہے۔ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے اس کا انحصار علی الخصوص سلطنت پر رکھا گیا ہے۔ جس قدر سلطنت نیک نیت اور اس کا دل کھوٹ سے پاک ہو گا اسی قدر یہ شرط زیادہ صفائی سے پوری ہو گی۔ اب اس زمانہ میں امن کی شرط اعلیٰ درجہ پر پوری ہو رہی ہے۔ میں خوب یقین رکھتا ہوں کہ سکھوں کے زمانہ کے دن انگریزوں کے زمانہ کی راتوں سے بھی بہت کم درجہ پر تھے۔ یہاں سے قریب ہی بوٹر ایک گاؤں ہے۔ وہاں اگر کوئی عورت جایا کرتی تھی تو رو رو کر جایا کرتی تھی کہ خدا جانے پھر واپس آنا ہو گا یا نہیں۔ اب یہ حالت ہے کہ زمین کی انتہا تک چلا جاوے، کسی قسم کا خطرہ نہیں۔ سفر کے وسائل ایسی آسان کر دیئے ہیں کہ ہر قسم کا آرام حاصل ہے۔ گویا گھر کی طرح ریل میں بیٹھا ہوا یا سویا ہوا جہاں چاہے چلا جاوے۔ مال و جان کی حفاظت کے لئے پولیس کا وسیع صیغہ موجود ہے۔ حقوق کی حفاظت کے لئے عدالتیں کھلی ہیں۔ جہاں تک چاہے چلا جاوے۔ یہ کس قدر احسان ہیں جو ہماری عملی آزادی کا موجب ہوئے ہیں۔ پس اگر ایسی حالت میں جب کہ جسم و روح پر بے انتہا احسان ہو رہے ہوں۔ ہم میں صلح کاری اور شکر گزاری کا مادہ پیدا نہیں ہوتا تو تعجب کی بات ہے؟ جو مخلوق کا شکر نہیں کرتا وہ خدا تعالیٰ کا بھی شکر ادا نہیں کر سکتا۔ وجہ کیا ہے؟ اس لئے کہ وہ مخلوق بھی تو خدا ہی کا فرستادہ ہوتا ہے۔ اور خدا ہی کے ارادہ کے تحت میں چلتا ہے۔ الغرض یہ سب امور جو میں نے بیان کئے ہیں ایک نیک دل انسان کو مجبور کر دیتے ہیں کہ وہ ایسی محسن کا شکر گزار ہو۔ یہی وجہ ہے کہ ہم بار بار اپنی تصنیفات میں اور اپنی تقریروں میں گورنمنٹ انگلشیہ کے احسانوں کا ذکر کرتے ہیں، کیونکہ ہمارا دل واقعی اس کے احسانات کی لذت سے بھرا ہوا ہے۔ احسان فراموش انسان نادان اپنی منافقانہ فطرتوں پر قیاس کر کے ہمارے اس طریق عمل کو جو صدق اخلاق سے پیدا ہوتا ہے، جھوٹی خوشامد پر حمل کرتے ہیں۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 437 جدید ایڈیشن)

ارشاد بابت قسطنطنیہ

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

یہ ہمارے دیکھنے کی باتیں ہیں کہ سکھوں کے زمانہ میں مسلمانوں کو کس قدر تکلیف ہوئی تھی۔ صرف ایک گائے کے اتفاقاً ذبح کیے جانے پر سکھوں نے چھ سات ہزار آدمیوں کو تہ تیغ کر دیا تھا اور نیکی کی راہ اس طرح پر مسدود تھی کہ ایک شخص مسمی کے شاہ اس آرزو میں ہاتھ اٹھا اٹھا کر دعائیں مانگتا تھا کہ ایک دفعہ صحیح بخاری کی زیارت ہو جائے اور دعا کر تا کر تا رو پڑتا تھا اور زمانہ کے حالات کی وجہ سے ناامید ہو جاتا تھا۔ آج گورنمنٹ کے قدم کی برکت سے وہی صحیح بخاری چار پانچ روپے میں مل جاتی ہے۔ اور اس زمانہ میں لوگ اس قدر دور جا پڑے تھے کہ ایک مسلمان نے جس کا نام خدا بخش تھا، اپنا نام خدا سنگھ رکھ لیا تھا۔ بلکہ اس گورنمنٹ کے ہم پر اس قدر احسان ہیں کہ اگر ہم یہاں سے نکل جائیں تو نہ ہمارا مکہ میں گزارہ ہو سکتا ہے اور قسطنطنیہ میں، تو پھر کس طرح سے ہو سکتا ہے کہ ہم اس کے بر خلاف کوئی خیال اپنے دل میں رکھیں۔ اگر ہماری قوم کو خیال ہے کہ ہم گورنمنٹ کے بر خلاف ہیں یا ہمارا مذہب غلط ہے تو ان کو چاہیے کہ وہ ایک مجلس قائم کریں اور اس میں ہماری باتوں کو ٹھنڈے دل سے سنیں تا کہ ان کی تسلی ہو اور ان کی غلط فہمیاں دور ہوں۔

جھوٹے کے منہ سے بدبو آتی ہے اور فراست والا اس کو پہچان جاتا ہے۔ صادق کے کام سادگی اور یک رنگی سے ہوتے ہیں اور زمانہ کے حالات اس کے مؤید ہوتے ہیں۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 285 جدید ایڈیشن)

ارشاد بابت گولڑہ

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

اگر ہمارے پاس کوئی دلیل بھی نہ ہوتی؛ تو پھر بھی مسلمانوں کو چاہیے تھا کہ دیوانہ وار پھرتے اور تلاش کرتے کہ مسیح اب تک کیوں نہیں آیا۔ یہ کسر صلیب کے لئے آیا ہے۔ ان کو چاہیے نہیں تھا کہ اس کو اپنے جھگڑوں کے لئے بلاتے۔ اس کا کام کسر صلیب ہے اور اسی کی زمانہ کو ضرورت ہے اور اسی واسطے اس کا نام مسیح موعود ہے۔ اگر ملانوں کو نوع انسان کی بہبودی مدِ نظر ہوتی تو وہ ہر گز ایسا نہ کرتے۔ ان کو سوچنا چاہیے تھا کہ ہم نے فتوے لکھ کر کیا بنا لیا ہے۔ جس کو خدا نے کہا کہ ہو جاوے اس کو کون کہہ سکتا ہے کہ نہ ہووے۔ یہ ہمارے مخالف بھی ہمارے نوکر چاکر ہیں کہ مشرق و مغرب میں ہماری بات کو پہنچا دیتے

ہیں۔ ابھی ہم نے سنا ہے کہ گولڑے والا پیر ایک کتاب ہمارے بر خلاف لکھنے والا ہے۔ سو ہم خوش ہوئے کہ اس کے مریدوں میں سے جس کو خبر نہ تھی، اس کو بھی خبر ہو جاوے گی اور ان کو ہماری کتابوں کے دیکھنے کے لئے ایک تحریک پیدا ہو گی۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 359-360 جدید ایڈیشن)

ارشاد بابت بریلی

چند روز ہوئے بریلی سے ایک شخص نے حضرت کی خدمت میں لکھا۔ کیا آپ وہی مسیح موعود ہیں جس کی نسبت رسول خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) نے احادیث میں خبر دی ہے؟ خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر آپ اس کا جواب لکھیں۔ میں نے معمولاً رسالہ ''تریاق القلوب'' سے دو ایک ایسے فقرے جو اس کا کافی جواب ہو سکتے تھے لکھ دئے۔ وہ شخص اس پر قانع نہ ہوا اور پھر مجھے مخاطب کر کے لکھا کہ میں چاہتا ہوں کہ حضرت مرزا صاحبؑ خود اپنے قلم سے قسمیہ لکھیں کہ آیا وہ وہی مسیح موعود ہیں جس کا ذکر احادیث اور قرآن شریف میں ہے؟ میں نے شام کی نماز کے بعد دوات قلم اور کاغذ حضرت کے آگے رکھ دیا اور عرض کیا کہ ایک شخص ایسا لکھتا ہے۔ حضرت نے فوراً کاغذ ہاتھ میں لیا اور یہ چند سطریں لکھ دیں۔

''میں نے پہلے بھی اس اقرار مفصل ذیل کو اپنی کتابوں میں قسم کے ساتھ لوگوں پر ظاہر کیا ہے اور اب بھی اس پرچہ میں اس خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں، جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ میں وہی مسیح موعود ہوں، جس کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان احادیث صحیحہ میں دی ہے جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور دوسری صحاح میں درج ہیں۔ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۔''

الراقم مرزا غلام احمد عفا اللہ عنہ وایدہ 17 / اگست 1899ء

(ملفوظات جلد اول صفحہ 298 جدید ایڈیشن)

ارشاد بابت بھوپال

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

ان لوگوں نے اپنی راؤں اور خیالوں کو داخل کر کے اصل امر کو بدنما بنانے کی کوشش کی ہے، ان کی وہی مثال ہے مَا دَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖٓ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ (سبا:15) یعنی سلیمان کی موت پر دلالت کرنے والا کوئی امر نہ تھا۔ یہ ساری شرارت گویا دَآبَّةُ الْاَرْضِ کی تھی کہ اس نے عصا کھالیا اور وہ گر پڑا۔ خدا تعالیٰ نے جو کچھ فرمایا ہے وہ سچ ہے۔ یہ قصے اور داستانیں

نہیں ہیں۔ بلکہ یہ حقائق اور معارف ہیں اسلام راستی کا عصا تھا۔ جو اپنے سہارے کھڑا تھا اور اس کے سامنے کوئی آریہ، ہندو، عیسائی دم نہ مار سکتا تھا، لیکن جب سے یہ دَآبَّۃُ الْاَرْضِ پیدا ہوئے اور انھوں نے قرآن کو چھوڑ کر موضوع روایتوں پر اپنا انحصار رکھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہر طرف سے اسلام پر حملے ہونے شروع ہو گئے۔ دَآبَّۃُ الْاَرْضِ کے معنے اصل میں یہ ہیں کہ ایک دیمک ہوتی ہے جس میں کوئی خیر نہیں جو لکڑی اور مٹی وغیرہ کو کھا جاتی ہے۔ اس میں فنا کا مادہ ہے اور اچھی چیز کو فنا کرنا چاہتی ہے۔ اس میں آتشی مادہ ہے

اب اس کا مطلب یہ ہے کہ دَآبَّۃُ الْاَرْضِ اس وقت کے علماء ہیں جو جھوٹے معنے کرتے ہیں اور اسلام پر جھوٹے الزام لگاتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کی عظمت کو حد سے بڑھاتے ہیں اور ان کو خدا تعالیٰ کی صفات سے متصف قرار دیتے ہیں۔ جبکہ ان کو محی اور شافی، عالم الغیب، غیر متغیر وغیرہ مانتے ہیں اور ایسا ہی اسلام پر یہ جھوٹا الزام لگاتے ہیں کہ وہ تلوار کے بدوں نہیں پھیلا۔ بھوپال کے ایک مُلا بشیر نے مجھے دجال کہا، حالانکہ یہ لوگ خود دجال ہیں جو مجھے کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ حق کو چھپاتے ہیں اور اسلام کو بدنام کرتے ہیں۔ غرض عصائے اسلام جس کے ساتھ اسلام کی شوکت اور رعب تھا اور جس کے ساتھ امن اور سلامتی تھی اس دَآبَّۃُ الْاَرْضِ نے گرا دیا۔ پس جیسے وہ دَآبَّۃُ الْاَرْضِ تھا۔

یہ اس سے بدتر ہیں۔ اس سے تو صرف ملک میں فتنہ پڑا تھا مگر ان سے دین میں فساد پیدا ہوا اور ایک لاکھ سے زائد لوگ مرتد ہو گئے۔ ایک وہ وقت تھا کہ اگر ایک مرتد ہو جاتا، تو گویا قیامت آجاتی تھی یا اب یہ حال ہے کہ ایک لاکھ سے زیادہ مرتد ہو گیا اور کسی کو خیال بھی نہیں کئی کروڑ کتابیں اسلام کے خلاف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین اور ہجو میں لکھی گئی ہیں۔ لیکن کسی کو خبر تک بھی نہیں کہ کیا ہو رہا ہے اپنے عیش وعشرت میں مشغول ہیں اور دین کو ایک ایسی چیز قرار دے دیا ہے جس کا نام بھی مہذب سوسائٹی میں لیا جانا گناہ سمجھا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام پر جو اعتراض طبعی فلسفہ کے رنگ میں کیے جاتے ہیں ان کا جواب یہ لوگ نہیں دے سکتے اور کچھ بھی بتا نہیں سکتے، حالانکہ اسلام پر جو اعتراض عیسائی کرتے ہیں۔ وہ خود ان کے اپنے مذہب پر ہوتے ہیں سب سے بڑا اعتراض جہاد پر کیا جاتا ہے۔ لیکن جب غور کیا جائے تو صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ اعتراض خود عیسائیوں کے مسلمات پر پڑتے ہیں۔ اسلام نے جہاد کو اٹھایا اسلام پر اعتراض نہیں۔ ہاں وہ اپنے گھر میں موسیٰ علیہ السلام کی لڑائیوں کا کوئی جواب نہیں دے سکتے اور خود عیسائیوں میں جو مذہبی لڑائیاں ہوئی ہیں اور ایک فرقہ نے دوسرے فرقہ کو قتل کیا۔ آگ میں جلایا اور دوسری قوموں پر جو کچھ ظلم وستم کیا جیسا کہ سپین میں ہوا۔ اس کا کوئی جواب ان عیسائیوں کے پاس نہیں ہے اور قیامت تک یہ اس کا جواب نہیں دے سکتے۔

یہ بات بہت درست ہے کہ اسلام اپنی ذات میں کامل، بے عیب اور پاک مذہب ہے۔ لیکن نادان دوست اچھا نہیں ہوتا۔ اس دَآبَّۃُ الْاَرْضِ نے اسلام کو نادان دوست بن کر جو صدمہ اور نقصان پہنچایا ہے۔ اس کی تلافی بہت ہی مشکل ہے، لیکن

اب خدا تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ اسلام کا نور ظاہر ہوا اور دنیا کو معلوم ہو جاوے کہ سچا اور کامل مذہب جو انسان کی نجات کا متکفل ہے۔ وہ صرف اسلام ہے اس لیے خدا تعالیٰ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا:۔

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بَر منار بلند تر محکم اُفتاد

لیکن ان ناعاقبت اندیش نادان دوستوں نے خدا تعالیٰ کے سلسلہ کی قدر نہیں کی۔ بلکہ یہ کوشش کرتے ہیں کہ یہ نور نہ چمکے یہ اس کو چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر وہ یاد رکھیں کہ خدا تعالیٰ وعدہ کر چکا ہے وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوۡرِہٖ وَ لَوۡ کَرِہَ الۡکٰفِرُوۡنَ (الصف:9)۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 508-510 جدید ایڈیشن)

ارشاد بابت ناگپور

حضرت اقدس حسب معمول وقت مقررہ پر سیر کو نکلے۔ ابتدائے گفتگو میں فرمایا:۔

ہزار ہا بدبخت لوگوں سے قبریں بھری پڑی ہیں۔ ہزاروں نامراد بادشاہ ان میں ہیں۔ ہزاروں ہی بے نصیب ان میں پڑے ہیں۔ انسان اگر اپنے ہی خاندان کی موت پر قیاس کرے تو عبرت حاصل کر سکتا ہے۔ عمر کا سلسلہ اپنے خاندان سے معلوم کر سکتا ہے۔ بعض خاندان ایسے ہوتے ہیں کہ ان کی عمریں پچاس تک پہنچتی ہیں۔ ناگپور اور ممالک متوسطہ کی طرف عمریں بہت ہی چھوٹی ہوتی ہیں۔ اس طرف بھی دیکھا گیا ہے کہ بعض خاندانوں کی عمریں چھوٹی ہوتی ہیں۔ اصل یہ ہے کہ یہ بھید کسی کو معلوم نہیں ہوا۔ انگریز محقق ناحق ٹکریں مارتے پھرتے ہیں کہ زمینداروں کی عمریں زیادہ ہوتی ہیں یا دماغی محنت کرنے والوں کی۔ یہ صرف خیالی باتیں ہیں۔

انسان کی عمر بہت چھوٹی ہوتی ہے۔ بعض حیوانات کی عمریں بہت بڑی ہوتی ہیں۔ مثلاً کچھوہ کی عمر پانچ ہزار برس تک ہوتی ہے۔ اس لیے اس کو عربی میں غَیلم کہتے ہیں۔ کیونکہ یہ گویا ہمیشہ ہی جوان رہتا ہے۔ سانپ کی عمر بھی بڑی ہوتی ہے۔ ہزار ہزار برس تک۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 181 جدید ایڈیشن)

ارشاد بابت مردان

ہمارے ناظرین منشی شاہدین صاحب سٹیشن ماسٹر مردان سے خوب واقف ہیں وہ اس سلسلہ میں قابل قدر شخص ہیں تبلیغ اور اشاعت کا سچا شوق رکھتے ہیں جہاں جاتے ہیں ایک جماعت ضرور بنا دیتے ہیں۔ الحکم خاص معاونین میں سے ہیں بہر حال ناظرین یہ بھی جانتے ہیں کہ مردان میں بعض شریر النفس لوگوں کی طرف سے ان کو سخت ایذائیں دی گئیں اور آخر ان کی شرارت سے ان کی تبدیلی ہوگئی۔ حضرت اقدس کے حضور جب ان کی تکالیف اور مصائب کا ذکر ہوا تھا تو آپ نے صبر اور استقامت کی تعلیم دی تھی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آخر خدا تعالیٰ نے اظہار حق کیا۔ افسران بالا دست نے بدوں کسی قسم کی تحریک کے جو منشی صاحب کی طرف سے کی جاتی از خود اس مقدمہ کی تفتیش کی اور انجام کار منشی شاہدین صاحب ترقی پر گوجر خان ایک عمدہ سٹیشن پر تبدیل ہوئے اور ان کے متعلق بہت ہی اطمینان بخش رائے افسروں نے قائم کی۔ غرض جب منشی صاحب کی اس کامیابی کا ذکر ہوا فرمایا۔

عاقبت متقی کے لئے ہے۔ بر گردن او بماند و بر ما بگذشت والا معاملہ ہو گیا۔ خدا تعالیٰ نیک نیت حاکم کو اصلیت سمجھا دیتا ہے اگر اصلیت نہ سمجھیں تو پھر اندھیر پیدا ہو۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 312 جدید ایڈیشن)

ارشاد بابت بہلول پور

چوہدری عبد اللہ خان صاحب نمبر دار بہلول پور نے سوال کیا کہ حکام اور برادری سے کیا سلوک کرنا چاہیے۔

فرمایا: ہماری تعلیم تو یہ ہے کہ سب سے نیک سلوک کرو۔ حکام کی سچی اطاعت کرنی چاہیے کیونکہ وہ حفاظت کرتے ہیں۔ جان اور مال ان کے ذریعہ امن میں ہے اور برادری کے ساتھ بھی نیک سلوک اور برتاؤ کرنا چاہیے کیونکہ برادری کے بھی حقوق ہیں البتہ جو متقی نہیں اور بدعات وشرک میں گرفتار ہیں اور ہمارے مخالف ہیں ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہیے تاہم ان سے نیک سلوک کرنا ضرور چاہیے۔ ہمارا اصول تو یہ ہے کہ ہر ایک سے نیکی کرو۔ جو دنیا میں کسی سے نیکی نہیں کر سکتا وہ آخرت میں کیا اجر لے گا۔ اس لیے سب کے لیے نیک اندیش ہونا چاہیے۔ ہاں مذہبی امور میں اپنے آپ کو بچانا چاہیے۔ جس طرح پر طبیب ہر مریض کی خواہ ہندو ہو یا عیسائی یا کوئی ہو غرض سب کی تشخیص اور علاج کرتا ہے۔ اسی طرح پر نیکی کرنے میں عام اصولوں کو مد نظر رکھنا چاہیے۔

اگر کوئی یہ کہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں کفار کو قتل کیا گیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ لوگ اپنی شرارتوں اور ایذارسانیوں سے بہ سبب بلاوجہ قتل کرنے مسلمانوں کے مجرم ہو چکے تھے۔ ان کو جو سزا ملی وہ مجرم ہونے کی حیثیت سے تھی۔ محض انکار اگر سادگی سے ہو اور اس کے ساتھ شرارت اور ایذارسانی نہ ہو تو وہ اس دنیا میں عذاب کا موجب نہیں ہوتا۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 118 جدید ایڈیشن)

ارشاد بابت قاضی کوٹ

قاضی محمد عالم صاحب سکنہ قاضی کوٹ نے اپنی بیماری کے ایام میں قاضی ضیاء الدین صاحب سکنہ قاضی کوٹ کو جو قادیان میں تھے حضرت اقدس کی خدمت میں دعا کے لئے عرض کرنے کو لکھا جس پر حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا:

"میں ضرور دعا کروں گا۔ آپ محمد عالم کو تسلی دیں۔ احمد شاہ کی طرف وہم کے طور پر بھی خیال نہ لے جاویں۔ واقعی وہ کچھ بھی نہیں۔ یہ وسوسہ شرک سمجھیں۔ عوام کا بہکانا، طعن و تشنیع جتنا اثر کرے گا اسی قدر اپنے راستہ کو خالی تصور کریں۔ کامل یقین والوں کو شیطان چھو بھی نہیں سکتا۔ میرا تو یقین ہے کہ حضرت آدم کی استعداد میں کسی قدر تساہل تھا۔ تب ہی تو شیطان کو وسوسہ کا قابو مل گیا۔ وَاللّٰہِ! اگر اس جگہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو ہر قابل کھڑا کیا جاتا تو شیطان کا کچھ بھی پیش نہ جاتا۔"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 81-82 جدید ایڈیشن)

ارشاد بابت کوٹ کپورہ

ایک ہندو فقیر کوٹ کپورہ سے آیا ہوا تھا جو آج صبح بھی ملا تھا۔ اس وقت پھر اس نے سلام کیا۔ حضرت اقدس نے نہایت شفقت سے فرمایا کہ:۔

یہ ہمارا مہمان ہے اس کے کھانے کا انتظام بہت جلد کر دینا چاہیے۔

چنانچہ ایک شخص کو حکم دیا گیا اور وہ ایک ہندو کے گھر اس کو کھانا کھلانے کے لئے لے گیا۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 204 جدید ایڈیشن)

ارشاد بابت دھرم کوٹ

مولوی عبداللہ صاحب کشمیری نے دھرم کوٹ میں جوان کا مباحثہ ہوا تھا اس کا مختصر سا تذکرہ کیا اور مہر نبی بخش صاحب بٹالوی کا بھی ذکر کیا کہ وہ وہاں آئے تھے اور انہوں نے ایک مختصر سی تقریر کی تھی۔ مولوی عبداللہ صاحب نے کہا کہ وہ بار بار یہ اعتراض کرتے تھے کہ مرزا صاحب کا نام قرآن سے نکال کر دکھاؤ اس پر حضرت اقدس نے فرمایا کہ:۔

وہ احمق نہیں جانتے کہ اگر خدا تعالیٰ ایسے صاف طور پر کہتا تو اختلاف کیوں ہوتا؟ یہودی اسی طرح تو ہلاک ہو گئے۔ بات یہ ہے کہ اگر خدا اس طرح پر پردہ بر انداز کلام کرے تو ایمان ایمان ہی نہ رہے۔ فراست سے دیکھنا چاہیے کہ حق کیا ہے؟ ہماری تائید میں تو اس قدر دلائل ہیں کہ فراست والا سیر ہو کر کہتا ہے کہ یہ صحیح ہے۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 205 جدید ایڈیشن)

ارشاد بابت ٹانڈہ

ایک مرتبہ ایک شخص میرے پاس نور محمد نام ٹانڈہ سے آیا تھا۔ اس نے کہا کہ غلام محبوب سبحانی نے ولی ہونے کا سرٹیفکیٹ دے دیا ہے۔ اب ولایت کا معیار یہی رہ گیا ہے کہ غلام محبوب سبحانی یا کسی نے سرٹیفکیٹ دے دیا۔ حالانکہ ولایت ملتی نہیں جب تک انسان خدا کے لئے موت اختیار کرنے کے لئے طیار نہ ہو جاوے۔ دنیا میں بہت سے لوگ اس قسم کے ہیں جن کو کچھ بھی معلوم نہیں کہ وہ دنیا میں کیوں آئے ہیں۔ حالانکہ یہی پہلا سوال ہے جس کو اسے حل کرنا چاہیے۔ خود شناسی کے بعد خدا شناسی پیدا ہوتی ہے جب وہ اپنے فرائض کو سمجھتا ہے اور مقاصد زندگی پر غور کرتا ہے۔ اسے معلوم ہوتا ہے کہ میری زندگی کی غرض خدا شناسی ہے اور اس پر ایمان لاتا اور اس کی عبادت کرتا ہے۔ تب وہ فرائض کو ادا کرتا اور نوافل کو شناخت کرتا ہے۔ و ہ روحانیت جو ایمان کے بعد پیدا ہوتی ہے اب اسے تلاش کرو کہ کہاں ہے؟ نہ مولویوں میں ہے نہ راگ سننے والے صوفیوں میں۔ یہ گوسالہ صورت ہیں روحانیت سے بے خبر ہو کر ہزار سال تک بھی اگر نعرے مارتے رہیں تو کچھ نہیں بنتا۔

یہ لُحُوم اور دِمَاء ہیں تقویٰ نہیں، پھر لُحُوم اور دِمَاء اللہ تعالیٰ کو کیسے پہنچ سکتا ہے۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 87-88 جدید ایڈیشن)

ارشادات بابت علی گڑھ

ایک علی گڑھی طالب العلم نے اپنی حالت کا ذکر کیا کہ نماز میں سستی ہو جاتی ہے اور میرے ہم مجلسوں نے اس پر اعتراض کیا اور ان کے اعتراض نے مجھے بہت کچھ متاثر کیا اس لیے حضور کوئی علاج اس سستی کا بتائیں۔

فرمایا:۔ جب تک خوفِ الٰہی دل پر طاری نہ ہو گناہ دور نہیں ہو سکتا اور پھر یہ بھی ضروری ہے کہ جہاں تک موقع ملے ملاقات کرتے رہو ہم تو اپنی جماعت کو قبر کے سر پر رکھنا چاہتے ہیں کہ قبر ہر وقت مد نظر ہو لیکن جو اس وقت نہیں سمجھے گا وہ آخر خدا تعالیٰ کے قہری نشان سے سمجھے گا۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 251 جدید ایڈیشن)

حضرت اقدس حسب دستور سیر کے لئے تشریف لائے اور روانہ ہوتے ہی عرب صاحب نے انگریزی قطع وضع پر کچھ ذکر چھیڑا۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ:۔
انسان کو جیسے باطن میں اسلام دکھلانا چاہیے ویسے ہی ظاہر میں بھی دکھلانا چاہیے۔ ان لوگوں کی طرح نہ ہونا چاہیے کہ جنہوں نے آجکل علیگڑھ میں تعلیم پا کر کوٹ پتلون وغیرہ سب کچھ ہی انگریزی لباس اختیار کر لیا ہے حتی کہ وہ پسند کرتے ہیں کہ ان کی عورتوں کی وضع بھی انگریزی عورتوں کی طرح ہو اور ویسے ہی لباس وغیرہ وہ پہنیں۔ جو شخص ایک قوم کے لباس کو پسند کرتا ہے تو پھر وہ آہستہ آہستہ اس قوم کو اور پھر ان کے دوسرے اوضاع واطوار اور حتی کہ مذہب کو بھی پسند کرنے لگتا ہے۔ اسلام نے سادگی کو پسند کیا ہے اور تکلفات سے نفرت کی ہے۔

چھری کانٹے سے کھانے پر فرمایا کہ:۔
شریعت اسلام نے چھری سے کاٹ کر کھانے سے تو منع نہیں کیا۔ ہاں تکلف سے ایک بات یا فعل پر زور ڈالنے سے منع کیا ہے۔ اس خیال سے کہ اس قوم سے مشابہت نہ ہو جاوے ورنہ یوں تو ثابت ہے کہ آنحضرتؐ نے چھری سے گوشت کاٹ کر کھایا۔ اور یہ فعل اس لئے کیا کہ تا امت کو تکلیف نہ ہو۔ جائز ضرورتوں پر اس طرح کھانا جائز ہے۔ مگر بالکل اس کا پابند ہونا اور تکلف کرنا (اور کھانے کے دوسرے طریقوں کو حقیر جاننا) منع ہے کیونکہ پھر آہستہ آہستہ انسان کی نوبت تتبع کی یہاں تک پہنچ جاتی ہے۔ کہ وہ ان کی طرح طہارت کرنا بھی چھوڑ دیتا ہے۔

مَنْ تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَھُوَ مِنْھُمْ سے مراد یہی ہے کہ التزاماً ان باتوں کو نہ کرے ورنہ بعض وقت ایک جائز ضرورت کے لحاظ سے کر لینا منع نہیں ہے جیسے کہ بعض دفعہ کام کی کثرت ہوتی ہے اور بیٹھے لکھتے ہوتے ہیں تو کہہ دیا کرتے ہیں کہ کھانا میز پر لگا

دو اور اس پر کھا لیتے ہیں اور صف پر بھی کھا لیتے ہیں۔ چارپائی پر بھی کھا لیتے ہیں تو ایسی باتوں میں صرف گذارہ کو مد نظر رکھنا چاہیے۔

تشبیہ کے معنے اس حدیث میں یہی ہیں کہ اس لکیر کو لازم پکڑ لینا۔ ورنہ ہمارے دین کی سادگی تو ایسی شے ہے کہ جس پر دیگر اقوام نے رشک کھایا ہے اور خواہش کی ہے کہ کاش ان کے مذہب میں یہ ہوتی اور انگریزوں نے اس کی تعریف کی ہے اور اکثر اصول ان لوگوں نے عرب سے لے کر اختیار کئے ہیں مگر اب رسم پرستی کی خاطر وہ مجبور ہیں۔ ترک نہیں کر سکتے۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 48-49 جدید ایڈیشن)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 03 نومبر 2021ء)

(قسط 8)

ارشادات حضرت مسیح موعودؑ بابت مختلف ممالک و شہر

(سید عمار احمد)

ارشادات بابت گورداسپور

بعد نماز عید الفطر ظہر کے وقت جب حضرت اقدس مسجد میں تشریف لائے تو بعض احباب نے ذکر کیا کہ گورداسپور میں چند ایک شخص ایسے ہیں جن کو بڑا اشتیاق حضور کی زبان مبارک سے دعویٰ کے دلائل سننے کا ہے۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ:۔
اگر کوئی تقریب نکل آئی تو ان شاء اللہ وہاں ایک مجمع کر کے بیان کر دیئے جاویں گے اصل ذریعہ تبلیغ کا تقریر ہی ہیں اور انبیاء اس کے وارث ہیں۔ اب انگریزوں نے اسی کی تقلید کی ہے۔ بڑی بڑی یونیورسٹیوں میں ان کا طریق تعلیم یہی ہے کہ تقریروں کے ذریعہ سے تعلیم دی جاتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعض وقت اس قدر لمبی تقریر فرماتے تھے صبح سے لے کر عشاء تک ختم نہ ہوتی تھی۔ درمیان میں نمازیں آجاتیں تو آپ ان کو ادا کر کے پھر تقریر شروع کر دیتے تھے۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 349 جدید ایڈیشن)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:
ہم اس اعتراض کا واضح جواب دینے سے پیشتر ایک ضروری امر اور بیان کرنا چاہتے ہیں۔ ہر ایک مسلمان کو یاد رہے کہ ہم بلحاظ گورنمنٹ کے ہندوستان کو دارالحرب نہیں کہتے اور یہی ہمارا مذہب ہی؛ اگرچہ اس مسئلہ میں علماء مخالفین نے ہم سے سخت اختلاف کیا ہے اور اپنی طرف سے کوئی دقیقہ ہم کو تکلیف دہی کا انھوں نے باقی نہیں رکھا مگر ہم ان عارضی تکالیف اور اپنی ضرر رسانیوں کے خوف سے حق کو کیونکر چھوڑ سکتے ہیں۔ ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ حکومت کے لحاظ سے ہندوستان ہرگز ہرگز دارالحرب نہیں ہے۔ ہمارا مقدمہ ہی دیکھ لو۔ اگر یہی مقدمہ سکھوں کے عہد حکومت میں ہوتا اور دوسری طرف ان کا کوئی گرو یا برہمن ہوتا تو بدوں کسی قسم کی تحقیق و تفتیش کے ہم کو پھانسی دے دینا کوئی بڑی بات نہ تھی مگر انگریزوں کی سلطنت اور عہد حکومت ہی کی یہ خوبی ہے کہ مقابل میں ایک ڈاکٹر اور پھر مشہور پادری ہے لیکن تحقیقات اور عدالت کی کارروائی میں کوئی سختی کا برتاؤ نہیں کیا جاتا۔ کیپٹن ڈگلس نے اس بات کی ذرا بھی پروا نہیں کی کہ پادری صاحب کی ذاتی وجاہت

یا ان کے اپنے عہدہ اور درجہ کا لحاظ کیا جاوے؛ چنانچہ انہوں نے لیمار چنڈ صاحب سے جو پولیس گورداسپور کے اعلیٰ افسر ہیں، یہی کہا کہ ہمارا دل تسلی نہیں پکڑتا۔ پھر عبدالحمید سے دریافت کیا جاوے۔ آخرکار انصاف کی رو سے ہم کو اس نے بری ٹھہرایا۔ پھر یہ لوگ ہم کو ارکان مذہب کی بجا آوری سے نہیں روکتے، بلکہ بہت سے برکات اپنے ساتھ لے کر آئے، جس کی وجہ سے ہم کو اپنے مذہب کی اشاعت کا خاطر خواہ موقع ملا اور اس قسم کا امن اور آرام نصیب ہوا کہ پہلی حکومتوں میں ان کی نظیر نہیں ملتی۔ پھر یہ صریح ظلم اور اسلامی تعلیم اور اخلاق سے بعید ہے کہ ہم ان کے شکر گزار نہ ہوں۔ یاد رکھو! انسان جو اپنے جیسے انسان کی نیکیوں کا شکر گزار نہیں ہوتا، وہ خدا تعالیٰ کا بھی شکر گزار نہیں ہو سکتا؛ حالانکہ وہ اسے دیکھتا ہے۔ تو غیب الغیب ہستی کے انعامات کا شکر گزار کیونکر ہو گا، جس کو وہ دیکھتا بھی نہیں، اس لیے محض حکومت کے لحاظ سے ہم اس کو دارالحرب نہیں کہتے۔

ہاں! ہمارے نزدیک ہندوستان دارالحرب ہے بلحاظ قلم کے۔ پادری لوگوں نے اسلام کے خلاف ایک خطرناک جنگ شروع کی ہوئی ہے۔ اس میدان جنگ میں وہ نیزہ ہائے قلم لے کر نکلے ہیں نہ سنان و تفنگ لے کر۔ اس لیے اس میدان میں ہم کو جو ہتھیار لے کر نکلنا چاہیے وہ قلم اور صرف قلم ہے۔ ہمارے نزدیک ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اس جنگ میں شریک ہو جاوے۔ اللہ اور اس کے برگزیدہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر وہ دل آزار حملے کئے جاتے ہیں کہ ہمارا تو جگر پھٹ جاتا اور دل کانپ اٹھتا ہے۔ کیا امہات المومنین دربار مصطفائی کے اسرار جیسی گندی کتاب دیکھ کر ہم آرام کر سکتے ہیں، جس کا نام بھی اس طرز پر رکھا گیا ہے۔ جیسے ناپاک ناولوں کے نام ہوتے ہیں۔ تعجب کی بات ہے کہ دربار لنڈن کے اسرار جیسی کتابیں تو گورنمنٹ کے اپنے علم میں بھی اس قابل ہوں کہ اس کی اشاعت بند کی جائے مگر آٹھ کروڑ مسلمانوں کی دلآزاری کرنے والی کتاب کو نہ روکا جائے۔ ہم خود گورنمنٹ سے اس قسم کی درخواست کرنا ہرگز ہرگز نہیں چاہتے بلکہ اس کو بہت ہی نامناسب خیال کرتے ہیں۔ جیسا کہ ہم نے اپنے میموریل کے ذریعہ سے واضح کر دیا، لیکن یہ بات ہم نے محض اس بنا پر کہی ہے کہ بجائے خود گورنمنٹ کا اپنا فرض ہے کہ وہ ایسی تحریروں کا خیال رکھے۔ بہر حال گورنمنٹ نے عام آزادی دے رکھی ہے کہ اگر عیسائی ایک کتاب اسلام پر اعتراض کرنے کی غرض سے لکھتے ہیں تو مسلمانوں کو آزادی کے ساتھ اس کا جواب لکھنے اور عیسائی مذہب کی تردید میں کتابیں لکھنے کا اختیار ہے۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 200-201 جدید ایڈیشن)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو 15/ جولائی 1901ء کو اس مقدمہ میں جو میرزا نظام الدین وغیرہ پر مسجد کا راستہ جو شارع عام ہے بند کرنے کی وجہ سے کیا گیا ہے فریق ثانی کی درخواست پر بغرض ادائے شہادت جانا پڑا۔ گورداسپور کو جاتے ہوئے راستہ میں ایک بہت بڑی نہر آتی ہے اور ایک مقام پر وہ نہر دو بڑے شعبوں میں منقسم ہو کر بہتی ہے اس مقام کا نام ہم

نے اپنے اس سفر نامہ میں مَجْمَعُ الْبَحْرَیْن رکھا جو احباب یکوں پر سوار گئے تھے وہ وہاں پہلے پہنچے اس لئے حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انتظار میں شہر گئے چنانچہ کوئی آدھ گھنٹہ کے انتظار کے بعد حضرت اقدس کی سواری آ پہنچی۔ حضرت اقدس نے کھانا کھانے کا حکم دیا۔ دستر خوان بچھایا گیا۔ احباب نے کھانا کھایا۔ اس وقت کچھ باتوں کا سلسلہ چل پڑا۔ حضرت اقدس نے فرمایا۔

”متقی کی تائید خود خدا تعالیٰ فرماتا ہے مومن کی تو شان ہی کے خلاف ہے کہ وہ منصوبہ کرے۔“

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 182 جدید ایڈیشن)

گورداسپور میں حضرت اقدس نے مولانا مولوی محمد علی صاحب کی تجویز کے موافق ان کے خسر منشی نبی بخش صاحب رئیس گورداسپور کے عالیشان مکان میں قیام فرمایا۔ مقدمہ کے متعلق باتوں کا سلسلہ شروع ہو گیا اور کسی کے یہ کہنے پر کہ فریق مخالف نے بہت بیہودہ جرح کرنے کا ارادہ کیا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا۔

”میں اس بات کی کچھ پرواہ نہیں کرتا۔ مومن کا ہاتھ اوپر ہی پڑا ہے یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ کافروں کی تدبیریں ہمیشہ الٹی ہو کر ان پر ہی پڑا کرتی ہیں مَکَرُوْا وَ مَکَرَ اللّٰہُ ؕ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمٰکِرِیْنَ (اٰلِ عمران:55)۔ میں یہ اچھی طرح جانتا ہوں کہ ان لوگوں کو میرے ساتھ ذاتی عداوت اور بغض ہے اور اس کی وجہ یہی ہے کہ میں ملل باطلہ کے رد اور ہلاک کرنے کے لئے مامور کیا گیا ہوں۔ میں جانتا ہوں اور میں اس میں ہرگز مبالغہ نہیں کرتا کہ ملل باطلہ کے رد کرنے کے لئے جس قدر جوش مجھے دیا گیا ہے میرا قلب فتویٰ دیتا ہے کہ اس تردید وابطال ملل باطلہ کے لئے اگر تمام روئے زمین کے مسلمان ترازو کے ایک پلہ میں رکھے جائیں اور میں اکیلا ایک طرف تو میرا پلہ ہی وزن دار ہو گا۔ آریہ، عیسائی اور دوسری باطل ملتوں کے ابطال کے لئے جب میرا جوش اس قدر ہے پھر اگر ان لوگوں کو میرے ساتھ بغض نہ ہو تو اور کس کے ساتھ ہو۔ ان کا بغض اسی قسم کا ہے جیسے جانوروں کا ہوتا ہے۔ تین دن ہوئے مجھے الہام ہوا تھا اِنِّیْ مَعَ الْاَفْوَاجِ اٰتِیْکَ بَغْتَۃً میں حیران ہوں یہ الہام مجھے بہت مرتبہ ہوا ہے اور عموماً مقدمات میں ہوا ہے۔ اَفْوَاجِ کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ مقابل میں بھی بڑے بڑے منصوبے کئے گئے ہیں اور ایک جماعت ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کا جوش نفسانی نہیں ہوتا ہے، اس کے تو انتقام کے ساتھ بھی رحمانیت کا جوش ہوتا ہے۔ پس جب وہ اَفْوَاجِ کے ساتھ آتا ہے تو اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ مقابل میں بھی فوجیں ہیں۔ جب تک مقابل کی طرف سے جوش انتقام کی حد نہ ہو جاوے خدا تعالیٰ کی انتقامی قوت جوش میں نہیں آتی۔“

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 182-183 جدید ایڈیشن)

آج دس بجے کے بعد حضرت اقدس کو شہادت میں پیش ہونا تھا۔ منشی فیض رحمان صاحب ٹریژری کلارک گورداسپور نے مقدمہ کے لئے دعا کے واسطے عرض کیا۔ حضرت اقدس نے ان کو مخاطب کر کے فرمایا:۔

میرا مذہب تو یہ ہے کہ جس کو بلا سے بچنا ہو وہ پوشیدہ طور پر خدا سے صلح کر لے۔ اور اپنی ایسی تبدیلی کر لے کہ خود اسے محسوس ہووے کہ میں وہ نہیں ہوں۔ خدا تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْ ا مَا بِاَنْفُسِهِمْ (الرعد:12) سچے مذہب کی جڑ خدا پر ایمان ہے اور خدا پر ایمان چاہتا ہے کہ سچی پرہیز گاری ہو۔ خدا کا خوف ہو۔ تقویٰ والے کو خدا تعالیٰ کبھی ضائع نہیں کرتا۔ وہ آسمان سے اس کی مدد کرتا ہے۔ فرشتے اس کی مدد کو اترتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر کیا ہو گا کہ متقی سے معجزہ ظاہر ہو جاتا ہے۔ اگر انسان خدا تعالیٰ کے ساتھ پوری صفائی کر لے اور ان افعال اور اعمال کو چھوڑ دے جو اس کی نارضامندی کا موجب ہیں تو وہ سمجھ لے کہ ہر ایک کام برکت سے طے پا جائے گا۔ ہمارا ایمان تو آسمانی کارروائیوں ہی پر ہے۔ یہ سچی بات ہے کہ اگر خدا تعالیٰ کسی کا ہو جائے تو سارا جہان اپنی مخالفت سے کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتا۔ جس کو خدا محفوظ رکھنا چاہے اس کو گزند پہنچانے والا کون ہو سکتا ہے؟

پس خدا پر بھروسا کرنا ضروری ہے اور یہ بھروسا ایسا ہونا چاہیے کہ ہر ایک شے سے بکلی یاس ہو۔ اسباب ضروری ہیں مگر خلق اسباب بھی تو خدا تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ وہ ہر ایک سبب کو پیدا کر سکتا ہے اس لئے اسباب پر بھی بھروسہ نہ کرو۔ اور یہ بھروسہ یوں پیدا ہوتا ہے کہ نمازوں کی پابندی کرو اور نمازوں میں دعاؤں کا التزام رکھو۔ ہر ایک قسم کی لغزش سے بچنا چاہیے اور ایک نئی زندگی کی بنیاد ڈالنی چاہیے۔ یہ یاد رکھو! عزیز بھی ایسے دوست نہیں ہوتے جیسے خدا عزیز ہوتا ہے۔ وہ راضی ہو تو کل جہان راضی ہو جاتا ہے اگر وہ کسی پر رضامندی ظاہر کرے تو الٹے اسباب کو سیدھا کر دیتا ہے۔ مضر کو مفید بنا دیتا ہے یہی تو اس کی خدائی ہے۔

ہاں یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جس کے لئے دعا کی جاتی ہے اس کو ضروری ہے کہ خود اپنی صلاحیت میں مشغول رہے۔ اگر وہ کسی اور پہلو سے خدا کو ناراض کر دیتا ہے تو وہ دعا کے اثر کو روکنے والا ٹھہرتا ہے۔ مسنون طریق پر اسباب سے مدد لینا گناہ نہیں ہے مگر مقدم خدا کو رکھے اور ایسے اسباب اختیار نہ کرے جو خدا تعالیٰ کی ناراضی کا موجب ہوں۔

میں بھی ان شاء اللہ تعالیٰ دعا کروں گا تم خود اپنی صلاحیت میں مشغول ہو۔ اور خدا تعالیٰ سے صلح کرو کہ وہی کارساز ہے۔

جس روز رات کو گورداسپور پہنچے تھے حضرت اقدسؑ کی طبیعت کسی قدر ناساز تھی بایں ہمہ حضرت اقدسؑ نے تمام احباب کو جو ساتھ تھے آرام کرنے اور سو جانے کی ہدایت فرمائی تھی چنانچہ تعمیل ارشاد کے لئے متفرق مقامات پر احباب جا کر سو رہے۔ برادرم عبد العزیز صاحب اور دو تین اور دوست اس مکان میں رہے جہاں حضرت اقدس آرام کرتے تھے۔ ساری رات حضرت اقدس ناسازی طبیعت اور شدت حرارت کی وجہ سے سو نہ سکے۔ چونکہ بار بار رفع حاجت کی ضرورت محسوس ہوتی تھی اس لئے بار بار اٹھتے تھے۔ حضرت اقدس ارشاد فرماتے تھے کہ ”میں حیران ہوں منشی عبد العزیز صاحب ساری رات یا تو

سوئے ہی نہیں اور یا اس قدر ہوشیاری سے پڑے رہے کہ ادھر میں سر اٹھاتا تھا ادھر منشی صاحب فوراً اٹھ کر اور لوٹا لے کر حاضر ہو جاتے تھے۔ گویا ساری رات یہ بندہ خدا جاگتا ہی رہا۔ اور ایسا ہی دوسری رات بھی'' پھر فرمایا کہ ''در حقیقت آداب مرشد اور خدمت گزاری ایسی شے ہے جو مرید و مرشد میں ایک گہرا رابطہ پیدا کر کے وصول الی اللہ اور حصول مرام کا نتیجہ پیدا کرتی ہے۔ اس خلوص اور اخلاص کو جو منشی صاحب میں ہے ہماری جماعت کے ہر فرد کو حاصل کرنا چاہیے۔

جب دس بج چکے تو حضرت اقدس نے کچہری کو چلنے کا حکم دیا چنانچہ ارشاد عالی سنتے ہی خدام اٹھ کھڑے ہوئے اور اس طرح پر کوئی چالیس آدمیوں کے حلقہ میں خدا کا برگزیدہ ادائے شہادت کے لئے چلا۔ راستہ میں لوگ دوڑ دوڑ کر زیارت کرتے تھے۔ آخر ضلع کی کچہری آگئی اور کچہری کے سامنے جو پختہ تالاب ہے اس کے جنوب اور شرقی گوشہ پر دری بچھائی گئی اور حضرت اقدس تشریف فرما ہوئے۔ حضور کا تشریف رکھنا ہی تھا کہ ساری کچہری امنڈ آئی اور اس دری کے گرد ایک دیوار بن گئی زائرین کا ہجوم دمبدم بڑھتا جاتا تھا ایک آتا تھا دوسرا جاتا تھا چونکہ تیسری یا چوتھی دفعہ تھی جو حضور گورداسپور کی کچہری میں رونق بخش ہوئے۔ پہلے اور طرف بیٹھا کرتے تھے۔ اس طرف بیٹھنے کے لئے یہ پہلی مرتبہ تھی آپ نے فرمایا ''یہ جگہ باقی رہ گئی تھی۔''

اسی عرصہ میں ایک شخص معزز حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بڑے تپاک اور خندہ پیشانی سے حضرت سے مصافحہ کیا اور کچھ باتیں کرتے رہے اور اپنے لڑکے کے لئے جو بیمار تھا دعا کے لئے عرض کی۔ آپ نے دعا کا وعدہ فرمایا پھر اس نے عرض کی کہ جناب ہمارے لئے ہی یہاں تشریف لائے ہیں اور خدا تعالیٰ نے ہمارے واسطے ہی آپ کی تشریف آوری کی سبیل پیدا کی ہے کہ ہم مشتاقوں کو بھی آپ کی زیارت سے سعادت مند و بہرہ ور فرمائے۔ حضرت نے جواباً ارشاد فرمایا ''ہاں ایسا ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ ان لوگوں کو بھی جو قادیان میں کسی وجہ سے نہیں آسکتے اور اپنے اندر اخلاص رکھتے ہیں ہماری ملاقات سے محروم نہ رکھے۔ فرمایا ''لکھا ہے کہ دو بزرگ ایک حضرت سید عبد القادر جیلانی کے مرشد حضرت ابو سعید اور ایک اور بزرگ ایک مقام میں جمع ہوئے اور یہ گفتگو ہوئی کہ حضرت اقدس و اکرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ سے مدینہ میں ہجرت کرا کر کیوں خدا تعالیٰ لے گیا۔ ان دونوں بزرگوں میں سے ایک نے فرمایا کہ مصلحت و حکمت الٰہی اس بات کی مقتضی تھی کہ جو مراتب اور علو درجات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کرنے تھے وہ اس ہجرت اور سفر اور مصائب و تکالیف شدیدہ کے برداشت کرنے سے آپ کو عنایت فرمائے۔ دوسرے بزرگ نے فرمایا کہ میرے خیال میں یہ آتا ہے کہ مدینہ میں بہت سی ایسی روحیں پر جوش اور با اخلاص اور خدا تعالی کی طرف دوڑنے والی تھیں جو ایک ذریعہ عظیمہ اور سبب کبریٰ کو چاہتی تھیں اور وہ بباعث کسی سبب یا بے دست و پا ہونے کے کہیں جا نہیں سکتی تھیں سو ان کے تکمیل کے لئے خداوند جل شانہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ میں پہنچایا۔ غرض ان بزرگوں نے اپنے اپنے خیال کے مطابق یہ دو باتیں بیان کیں اور دونوں ہی باتیں سچی تھیں سو خدا تعالیٰ جو ہمیں گورداسپور لایا اور وہ اپنی مرضی اور حکمت کے رو سے لایا نہ ہم خود اپنی مرضی اور خواہش

سے آئے۔ خدا ہی جانے اس میں کیا اس کی حکمتیں اور مصلحتیں ہیں اور ہمارے زریعہ یا ہمارے وجود سے حق کی کیا کیا تبلیغ اور سچائی کی کیا کیا حجتیں پوری ہوں گی اور خدا کے علم میں اور کیا کیا باتیں ہیں جو ہمیں معلوم نہیں۔ خدا تعالیٰ اپنی حکمتوں سے خوب واقف ہے۔" پھر آپ نے چند نصیحتیں کئی پیرایوں میں تقویٰ و طہارت اختیار کرنے اور برائیوں سے بچنے اور صدق اور راستی کے قبول کرنے کی نسبت بیان فرمائیں۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 183-187 جدید ایڈیشن)

مولوی عبد الکریم صاحب نے ایک شہادت پر گورداسپور جانا تھا۔ اس پر مولوی صاحب نے کہا کہ میں یہاں سے باہر جانا نہیں چاہتا مگر اب تو اللہ تعالیٰ لے چلا ہے خود تو میں نہیں جاتا۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ:۔
قِیَامٌ فِیْ مَآ اَقَامَ اللہُ یہی تو ہے۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 438 جدید ایڈیشن)

یہاں تک آپ نے تقریر کی تھی اتنے میں مولوی عبد الکریم صاحب گورداسپور سے اور دیگر احباب آگئے اور حالات سفر وغیرہ سناتے رہے۔ مولوی عبد الکریم صاحب کے سفر میں ہر ایک قسم کے عوارض اور شکایت سے محفوظ رہنے پر حضرت اقدس نے فرمایا کہ:۔
ہمارا ایمان ہے کہ سب اس کے ہاتھ میں ہے خواہ اسباب سے کرے خواہ بلا اسباب کے۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 440-441 جدید ایڈیشن)

اس وقت حضرت اقدس نے تشریف لا کر خبر سنائی کہ
ایک کارڈ گوجرانوالہ سے آیا ہے جس میں خبر ہے کہ ٹیکہ کا عمل گورنمنٹ نے بند کر دیا ہے مگر اس خبر کی تصدیق یہاں بھی ہوئی ہے لالہ شرمپت میرے پاس آئے تھے انہوں نے کہا کہ گورداسپور میں بھی ٹیکہ کے جلسے بند ہو گئے ہیں اور دوائی ٹیکہ تمام واپس منگوائی گئی ہے۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 351 جدید ایڈیشن)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:
اس سے اِبْرَآء کا نشان لو۔ یہ وہ نشان ہے جو مسٹر ڈگلس ڈپٹی کمشنر گورداسپور کے سامنے پورا ہوا۔ امرتسر کے ایک پادری ڈاکٹر کلارک نے مجھ پر اقدام قتل کا مقدمہ بنایا تھا کہ عبد الحمید نام ایک شخص کو گویا میں نے اس کے قتل کے لیے بھیجا ہے۔ یہ

مقدمہ مسٹر ڈگلس کے سامنے پیش ہوا۔ اور خدا تعالیٰ کے وعدہ اور پیشگوئی کے موافق مجھے بری کیا۔ جیسا کہ پہلے الہام اِبۡرَآء (بے قصور ٹھہرانا) ہو چکا تھا۔ جو لوگ اس وقت یہاں ہمارے پاس موجود تھے اور دوسرے مقامات کے لوگ بھی اس امر کے گواہ ہیں کیونکہ مولوی عبد الکریم صاحب کی عادت ہے کہ جب کوئی الہام وہ سنتے ہیں اسے فوراً بذریعہ خطوط پھیلا دیتے ہیں۔ اس طرح پر یہ الہامات جو اس مقدمہ کے نام ونشان سے بھی پہلے ہوئے تھے ہماری اپنی جماعت میں پورے طور پر اشاعت پا چکے تھے اور وہ سب لوگ جانتے ہیں کہ مقدمہ سے پہلے اِنْ هٰذَا اِلَّا تَهْدِيْدُ الْحُكَّامِ اور صادق آن باشد کہ ایام بلا الخ وغیرہ الہام ہوئے تھے اور ان سب کے بعد اللہ تعالیٰ نے خبر دے دی تھی کہ اِبۡرَآء (بے قصور ٹھہرانا)۔

ایک دانشمند اور سلیم الفطرت اس عظیم الشان نشان سے بہت بڑا فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی عظمت دل میں نہ ہو تو اور بات ہے مگر خدا ترس اور متقی آدمی سمجھ لیتا ہے کہ یہ پیشگوئی اس طرز کی نہیں ہے جیسے رمال ہاتھ دیکھ کر ایک اپ شناپ بتا دیتے ہیں۔ یہ خدا کی باتیں ہیں جو قبل از وقت ہزارہا انسانوں میں مشتہر ہوئیں اور آخر اسی طرح ہو اور نہ کیا کسی کے خیال اور وہم میں یہ بات آسکتی تھی کہ مثل پورے طور پر مرتب ہو جاوے اور عبد الحمید اپنا اظہار بھی دے کہ ہاں مجھے بھیجا ہے۔ آخری وقت پر جو فیصلہ لکھنے کا وقت سمجھا جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے مسٹر ڈگلس کے دل میں القاء کیا کہ یہ مقدمہ بناوٹی ہے اور اس کے دل کو غیر مطمئن کر دیا چنانچہ اس نے کپتان لیمار چنڈ کو (جو ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس تھا) کہا کہ میرا دل اس سے تسلی نہیں پاتا۔ بہتر ہے کہ تم اس مقدمہ کی تفتیش کرو اور عبد الحمید سے اصل حالات معلوم کرو۔ چنانچہ جب کپتان لیمار چنڈ نے اس سے پوچھا تو اس نے پھر وہی پہلا بیان دیا۔ مگر جب کپتان صاحب نے اسے کہا کہ تو سچ سچ بتا۔ عبد الحمید رو پڑا اور اقرار کیا کہ مجھے تو سکھایا گیا تھا۔ اب بتاؤ کہ کیا یہ انسان کا کام ہے۔ کیا ہر روز یہ لوگ مقدمات میں اسی طرح کیا کرتے ہیں۔ واقعات پر فیصلے دیتے ہیں یا دل کی تسلیوں کو دیکھتے ہیں۔ نہیں یہ خدا تعالیٰ کی قدرت کا کرشمہ تھا جو وہ وعدہ کر چکا تھا وہی ہونا تھا۔ پس اِبۡرَآء کا نشان عظیم الشان نشان ہے جو الف کی مد میں ہے۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 148-149 جدید ایڈیشن)

مولوی عبد الکریم صاحب نے بیان کیا کہ سول ملٹری گزٹ میں چونکہ حسب دستور مردم شماری پر ریمارک لکھا جا رہا ہے انہوں نے اس غلطی کو شائع کر دیا ہے کہ احمدیہ فرقہ کا بانی مرزا غلام احمد ہے اس نے اول ابتدا چوڑھوں سے کی اور پھر ترقی کرتے کرتے اعلیٰ طبقہ کے آدمی اس کے پیرو ہو گئے۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ:۔

اس کی بہت جلد تردید ہونی چاہیے۔ یہ تو ہماری عزت پر بہت سخت حملہ کیا گیا ہے۔ چنانچہ اسی وقت حکم صادر ہوا کہ ایک خط جلد تر انگریزی زبان میں چھاپ کر گورنمنٹ اور مردم شماری کے سپرنٹنڈنٹ کے پاس بھیجا جاوے تاکہ اس غلطی کا ازالہ ہو اور لکھا جاوے کہ گورنمنٹ کو معلوم ہو گا کہ چوڑھے ایک جرائم پیشہ قوم ہے ان سے ہمارا کبھی بھی تعلق نہیں ہوا۔ ایک

شخص نامی مرزا امام الدین قادیان میں ہے جس کی ہم سے 30 برس سے زیادہ سے عداوت چلی آتی ہے اور کوئی میل ملاپ اس کا اور ہمارا نہیں ہے۔ اس کا تعلق چوڑھوں سے رہا اور اب بھی ہے۔ تو ایک فریق جو کہ ہمارا دشمن ہے اور اس کا تعلق چوڑھوں سے ہے اس کے عادات اور چال چلن کو ہم پر تھاپ دینا سخت درجہ کی دل آزاری ہماری اور ہماری جماعت کی ہے۔ اور یہ عزت پر سخت حملہ ہے اور ایک بڑی مکروہ کاروائی ہے جو کہ سرزد ہوئی ہے۔ چوڑھے تو درکنار ہمیں تو ایسے لوگوں سے بھی تعلق نہیں ہے جو کہ ادنیٰ درجہ کے مسلمان اور رذیل صفات رکھتے ہیں۔ ہماری جماعت میں عمدہ اور اعلیٰ درجہ کے نیک چال چلن کے لوگ ہیں۔ اور وہ سب حسنہ صفات سے متصف ہیں۔ اور ایسے ہی لوگوں کو ہم ساتھ رکھتے ہیں۔ گورنمنٹ کو چاہیے کہ صاحب ضلع گورداسپور سے اس امر کی تحقیقات کرائے۔ اور عدل سے کام لے کر اس آلودگی کو ہم سے دور کرے۔ ہم خود امام الدین کو اسی لیے نفرت سے دیکھتے ہیں کہ اس کا ایسی قوم سے تعلق ہے۔ پنجاب میں یہ مسلم امر ہے کہ جس شخص کے زیادہ تر تعلقات چوڑھوں سے ہوں اس کا چال چلن اچھا نہیں ہوا کرتا۔ اسی لیے گورنمنٹ کا فرض ہے کہ اس غلطی کا ازالہ کرے۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 163-164 جدید ایڈیشن)

آج ظہر اور عصر کی نمازیں جمع کر کے حضرت اقدس گورداسپور کے لیے روانہ ہوئے آپ کے ہمراہ صاحبزادہ میاں بشیر الدین محمود بھی تھے۔ سٹیشن کے قریب جو سرائے تھی اس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نزول فرمایا۔ مغرب وعشاء کی نمازیں یہاں جمع کر کے پڑھی گئیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز ادا فرما رہے تھے اور آپ کی طبیعت ناساز تھی کہ نماز کے اندر طبیعت میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ اگر انگور ملیں تو وہ کھائے جاویں مگر چونکہ نزدیک و دوران کا ملنا محال تھا اس لیے کیا ہو سکتا تھا کہ اس اثنا میں ایک صاحب جناب حکیم محمد حسین صاحب ساکن بلب گڈھ ضلع دہلی جو کہ حضرت اقدس کے مخلص خدام سے ہیں قادیان سے واپس ہو کر حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے ایک ٹوکری انگوروں اور دوسرے ثمرات مثل انار وغیرہ کی حضرت کی خدمت میں پیش کی اور بیان کیا کہ مجھے علم نہ تھا کہ حضور بٹالہ تشریف لائے ہوئے ہیں۔ میں قادیان چلا گیا وہاں معلوم ہوا تو اسی وقت میں واپس ہوا اور یہ پھل حضور کے لیے ہیں۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 253-254 جدید ایڈیشن)

)بوقت صبح بمقام گورداسپور) حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

میں نے ایک قلم لکھنے کے واسطے اٹھائی ہے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ اس کی ایک زبان ٹوٹی ہوئی ہے تو میں کہا کہ محمد افضل نے جو پَر (نِب) بھیجے ہیں ان میں ایک لگا دو وہ پَر تلاش کئے جا رہے ہیں کہ اس اثناء میں میری آنکھ کھل گئی۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 276 جدید ایڈیشن)

کسی کے نام سے بطور تفاؤل کے فال پر سوال ہوا۔

فرمایا کہ:۔یہ اکثر جگہ صحیح نکلتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی تفاؤل سے کام لیا ہے ایک دفعہ میں گورداسپور مقدمہ پر جارہا تھا اور ایک شخص کو سزا ملنی تھی میرے دل میں خیال تھا کہ اسے سزا ہو گی یا نہیں؟ اتنے میں ایک لڑکا ایک بکری کے گلے میں رسی ڈال رہا تھا اس نے رسی کا حلقہ بنا کر بکری کے گلے میں ڈالا اور زور سے پکارا کہ وہ پھس گئی وہ پھس گئی میں نے اس سے نتیجہ یہ نکالا کہ اسے سزا ضرور ہو گی چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

اسی طرح ایک دفعہ سیر کو جارہے تھے اور دل میں پگٹ کا خیال تھا کہ بڑا عظیم الشان مقابلہ ہے دیکھئے کیا نتیجہ نکلتا ہے کہ ایک شخص غیر از جماعت نے راستہ میں کہا اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ میں نے اس سے یہ نتیجہ نکالا کہ ہماری فتح ہو گئی۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 94 جدید ایڈیشن)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 10 نومبر 2021)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

انسان کا کمال یہ ہے کہ اس میں حقیقی معرفت اور سچی فراست جو ایمانی فراست کہلاتی ہے (جس کے ساتھ اللہ کا ایک نور ہوتا ہے جو اس کی ہر راہ میں راہنمائی کرتا ہے) پیدا ہو۔ بدوں اس کے انسان دھوکے سے نہیں بچ سکتا اور رسم وعادت کے طور پر کبھی کبھی نہیں بلکہ بسا اوقات سم قاتل پر بھی خوش ہو جاتا ہے۔ پنجاب و ہندوستان کے سجادہ نشین اور گدیوں کے پیرزادے قوالوں کے گانے سے اور ھُوَ حَقّ کے نعرے مارنے اور الٹے سیدھے لٹکنے ہی میں اپنی معرفت اور کمال کا انتہا جانتے ہیں اور ناواقف پیر پرست ان باتوں کو دیکھ کر اپنی روح کی تسلی اور اطمینان ان لوگوں کے پاس تلاش کرتے ہیں۔ مگر غور سے دیکھو کہ یہ لوگ اگر فریب نہیں دیتے تو اس میں شک نہیں ہے کہ فریب خوردہ ضرور ہیں۔ کیونکہ وہ سچا رشتہ جو عبودیت اور الوہیت کے درمیان ہے جس کے حقیقی پیوند سے ایک نور اور روشنی نکلتی ہے اور ایسی لذت پیدا ہوتی ہے کہ دوسری لذت اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 369 ایڈیشن 2016ء)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 26 جنوری 2022)

(قسط 9)

ارشادات حضرت مسیح موعودؑ بابت مختلف ممالک و شہر

(سید عمار احمد)

ارشادات بابت بٹالہ

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

☆اب ہم اپنی جماعت کو اور تمام سننے والوں کو بڑی صفائی اور وضاحت سے سناتے ہیں کہ سلطنت انگریزی ہماری محسن ہے۔ اس نے ہم پر بڑے بڑے احسان کیے ہیں۔ جس کی عمر 60 یا 70 برس کی ہو گی وہ خوب جانتا ہو گا کہ ہم پر سکھوں کا ایک زمانہ گزرا ہے۔ اس وقت مسلمانوں پر جس قدر آفتیں تھیں وہ پوشیدہ نہیں ہیں۔ ان کو یاد کر کے بدن پر لرزہ پڑتا ہے اور دل کانپ اٹھتا ہے۔ اس وقت مسلمانوں کو عبادات اور فرائض مذہبی کی بجاآوری سے جو ان کو جان سے عزیز تر ہیں روکا گیا تھا۔ بانگ نماز جو نماز کا مقدمہ ہے اس کو بآواز بلند پکارنے سے روکا گیا تھا۔ اگر کبھی مؤذن کے منہ سے سہواً اللہ اکبر بآواز بلند نکل جاتا تو اس کو مار دیا جاتا تھا۔ اسی طرح پر مسلمانوں کے حلال و حرام کے معاملہ میں بے جا تصرف کیا گیا تھا۔ ایک گائے کے مقدمہ میں ایک دفعہ پانچ ہزار غریب مسلمان قتل کئے گئے۔ بٹالہ کا واقعہ ہے کہ ایک سید وہیں کا رہنے والا باہر سے دروازہ پر آیا۔ وہاں گائیوں کا ہجوم تھا۔ اس نے تلوار کی نوک سے ذرا ہٹایا اور ایک گائے کے چمڑے کو خفیف سی خراش پہنچ گئی۔ وہ بے چارہ پکڑ لیا گیا۔ اور اس امر پر زور دیا گیا کہ اس کو قتل کر دیا جائے۔ آخر بڑی سفارشوں کے بعد اس کا ہاتھ کاٹا گیا۔ مگر اب دیکھو کہ ہر قوم و مذہب کو کیسی آزادی ہے۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 429-430 جدید ایڈیشن)

☆ایک شخص نے کہلا بھیجا کہ میں ہندوستان سے کوئی مولوی اپنے ساتھ لاؤں گا، جو آپ کے ساتھ گفتگو کرے، مگر مولوی لوگ قادیان آنا پسند نہیں کرتے۔ آپ بٹالہ میں آ جائیں۔ فرمایا:

"قادیان سے وہ لوگ اسی واسطہ نفرت کرتے ہیں کہ میں قادیان میں ہوں۔ پھر اگر میں بٹالہ میں ہوا تو بٹالہ ان کے لئے نفرت کا مقام بن جائے گا، قادیان میں وہ ہمارے پاس نہ ٹھہریں۔ کسی اور کے پاس جہاں چاہیں قیام کریں۔ دوسرے دہریئے موجود

ہیں ان کے پاس ٹھہریں۔ ہم بحث کرنا نہیں چاہتے۔ ہمارا مطلب صرف سمجھا دینا ہے۔ اگر ایک دفعہ ان کو تسلی نہ ہووے پھر سنیں پھر سنیں۔"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 217 جدید ایڈیشن)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

☆"افسوس ہے کہ لوگ جوش اور سرگرمی کے ساتھ قرآن شریف کی طرف توجہ نہیں کرتے جیسا کہ دنیادار اپنی دنیاداری پر یا ایک شاعر اپنے اشعار پر غور کرتا ہے۔ ویسا بھی قرآن شریف پر غور نہیں کیا جاتا۔ بٹالہ میں ایک شاعر تھا۔ اس کا ایک دیوان ہے۔ اس نے ایک دفعہ ایک مصرعہ کہا۔

ع صبا شرمندہ مے گردد بروئے گل نگہ کردن

مگر دوسرا مصرعہ اس کو نہ آیا دوسرے کی تلاش میں برابر چھ مہینے سرگردان و حیران پھرتا رہا۔ بالآخر ایک دن ایک بزاز کی دکان پر کپڑے خریدنے گیا۔ بزاز نے کئی تھان کپڑوں کے نکالے پر اس کو کوئی پسند نہ آیا۔ آخر بغیر کچھ خریدنے کے بعد جب اٹھ کھڑا ہوا، تو بزاز ناراض ہوا اور کہا کہ تم نے اتنے تھان کھلوائے اور بے فائدہ تکلیف دی۔ اس پر اس کو دوسرا مصرعہ سوجھ گیا۔ اور اپنا شعر اس طرح سے پورا کیا۔

ے صبا شرمندہ مے گردد بروئے گل نگہ کردن
کہ رخت غنچہ را وا کردد نتوانست تہ کردن

جس قدر محنت اس نے ایک مصرعہ کے لئے اٹھائی۔ اتنی محنت اب لوگ ایک آیت قرآنی کے سمجھنے کے لئے نہیں اٹھاتے۔ قرآن جواہرات کی تھیلی ہے اور لوگ اس سے بے خبر ہیں۔"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 281-282 جدید ایڈیشن)

☆اس کے بعد حضرت اقدسؑ نے جناب اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا کی ایک رؤیا سنائی، جو انہوں نے گزشتہ شب دیکھی تھی۔ اور وہ یہ ہے

آپ نے دیکھا کہ دوپہر کے بعد ظہر جس وقت عموماً یکے بٹالہ سے آتے ہیں۔ میں (حضرت اقدسؑ) کچھ اسباب اور دوسرے لے کر گیا ہوں اور ام المومنین کو دیئے ہیں کہ مرزا غلام قادر آ گئے ہیں اور رحمت اللہ بھی ہے۔ (رحمت اللہ حضرت اقدس کے والد مرحوم کا مختار تھا۔ ایڈیٹر) اس پر ام المومنین نے حضرتؑ سے دریافت کیا۔ اس خیال سے کہ ان کا گھر تو دوسری طرف ہے اور ان کی بیوی بھی موجود ہے جن سے حضرت اقدس کو موجودہ صورت میں بالکل انقطاع ہے کہ پھر ان کے کھانے کا کیا انتظام ہو گا۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ دراصل وہ مر گئے ہیں اور وہ دونوں گھروں کے دیکھنے کو آئے ہیں۔ ام المومنین نے کہا کہ رحمت اللہ خاص آپ سے ملنے کو آیا ہے۔ پر منظور علی ایک لڑکا ہے۔ وہ ایک پوٹلی کپڑوں کی اس دوسرے گھر میں ہمارے ہی مکان کی سیڑھیوں میں سے ہو کر اس طرف لے گیا ہے۔ جس کو انہوں نے کھولا ہے۔ تو وہ سیاہ بوٹی اور سفید زمین کی ایک چھینٹ تھی۔ اس کے بعد ان کا اور اسباب بھی ادھر ہی آ گیا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ منظور علی ادھر جو پوٹلی لے گیا تھا وہ بھی غلطی سے لے گیا ہے۔ دراصل ادھر ہی کی تھی پھر آنکھ کھل گئی۔

حضرت اقدسؑ نے فرمایا:

"میری اس رؤیا کے ساتھ جو کل سنائی تھی۔ اس کے بعض اجزاء ملتے ہیں۔ اور فرمایا کہ غلام قادر میں جو قادر کا لفظ ہے اس کا تعلق دونوں گھروں سے ہے مگر رحمت اللہ مخصوص اسی گھر سے ہے۔"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 371-372 جدید ایڈیشن)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

☆ پھر اسی طرح جھنڈا سنگھ نامی ایک زمیندار کے ساتھ درخت کاٹنے کا مقدمہ تحصیل میں دائر تھا۔ مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے معلوم ہوا کہ ڈگری ہو جائے گی۔ جب کوئی دس بارہ دن ہوئے تو لوگوں نے جو بٹالہ سے آئے کہا کہ وہ مقدمہ خارج ہو گیا ہے اور خود اس نے بھی آ کر بطور تمسخر کہا کہ مقدمہ خارج ہو گیا۔ مجھے اس خبر کے سننے سے اتنا غم ہوا کہ کبھی کسی ماتم سے بھی نہیں ہوا۔ میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ڈگری کی خبر دی تھی یہ کیا کہتے ہیں۔ وہ اسامی تھے اور ہم مالک تھے اور مالک کی اجازت کے بغیر وہ درخت کاٹنے کے مجاز نہ تھے مختلف قسم کے پندرہ یا سولہ آدمی اس مقدمہ میں تھے۔ مجھے بہت ہی غم محسوس ہوا۔ اور میں جیسے کوئی مبہوت ہو جاتا ہے سراسیمہ ہو کر سجدہ میں گر پڑا۔ اور دعا کی تب ایک بلند آواز سے الہام ہوا "ڈگری ہوئی ہے مسلمان ہے۔" یعنی آیا اور نے کنی۔ صبح کو جب میں تحصیل میں گیا تو وہاں جا کر ایک شخص سے جو حاکم کا سررشتہ دار تھا۔ میں نے دریافت کیا کہ کیا فلاں مقدمہ خارج ہو گیا ہے۔ اس نے کہا نہیں اس میں تو ڈگری ہو گئی ہے۔ پھر میں نے اس سے کہا کہ انہوں نے گاؤں میں مشہور کیا ہے کہ وہ مقدمہ خارج ہو گیا ہے یہ کیا بات ہے؟ اس نے کہا اصل بات یہ ہے کہ اس خبر میں وہ بھی سچے ہیں۔ جب حافظ ہدایت علی صاحب فیصلہ لکھنے لگے تو میں کہیں باہر چلا گیا تھا، جب باہر سے آیا تو انہوں نے

روبکار مجھے دی کہ یہ مقدمہ خارج کر دیا ہے۔ سر رشتہ دار کہتا ہے کہ تب میں نے ان کو کہا کہ تم نے غلطی کی ہے۔ اس نے کہا نہیں میں نے کمشنر کا فیصلہ جو انہوں نے پیش کیا تھا دیکھ لیا ہے۔ میں نے ان کو کہا کہ فنانشل کمشنر کا فیصلہ بھی تو دیکھنا تھا۔ پھر اسے معلوم ہوا کہ وہ فیصلہ جو اس نے کیا تھا وہ غلط ہے۔ اس نے روبکار لے کر پھاڑ کر پھینک دی اور دوسری روبکار لکھی جس میں ڈگری کا فیصلہ دیا اور اس طرح پر پیشگوئی جو خدا تعالیٰ نے قبل از وقت مجھے بتلائی تھی پوری ہوئی۔ اس پیشگوئی کے بھی بہت سے لوگ گواہ ہیں اور اب تک موجود ہیں۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 153 جدید ایڈیشن)

☆ ایڈیٹر الحکم کو مخاطب کر کے فرمایا کہ :۔
میاں نبی بخش صاحب عرف عبد العزیز صاحب نمبردار بٹالہ کا توبہ نامہ جو اس نے بھیجا ہے۔ الحکم میں چھاپ دیا جاوے۔

اور ساتھ اپنا ایک رؤیا بھی جسے بار ہا آپ نے فرمایا ہے سنایا کہ :۔
میں نے ایک بار اس کے متعلق دیکھا تھا کہ گویا اسی راستہ ہم سیر کو نکلے ہیں تو اس بڑ کے درخت کے نیچے جو میراں بخش حجام کی حویلی کے پاس ہے۔ نبی بخش سامنے سے آکر ملا ہے اور اس نے مصافحہ کیا ہے۔ یہ رؤیا ان دنوں کی ہے جب وہ مخالفت کے اشتہار چھپواتا پھرتا تھا۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 232 جدید ایڈیشن)

☆ اذان سے پیشتر ہی حضرت اقدس بالائی مسجد میں تشریف لے آئے اور جس مکان کی خرید کے متعلق حضور نے کشتی نوح میں اشتہار دیا ہے اس کا ذکر کرتے رہے کہ :۔
توسیع مکان کی بہت ضرورت ہے جہاں تک ہو سکے جلدی فیصلہ کرنا چاہیے۔

پھر اذان ہوئی اور نماز ادا کر کے حضرت اقدسؑ حسب معمول شہ نشین پر جلوہ افروز ہوئے۔ ایک خط اخبار عام کے کارپرداز وں کی طرف سے حضرت اقدس کی خدمت میں آیا تھا جس کا راقم ایک شخص رحمت مسیح نامی بٹالہ سے تھا۔ اس خط میں لکھا تھا کہ قادیان میں سخت طاعون پھوٹی ہے دھڑا دھڑ لوگ مر رہے ہیں۔ مرزا صاحب کی جماعت بھی بہت طاعون سے تباہ ہو چکی ہے خود مرزا صاحب بھی مبتلائے طاعون ہیں وغیرہ وغیرہ۔

اخبار عام نے اس خط کو بجنسہٖ حضرت اقدسؑ کے پاس تصدیق کے لئے روانہ کر دیا تھا۔ اس کا ذکر حضرت اقدس نے کیا۔ راقم خط کے متعلق کہا کہ

بعض لوگ شریر فتنہ پردازی سے ایسا کرتے ہیں کہ ایک خط لکھ کر دوسرے مخالف کا نام اس پر لکھ دیا کرتے ہیں اس لئے کیا معلوم کہ کس کا لکھا ہوا ہے۔ میں نے اخبار عام کو لکھ دیا ہے کہ یہ بالکل غلط ہے صرف چند ایک اموات چوڑھوں میں ہوئی ہیں سو ان کا باعث بھی مشکوک ہے۔ کچھ ڈنگر مرے تھے وہ چوڑھوں نے کھائے پھر جن لوگوں نے ان کو کھایا وہی مرے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ طاعون سے مرے۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 291-292 جدید ایڈیشن)

☆ مغرب کی نماز سے چند منٹ پیشتر ماہ رمضان کا چاند دیکھا گیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مغرب کی نماز گذار کر مسجد کی سقف پر تشریف لے گئے کہ چاند کو دیکھیں اور دیکھا اور پھر مسجد میں تشریف لائے۔ فرمایا کہ:۔

رمضان گذشتہ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کل گیا تھا۔ شَہۡرُ رَمَضَانَ الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ فِیۡہِ الۡقُرۡاٰنُ (البقرۃ:186) بھی ایک فقرہ ہے جس سے ماہ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے۔ صوفیا نے لکھا ہے کہ یہ ماہ تنویر قلب کے لئے عمدہ مہینہ ہے۔ کثرت سے اس میں مکاشفات ہوتے ہیں۔ صلوٰۃ تزکیہ نفس کرتی ہے اور صوم (روزہ) تجلی قلب کرتا ہے۔ تزکیہ نفس سے مراد یہ ہے نفس امارہ کی شہوات سے بُعد حاصل ہو جاوے اور تجلی قلب سے یہ مراد ہے کہ کشف کا دروازہ اس پر کھلے کہ خدا کو دیکھ لیوے۔ پس اُنۡزِلَ فِیۡہِ الۡقُرۡاٰنُ میں یہی اشارہ ہے اس میں شک وشبہ کوئی نہیں ہے روزہ کا اجر عظیم ہے لیکن امراض اور اغراض اس نعمت سے انسان کو محروم رکھتے ہیں مجھے یاد ہے کہ جوانی کے ایام میں میں نے ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ روزہ رکھنا سنت اہل بیت ہے۔ میرے حق میں پیغمبر خدا نے فرمایا سَلْمَانُ مِنَّآ اَهْلَ الْبَیْتِ ۔ سَلْمَانُ یعنی اَلصُّلْحُ کہ اس شخص کے ہاتھ سے دو صلح ہوں گی۔ ایک اندرونی دوسری بیرونی اور یہ اپنا کام رفق سے کرے گا نہ کہ شمشیر سے۔ اور میں مشرب حسین پر نہیں ہوں کہ جس نے جنگ کی بلکہ مشرب حسن پر ہوں کہ جس نے جنگ نہ کی میں نے سمجھا کہ روزہ کی طرف اشارہ ہے چنانچہ میں نے چھ ماہ تک روزے رکھے۔ اس اثنا میں میں نے دیکھا کہ انوار کے ستونوں کے ستون آسمان پر جا رہے ہیں یہ امر مشتبہ ہے کہ انوار کے ستون زمین سے آسمان پر جاتے تھے یا میرے قلب سے لیکن یہ سب کچھ جوانی میں ہو سکتا تھا اور اگر اس وقت میں چاہتا تو چار سال تک روزہ رکھ سکتا تھا۔

؎ نشاط نوجوانی تا بہ سی سال
چو چہل آمد فرو ریزد پر و بال

اب جب سے چالیس سال گذر گئے دیکھتا ہوں کہ وہ بات نہیں۔ ورنہ اول میں بٹالہ تک کئی بار پیدل چلا جاتا اور پیدل آتا اور کوئی کسل اور ضعف مجھے نہ ہوتا اور اب تو اگر پانچ چھ میل بھی جاؤں تو تکلیف ہوتی ہے چالیس سال کے بعد حرارت غریزی کم ہونی شروع ہو جاتی ہے خون کم پیدا ہوتا ہے اور انسان کے اوپر کئی صدمات رنج و غم کے گذرتے ہیں۔ اب کئی دفعہ دیکھا ہے کہ اگر بھوک کے علاج میں زیادہ دیر ہو جائے تو طبیعت بے قرار ہو جاتی ہے۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 424-425 جدید ایڈیشن)

☆بٹالہ میں طاعون کا ذکر سن کر فرمایا کہ:۔

یہ سرزمین بہت گندی ہے خوف ہے کہیں تباہ نہ ہو جاوے۔ اللہ کا رحم ہے اس شخص پر جو امن کی حالت میں اسی طرح ڈرتا ہے جس طرح کسی پر مصیبت وارد ہوتی ہو تو وہ ڈرے جو امن کے وقت خدا کو نہیں بھلاتا خدا اسے مصیبت کے وقت میں نہیں بھلاتا اور جو امن کے زمانے کو عیش میں بسر کرتا ہے۔ اور مصیبت کے وقت دعائیں کرنے لگتا ہے تو اس کی دعائیں بھی قبول نہیں ہوتیں۔ جب عذاب الٰہی کا نزول ہوتا ہے تو توبہ کا دروازہ بند ہو جاتا ہے۔ پس کیا ہی سعید وہ ہے جو عذاب الٰہی کے نزول سے پیشتر دعا میں مصروف رہتا ہے صدقات دیتا ہے اور امر الٰہی کی تعظیم اور خلق اللہ پر شفقت کرتا ہے۔ اپنے اعمال کو سنوار کر بجالاتا ہے یہی ہیں جو سعادت کے نشان ہیں۔ درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے اسی طرح سعید اور شقی کی شناخت بھی آسان ہوتی ہے۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 401-402 جدید ایڈیشن)

☆حضرت اقدس حسب معمول سیر کے لئے تشریف لائے۔ آتے ہی قاضی امیر حسین صاحب مدرس عربی مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کے والد ماجد مسمّٰی غلام شاہ صاحب تاجر اسپاں سے ملاقات ہوئی انہوں نے حضرت اقدس کے دست مبارک کو بوسہ دیا اور نذر گذرائی۔ حضرت اقدس ان کے حالات دریافت فرماتے رہے معلوم ہوا کہ اسی سال سے زیادہ عمر آپ کی ہے انہوں نے درخواست کی میرے خاتمہ بالخیر کی دعا فرمائی جاوے۔ حضرت اقدس نے فرمایا:۔

بس یہی بڑی بات ہے کہ خاتمہ بالخیر ہو کسی نے نوحؑ سے دریافت کیا تھا کہ آپ تو قریب ایک ہزار سال کے دنیا میں رہ کے آئے ہیں بتلایئے کیا کچھ دیکھا۔ نوحؑ نے جواب دیا کہ یہ حال معلوم ہوا ہے جیسے ایک دروازہ سے آئے اور دوسرے سے چلے گئے تو عمر کا کیا ہے لمبی ہوئی تو کیا تھوڑی ہوئی تو کیا خاتمہ بالخیر چاہیے۔ پھر ایک بڑ کے درخت کی طرف اشارہ کر کے حضرت اقدس نے فرمایا کہ:۔

ہم سے تو یہ درخت ہی اچھا ہے ہم چھوٹے ہوتے تھے تو اس کے تلے ہم کھیلا کرتے تھے یہ اسی طرح ہے اور ہم بڈھے ہو گئے ہیں یہ سال بہ سال پھل بھی دیتا ہے۔

پھر فرمایا کہ پرسوں میں نے ان شاء اللہ (ایک شہادت کے واسطے) بٹالہ جانا ہے اس میں کوئی حکمت الٰہی ہو گی اس لئے کل سیر موقوف رہے گی۔ مہندی لگاؤں گا۔ فرض منصبی میں التوا ہو گیا ہے مگر خدا کی حکمت ہی ہو گی وہ جرح نہ ڈالے گا۔ مولوی محمد علی صاحب کو ہمراہ لے جاؤں گا۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 349 جدید ایڈیشن)

☆حضرت اقدس نے آکر فرمایا کہ:۔
چونکہ کام کی کثرت ہے اور وقت تنگ ہے کل انشاء اللہ بٹالہ بھی جانا ہے اس لیے نماز میں جمع کر لی جاویں۔

حضرت اقدسؑ حسب معمول بعد ادائے نماز مغرب شہ نشین پر جلوہ گر ہوئے فرمایا کہ:۔
آج میں نے (کام میں) بہت توجہ کی۔ سر میں درد تھا ریزش بھی ہے اور گلا بھی پکا ہوا ہے جیسے کسی نے چیرا ہوا ہو۔ اور مریض بھی بہت آئے اگرچہ حکیم نور الدین صاحب کو علاج کے لئے مقرر کیا ہوا مگر بعض اپنے اعتقاد کے خیال سے مجھ سے ہی علاج کراتے ہیں۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 352-353 جدید ایڈیشن)

☆بعد ادائے نماز فجر حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام بٹالہ جانے کے لئے تیار ہوئے کل جماعت، مدرسے کے طالب علم نہایت اشتیاق اور اخلاص کے ساتھ اپنے سید و مولا امام کی روانگی کے منتظر اور ہمراہ چلنے کے حکم کے لئے بیقرار تھے۔ حضرت اقدسؑ نے یہی فرمایا کہ:۔
چونکہ آج ہی واپس آجانا ہے اس لئے کچھ ضرور نہیں کہ سب لوگ ساتھ جاویں۔

آپ نے ایک اور طالب علم کو جو پاپیادہ ہمراہ تھا فرمایا کہ:۔
تم کو تو یونہی تکلیف ہوئی تھوڑی دیر شاید ٹھہرنا ہو گا سفر کی کوفت میں تم خواہ مخواہ ہمارے شریک ہو گئے۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 353 جدید ایڈیشن)

☆بٹالہ آنے کا تذکرہ ہو پڑا فرمایا:۔
ہمارا یہاں آنا تو کوئی اور ہی حکمت رکھتا ہے ورنہ یہ شہادت کیا اور شہادت بھی لاعلمی کی۔

اس پر آپ نے فرمایا کہ:۔
دو بزرگ ابو القاسم اور ابو سعید نام تھے۔ اتفاق سے دونوں ایک جگہ اکٹھے ہو گئے ان کے ایک مرید نے کہا کہ میرے دل میں ایک سوال ہے اتفاق سے دونوں ایک جگہ جمع ہو گئے ہیں۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں اور وہ سوال یہ پیش کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو مدینہ میں آئے تھے اس کی کیا وجہ تھی؟ ابو القاسم نے کہا کہ بات اصل میں یہ تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض کمالات مخفی تھے ان کا ظہور اور بروز وہاں آنے سے ہوا۔

ابو سعید نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس لئے آئے تھے کہ بعض ناقص ابھی موجود تھے ان کی تکمیل کے لئے آئے۔

گویا دونوں نے اپنے اپنے رنگ پر اپنی انکساری کا اظہار کیا اور ایک دوسرے کی تکریم۔ اس طرح ہمارے یہاں آنے کی غرض تو یہی معلوم ہوتی ہے کہ میاں نبی بخش سے ملاقات ہو گئی کچھ تبلیغ ہو جائے گی بہت لوگوں کو فائدہ پہنچ جائے گا۔

البدر میں ہے کہ ہمارا اس جگہ آنا بھی حکمت الٰہی پر مبنی ہے ورنہ شہادت تو ایک ایسا معاملہ ہے جس کا جواب ہمارے پاس سوائے لاعلمی کے اور کچھ نہیں۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 356-357 جدید ایڈیشن)

☆ایک شخص نبی بخش نام ساکن بٹالہ نے آپؑ کو لکھا کہ میں عیسائیوں سے بحث کرنے لگا ہوں اور اس نے لکھا کہ میں نے تمہیں ایک پرانی بائبل دی تھی وہ بھیج دو میں نے اس کو لکھا ہے کہ
تم عیسائیوں سے کیا مباحثہ کرو گے؟ ان کی ساری باتیں تو تم خود مانتے ہو۔ عیسیٰ کو زندہ آسمان پر سمجھتے ہو۔ غیب دان اور مُردوں کو زندہ کرنے والا کہتے ہو۔ اور پھر تمہارا یہ اعتقاد ہے کہ صرف وہی مس شیطان سے پاک ہے غرض اس قسم کے جب تمہارے عقائد ہیں تو پھر ان سے کیا بحث کرنی چاہتے ہو؟ اس سلسلہ کے بغیر اور کوئی صورت عیسائیوں سے مباحثہ کی نہیں رہی۔ ہمارے مخالفوں نے تو اقبالی ڈگری کرا لی ہوئی ہے اور ان کے تمام عقائد باطلہ کی تائید کی ہوئی ہے۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 257 جدید ایڈیشن)

☆شاہ عبد العزیز صاحب کے شاگردوں میں سے ایک کا ذکر ہوا فرمایا کہ:۔
ایک دفعہ وہ شاید بٹالہ میں تھے تو ایک نے حقہ کا فتویٰ پوچھا تو انہوں نے جواب دیا (حالانکہ غلط تھا) حقہ دو قسم کا ہے ایک وہ جو

کہ تکیوں میں ہوتا ہے دس دس دن تک پانی نہیں بدلتے اسے غسل نہیں دیتے تو وہ حرام ہے اور دوسرا جس کا پانی بدلتا رہتا ہے اور اسے غسل دیتے رہتے ہیں وہ حلال ہے۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 260 جدید ایڈیشن)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

☆ کوئی تیس سال کا عرصہ گذرا میں نے ایک دفعہ خواب دیکھا کہ بٹالہ کے مکانات میں ایک حویلی ہے۔ اس میں ایک سیاہ کمبل پر میں بیٹھا ہوں اور لباس بھی کمبل ہی کی طرح پہنا ہوا ہے۔ گویا کہ دنیا سے الگ ہوا ہوں۔ اتنے میں ایک لمبے قد کا شخص آیا اور مجھے پوچھتا ہے کہ میرزا غلام احمد غلام مرتضیٰ کا بیٹا کہاں ہے۔ میں نے کہا میں ہوں۔ کہنے لگا کہ میں نے آپ کی تعریف سنی ہے کہ آپ کو اسرار دینی اور حقائق اور معارف میں بہت دخل ہے۔ یہ تعریف سن کر ملنے آیا ہوں۔ مجھے یاد نہیں کہ میں نے کیا جواب دیا۔ اس پر اس نے آسمان کی طرف منہ کیا اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ اور بہہ کر رخسار پر پڑتے تھے۔ ایک آنکھ اوپر تھی اور ایک نیچے اور اس کے منہ سے حسرت بھرے یہ الفاظ نکل رہے تھے۔ ”تہید ستان عشرت را“ اس کا مطلب میں نے یہ سمجھا کہ یہ مرتبہ انسان کو نہیں ملتا جب تک کہ وہ اپنے اوپر ایک ذبح اور موت وارد نہ کرے۔

اس مقام پر عرب صاحب نے حضرت کا یہ شعر پڑھا۔ جس میں یہ کلمہ منسلک تھا کہ

”میخواہد نگار من تہید ستان عشرت را“

حضرت نے فرمایا کہ:۔
میں نے پھر اس کلمہ کو اس مصرعہ میں جوڑ دیا کہ یاد رہے۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 39 جدید ایڈیشن)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

☆ انسان میں جو قوتیں اور ملکے اللہ تعالیٰ نے رکھے ہیں ان میں وہ حد سے نہیں بڑھ سکتے مثلاً آنکھ اس نے دیکھنے کے لیے بنائی ہے اور کان سننے کے لیے، زبان بولنے اور ذائقہ کے لیے۔ اب یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ وہ کانوں سے بجائے سننے کے دیکھنے کا کام لے اور زبان سے بولنے اور چکھنے کی بجائے سننے کا کام لے۔ ان اعضاء اور قویٰ کے افعال اور خواص محدود ہیں مگر اللہ تعالیٰ کے افعال اور صفات محدود نہیں ہیں اور وہ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ہے۔ غرض یہ توحید تب ہی پوری ہوگی جب اللہ تعالیٰ کو ہر

طرح سے واحد لاشریک یقین کیا جاوے اور انسان اپنی حقیقت کو ہالکتہ الذات اور باطلتہ الحقیقت سمجھ لے۔ کہ نہ میں اور نہ میری تدابیر اور اسباب کچھ چیز ہیں۔

اس سے ایک شبہ پیدا ہوتا ہے کہ شاید ہم استعمال اسباب سے منع کرتے ہیں یہ صحیح نہیں ہے ہم اسباب کے استعمال سے منع نہیں کرتے بلکہ رعایت اسباب بھی ضروری ہے کیونکہ انسانی بناوٹ بجائے خود اس رعایت کو چاہتی ہے لیکن اسباب کا استعمال اس حد تک نہ کرے کہ ان کو خدا کا شریک بناوے بلکہ ان کو بطور خادم سمجھے جیسے کسی کو بٹالہ جانا ہو تو وہ یکہ یا ٹٹو کرایہ کرتا ہے تو اصل مقصد اس کا بٹالہ پہنچنا ہے نہ وہ ٹٹو یا یکہ۔ پس اسباب پر کلی بھروسہ نہ کرے یہ سمجھے کہ ان اسباب میں اللہ تعالیٰ نے کچھ تاثیریں رکھی ہیں اگر اللہ تعالیٰ نہ چاہے تو وہ تاثیریں بیکار ہو جائیں اور کوئی نفع نہ دیں۔ اسی کے موافق ہے جو مجھے الہام ہوا ہے رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُکَ۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 104-105 جدید ایڈیشن)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 17 نومبر 2021)

(قسط 10)

ارشادات حضرت مسیح موعودؑ بابت مختلف ممالک و شہر

(سید عمار احمد)

ارشادات بابت بٹالہ

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

دوسرا ذریعہ گناہ سے بچنے کا احساسِ موت ہے۔ اگر انسان موت کو اپنے سامنے رکھے تو وہ ان بدکاریوں اور کوتاہ اندیشیوں سے باز آجائے اور خدا تعالیٰ پر اسے ایک نیا ایمان حاصل ہو اپنے سابقہ گناہوں پر توبہ اور نادم ہونے کا موقعہ ملے۔ انسان عاجز کی ہستی کیا ہے؟ صرف ایک دم پر انحصار ہے۔ پھر کیوں وہ آخرت کی فکر نہیں کرتا اور موت سے نہیں ڈرتا اور نفسانی اور حیوانی جذبات کا مطیع اور غلام ہو کر عمر ضائع کر دیتا ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ ہندوؤں کو بھی احساس موت ہوا ہے۔ بٹالہ میں کشن چند نام ایک بھنڈاری ستر یا بہتر برس کی عمر کا تھا۔ اس وقت اس نے گھر بار سب کچھ چھوڑ دیا اور کانشی میں جا کر رہنے لگا اور وہاں ہی مر گیا۔ یہ صرف اس لیے کہ وہاں مرنے سے اس کی موکش ہو گی مگر یہ خیال اس کا باطل تھا۔ لیکن اس سے اتنا تو مفید نتیجہ ہم نکال سکتے ہیں کہ اس نے احساسِ موت کیا اور احساسِ موت انسان کو دنیا کی لذات میں بالکل منہمک ہونے سے اور خدا سے دور جا پڑنے سے بچا لیتا ہے۔ یہ بات کہ کانشی میں مرنا مکتی کا باعث ہو گا یہ اسی مخلوق پرستی کا پردہ تھا جو اس کے دل پر پڑا ہوا تھا مگر مجھے تو سخت افسوس ہوتا ہے جبکہ میں دیکھتا ہوں کہ مسلمان ہندوؤں کی طرح بھی احساسِ موت نہیں کرتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھو صرف اس ایک حکم نے کہ فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ نے ہی بوڑھا کر دیا۔ کس قدر احساس موت ہے۔ آپ کی یہ حالت کیوں ہوئی صرف اس لئے کہ تا ہم اس سے سبق لیں۔ ورنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک اور مقدس زندگی کی اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہادی کامل اور پھر قیامت تک کے لیے اور اس پر کل دنیا کے لیے مقرر فرمایا۔ مگر آپ کی زندگی کے کل واقعات ایک عملی تعلیمات کا مجموعہ ہے جس طرح پر قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی قولی کتاب ہے اور قانون قدرت اس کی فعلی کتاب ہے اسی طرح پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی بھی ایک فعلی کتاب ہے جو گویا قرآن کریم کی شرح اور تفسیر ہے۔ میرے تیس سال کی عمر میں ہی سفید بال نکل آئے تھے اور مرزا صاحب مرحوم میرے والد ابھی زندہ ہی تھے۔ سفید بال بھی گویا ایک قسم کا نشان موت ہوتا ہے جب بڑھاپا آتا ہے جس کی نشانی یہی سفید بال ہیں تو انسان سمجھ لیتا ہے کہ مرنے کے دن اب قریب ہیں۔ مگر افسوس تو یہ ہے کہ اس وقت بھی انسان کو فکر نہیں

لگتا۔ مومن تو ایک چڑیا اور جانوروں سے بھی اخلاق فاضلہ سیکھ سکتا ہے کیونکہ خدائے تعالیٰ کی کھلی ہوئی کتاب اس کے سامنے ہوتی ہے۔ دنیا میں جس قدر چیزیں اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہیں وہ انسان کے لیے جسمانی اور روحانی دونوں قسم کی راحتوں کے سامان ہیں۔ میں نے حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کے تذکرے میں پڑھا ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے۔ میں نے مراقبہ بلی سے سیکھا ہے۔ اگر انسان نہایت پر غور نگاہ سے دیکھے تو اسے معلوم ہوگا کہ جانور کھلے طور پر خُلق رکھتے ہیں۔ میرے مذہب میں سب چرند و پرند ایک خلق ہیں اور انسان اس کے مجموعہ کا نام ہے یہ نفس جامع ہے اور اسی لیے عالم صغیر کہلاتا ہے کہ کل مخلوق کے کمال انسان میں یکجائی طور پر جمع ہیں اور کل انسانوں کے کمالات بہیئت مجموئی ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں جمع ہیں اور اسی لیے آپ کل دنیا کے لیے مبعوث ہوئے اور رحمۃ للعالمین کہلائے۔ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (القلم :5) میں بھی اسی مجموعہ کمالات انسانی کی طرف اشارہ ہے اسی صورت میں عظمت اخلاق محمدی کی نسبت غور کر سکتا ہے اور یہی وجہ تھی کہ آپ پر نبوت کاملہ کے کمالات ختم ہوئے یہ ایک مسلم بات ہے کہ کسی چیز کا خاتمہ اس کی علت غائی کے اختتام پر ہوتا ہے۔ جیسے کتاب کے جب کل مطالب بیان ہو جاتے ہیں تو اس کا خاتمہ ہو جاتا ہے اسی طرح پر رسالت اور نبوت کی علت غائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوئی اور یہی ختم نبوت کے معنے ہیں۔ کیونکہ یہ ایک سلسلہ ہے جو چلا آیا ہے اور کامل انسان پر آکر اس کا خاتمہ ہو گیا۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 145-147 ایڈیشن 2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

میں یہ بھی بتلا دینا چاہتا ہوں کہ استقامت جس پر میں نے ذکر چھیڑا تھا۔ وہی ہے جس کو صوفی لوگ اپنی اصطلاح میں فنا کہتے ہیں اور اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ (الفاتحہ:6) کے معنے بھی فنا ہی کے کرتے ہیں۔ یعنی روح کے جوش اور ارادے سب کے سب اللہ تعالیٰ کے لیے ہی ہو جائیں اور اپنے جذبات اور نفسانی خواہشیں بالکل مر جائیں۔ بعض انسان جو اللہ تعالیٰ کی خواہش اور ارادے کو اپنے ارادوں اور جوشوں پر مقدم نہیں کرتے وہ اکثر دفعہ دنیا ہی کے جوشوں اور ارادوں کی ناکامیوں میں اس دنیا سے اٹھ جاتے ہیں۔ ہمارے بھائی صاحب مرحوم مرزا غلام قادر کو مقدمات میں بڑی مصروفیت رہتی تھی اور ان میں وہ یہاں تک منہمک اور محو رہتے تھے کہ آخر ان ناکامیوں نے ان کی صحت پر اثر ڈالا اور وہ انتقال کر گئے اور بھی بہت سے لوگ دیکھے ہیں جو اپنے ارادوں کو خدا پر مقدم کرتے ہیں۔ آخر کار ہوائے نفس میں بھی وہ کامیاب نہیں ہوتے اور بجائے فائدہ کے نقصان عظیم اٹھاتے ہیں۔ اسلام پر غور کرو گے تو معلوم ہو گا کہ ناکامی صرف جھوٹے ہونے کی وجہ سے پیش آتی ہے۔ جب خدائے تعالیٰ کی طرف سے التفات کم ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ کا قہر نازل ہوتا ہے جو اس کو نامراد اور ناکام بنا دیتا ہے۔ خصوصاً ان لوگوں کو جو بصیرت رکھتے ہیں جب وہ دنیا کے مقاصد کی طرف اپنے تمام جوش اور ارادے کے ساتھ جھک جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو نامراد کر دیتا ہے۔ لیکن سعیدوں کو وہ پاک اصول پیش نظر رہتا ہے جو احساس موت کا اصول ہے۔ وہ

خیال کرتا ہے کہ جس طرح ماں باپ کا انتقال ہو گیا ہے یا جس طرح پر اور کوئی بزرگ خاندان فوت ہو گیا ہے اسی طرح پر مجھ کو ایک دن مرنا ہے اور بعض اوقات اپنی عمر پر خیال کر کے کہ بڑھاپا آ گیا ہے اور موت کے دن قریب ہیں خدائے تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے۔ بعض خاندان ایسے ہوتے ہیں کہ ان میں عمریں علی العموم ایک خاص مقدار تک مثل 50 یا 60 تک جاتی ہیں۔ بٹالہ میں میاں صاحب کا جو خاندان ہے اس کی عمریں بھی علی العموم اسی حد تک پہنچتی ہیں۔ اس طرح پر اپنے خاندان کی عمروں کا اندازہ اور لحاظ بھی انسان کو احساس موت کی طرف لے جاتا ہے۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 147-148 ایڈیشن 2016ء)

بٹالہ میں ایک خانسامہ جو مشنری لیڈی کے ہاں ملازم تھا۔ حضرت صاحب کا خادم تھا۔ مشنری لیڈی نے اسے اس تعصب کے باعث برخواست کر دیا۔

حضرت اقدس نے فرمایا کہ:- اگر مکھن کھاتے دانت جاتے ہیں تو جاویں۔

مشنری لیڈی نے اسے کہا تھا کہ تم اتنی دیر ہمارے پاس رہے اور اثر نہ ہوا۔ اس پر حضرت نے فرمایا کہ اثر تو ہوا کہ اس نے مقابلہ کر کے دیکھ لیا کہ حق اِدھر ہے۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 268 ایڈیشن 2016ء)

مفتی صاحب نے اخبار سول ملٹری میں طاعون کا مضمون پڑھ کر سنایا اس مضمون کو سن کر حضرت نے فرمایا کہ:۔
یہ لوگ اللہ تعالیٰ کا لفظ ہرگز منہ پر نہیں لاتے حالانکہ اگر حاکم کے منہ سے ایک بات نکلتی ہے تو ہزاروں آدمیوں پر اس کا اثر ہوتا ہے۔ بٹالہ کا ذکر ہے کہ ایک دفعہ ایک ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر جو کہ ایک دیسی آدمی تھا اس کے منہ سے یہ بات نکلی کہ نماز پڑھنی چاہیے۔ اس پر بہت سے مسلمانوں نے نماز شروع کر دی۔ اسی طرح کبھی گورنمنٹ کی طرف سے یہ تاکید ہو کہ یہ لوگ خدا کی طرف رجوع کریں تو دیکھئے پھر لوگوں کی کیا تبدیلی ہوتی ہے مگر اس وقت امراء لوگ ایسے فسق وفجور میں مبتلا ہیں کہ گویا یہ ان کے نطفہ کا ایک جزو بن گیا ہے۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 301 ایڈیشن 2016ء)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز ادا فرما رہے تھے اور آپ کی طبیعت ناساز تھی کہ نماز کے اندر طبیعت میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ اگر انگور ملیں تو وہ کھائے جاویں مگر چونکہ نزدیک و دور ان کا ملنا محال تھا اس لیے کیا ہو سکتا تھا کہ اس اثنا میں ایک صاحب

جناب حکیم محمد حسین صاحب ساکن بلب گڈھ ضلع دہلی جو کہ حضرت اقدس کے مخلص خدام سے ہیں قادیان سے واپس ہو کر حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے ایک ٹوکری انگوروں اور دوسرے ثمرات مثل انار وغیرہ کی حضرت کی خدمت میں پیش کی اور بیان کیا کہ مجھے علم نہ تھا کہ حضورت بٹالہ تشریف لائے ہیں۔ میں قادیان چلا گیا وہاں معلوم ہوا تو اسی وقت میں واپس ہوا اور یہ پھل حضور کے لیے ہیں۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 254۔ ایڈیشن 2016ء)

ارشادات بابت لیل اور دھاریوال

ایڈیٹر صاحب اخبار الحکم لکھتے ہیں۔ جب لیل (دھاریوال کے پاس ایک گاؤں ہے) جہاں حضرت اقدسؑ نے بغرض پیروی مقدمہ ضمانت برائے حفظ امن منجانب مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی، دھاریوال تشریف لے جاتے ہوئے قیام فرمایا تھا۔ (مرتب) سے روانہ ہو کر کھنڈہ (جہاں حضرت اقدسؑ تشریف فرماتے تھے۔ (مرتب) آ پہنچے۔ تو حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ:
”اللہ تعالیٰ کے ہر کام میں مصلحت ہے۔ چونکہ سنا گیا ہے کہ محمد حسین بھی وہیں اترنے والا تھا۔ اس لیے اچھا ہوا کہ ہم وہاں نہیں ٹھہرے۔ ایسے لوگوں سے دور ہی رہنا اچھا ہے۔“

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 265-266 ایڈیشن 2016ء)

بعد نماز صبح روانگی کا حکم ہوا۔ جب کارخانہ (دھاریوال) کے قریب سے گزرے تو اس کے متعلق ذکر میں فرمایا:۔
”اس کو کسی وقت دیکھنا چاہیے۔ دیکھی ہوئی چیز کچھ کام ہی دیتی ہے۔“

ایک شخص نے کہا کہ حضرت میں نے ایک بار دیکھا، تو مجھے خدا تعالیٰ کی قدرت پر عجیب جوش آیا اور جب تک میں نے چار رکعت نماز نہ پڑھ لی صبر نہ آیا۔ حضرت نے فرمایا:
”اصل بات یہ ہے کہ ساری باتیں اس لئے ہیں کہ وہ اپنا جلوہ دکھا رہا ہے۔ دیکھو کیڑے تک کو کس قدر طاقتیں دیں ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں تو ساری طاقتیں اور قوتیں ہیں۔“

حضور کے لئے خیمہ چونکہ نہر پر لگایا گیا تھا۔ نہر کو دیکھ کر اور اس کے اردگرد درختوں کے نظارہ کو دیکھ کر فرمایا کہ ”بہت اچھی جگہ ہے۔“

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 267 ایڈیشن 2016ء)

ارشادات بابت قادیان

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

اب رہا مکان کے متعلق۔ سو یاد رہے کہ دجال کا خروج مشرق میں بتایا گیا ہے۔ جس سے ہمارا ملک مراد ہے چنانچہ صاحب حجج الکرامہ نے لکھا ہے کہ فتن دجال کا ظہور ہندوستان میں ہو رہا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ ظہور مسیح اسی جگہ ہو جہاں دجال ہو۔ پھر اس گاؤں کا نام قدعہ قرار دیا ہے جو قادیان کا مخفف ہے۔ یہ ممکن ہے کہ یمن کے علاقہ میں بھی اس نام کا کوئی گاؤں ہو لیکن یاد رہے کہ یمن حجاز سے مشرق میں نہیں بلکہ جنوب میں ہے۔ آخر اسی پنجاب میں ایک اور قادیان بھی تو لدھیانہ کے قریب ہے۔

اس کے علاوہ خود قضاء وقدر نے اس عاجز کا نام جو رکھوایا ہے تو وہ بھی ایک لطیف اشارہ اس طرف رکھتا ہے۔ کیونکہ غلام احمد قادیانی کے عدد بحساب جمل پورے تیرہ سو (1300) نکلتے ہیں۔ یعنی اس نام کا امام چودہویں صدی کے آغاز پر ہو گا۔ غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اشارہ اسی طرف تھا۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 43 ایڈیشن 2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

فرائض مذہبی اور عبادات کے بجالانے میں سلطنت نے پوری آزادی دے رکھی ہے۔ اور کسی کے مال و جان و آبرو سے کوئی ناحق کا تعرض نہیں۔ بر خلاف اس پُر فتن وقت کے کہ ہر ایک شخص کیسا ہی اس کا حساب پاک ہو، اپنی جان و مال پر لرزتا رہتا تھا۔ اب اگر کوئی خود اپنا چلن خراب کر لے اور اپنی بے اندامی اور ارتکاب جرائم سے خود مستوجب عقوبت ٹھہر جائے تو اور بات ہے یا خود ہی سوء اعتقاد اور غفلت کی وجہ سے عبادت میں کوتاہی کرے تو جدا امر ہے لیکن گورنمنٹ کی طرف سے ہر طرح کی پوری آزادی ہے۔ اس وقت جس قدر عابد بننا چاہو بنو کوئی روک نہیں۔ گورنمنٹ خود معابد مذہبی کی حرمت کرتی ہے اور ان کی مرمت وغیرہ پر ہزاروں روپے خرچ کر دیتی ہے۔ سکھوں کے زمانہ میں اس کے خلاف یہ حال تھا کہ مسجدوں میں بھنگ گھٹتی تھی اور گھوڑے بندھتے تھے۔ جس کا نمونہ خود یہاں قادیان میں موجود ہے اور پنجاب کے بڑے بڑے شہروں میں اس کے نمونے ملیں گے۔ لاہور میں آج تک کئی ایک مسجدیں سکھوں کے قبضہ میں ہیں۔ آج اس کے مقابل میں گورنمنٹ انگلشیہ ان بزرگ مکانوں کی ہر قسم کی واجب عزت کرتی ہے اور مذہبی مکانات کی تکریم اپنے فرائض میں سے سمجھتی ہے جیسا کہ انہی دنوں حضور وائسرائے لارڈ کرزن صاحب بہادر بالقابہ نے دہلی کی جامع مسجد میں جوتا پہن کر جانے کی

مخالفت اپنے عملی حالت سے ثابت کر دی اور قابل اقتداء نمونہ بادشاہانہ اخلاق فاضلہ کا دیا اور ان کی ان تقریروں سے جو وقتاً فوقتاً انھوں نے مختلف موقعوں پر کی ہیں، صاف معلوم ہو گیا ہے کہ وہ مذہبی مکانات کی کیسی عزت کرتے ہیں۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 430-431 ایڈیشن 2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

خود ہمارے اس گاؤں میں جہاں ہماری مسجد ہے۔ کارداروں کی جگہ تھی۔ ہمارے بچپن کا زمانہ تھا، لیکن میں نے معتبر آدمیوں سے سنا ہے کہ جب انگریزی دخل ہو گیا تو چندروز تک وہی قانون رہا۔ ایک کاردار آیا ہوا تھا اس کے پاس ایک مسلمان سپاہی تھا۔ وہ مسجد میں آیا اور مؤذن کو کہا کہ بانگ دے۔ اس نے وہی گنگنا کر اذان دی۔ سپاہی نے کہا کہ کیا تم اسی طرح پر بانگ دیتے ہو؟ مؤذن نے کہا ہاں! اسی طرح دیتے ہیں۔ سپاہی نے کہا کہ نہیں کوٹھے پر چڑھ کر اونچی آواز سے اذان دے اور جس قدر زور سے ممکن ہے وہ دے۔ وہ ڈرا، آخر اس نے زور سے بانگ دی۔ تمام ہندو اکٹھے ہو گئے اور مُلّاں کو پکڑ لیا۔ وہ بے چارہ بہت ڈرا اور گھبرایا کہ کاردار مجھے پھانسی دے دے گا۔ سپاہی نے کہا کہ میں تیرے ساتھ ہوں۔ آخر سنگدل چھری مار برہمن اس کو پکڑ کر کاردار کے پاس لے گئے اور کہا کہ مہاراج! اس نے ہم کو بھرشٹ کر دیا۔ کاردار تو جانتا تھا کہ سلطنت تبدیل ہو گئی ہے اور اب وہ سکھا شاہی نہیں رہی، مگر ذرا دبی زبان سے پوچھا کہ تو نے اونچی آواز سے کیوں بانگ دی؟ سپاہی نے آگے بڑھ کر کہا کہ اس نے نہیں میں نے بانگ دی۔ کاردار نے کہا کہ کم بختو! کیوں شور ڈالتے ہو۔ لاہور میں تو اب کھلے طور سے گائے ذبح ہوتی ہے۔ تم ایک اذان کو روتے ہو۔ جاؤ چپکے ہو کر بیٹھ رہو۔ الغرض یہ واقعی اور سچی بات ہے جو ہمارے دل سے نکلتی ہے۔ جس قوم نے ہم کو تحت الثریٰ سے نکالا ہے۔ اس کا احسان ہم نہ مانیں یہ کس قدر ناشکری اور نمک حرامی ہے۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 432-433 ایڈیشن 2016ء)

ایک معزز افسر جو کسی تقریب پر اگلے دن قادیان تشریف لائے تو حضرت اقدس امامنا مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان نے بھی ان کی دعوت کی جب کہ سب مہمان کھانے کے واسطے جمع ہوئے تو دستر خوان کے بچھائے جانے سے پہلے حضرت اقدس نے اس مہمان کو اور دوسرے احباب کو مخاطب کر کے فرمایا۔

جب بھی آپ اس جگہ قادیان میں تشریف لاویں، بے تکلف ہمارے گھر میں تشریف لایا کریں۔ ہمارے ہاں مطلقاً تکلف نہیں ہے۔ ہمارا سب کاروبار دینی ہے۔ اور دنیا اور اس کے تعلقات اور تکلفات سے بالکل ہم جدا ہیں۔ گویا ہم دنیا داری کے لحاظ سے مثل مردہ کے ہیں۔ ہم محض دین کے ہیں اور ہمارا سب کارخانہ دینی ہے۔ جیسا کہ اسلام میں ہمیشہ بزرگوں اور اماموں کا ہوتا آیا ہے۔ اور ہمارا کوئی نیا طریق نہیں بلکہ لوگوں کے اس اعتقادی طریق کو جو کہ ہر طرح سے ان کے لئے خطرناک ہے

دور کرنا اور ان کے دلوں سے نکالنا ہمارا اصل منشاء اور مقصود ہے مثلاً بعض نادان یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ غیر قوموں کے لوگوں کی چیزیں چرا لینا جائز ہے اور کافروں کا مال ہمارے لئے حلال ہے اور پھر اپنی ان نفسانی خواہشوں کی خاطر اس کے مطابق حدیثیں بھی گھڑ رکھی ہیں۔ پھر وہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ جو دوبارہ دنیا میں آنے والے ہیں تو ان کا کام لاٹھی مارنا اور خونریزیاں کرنا ہے؛ حالانکہ جبر سے کوئی دین دین نہیں ہو سکتا۔ غرض اسی قسم کے خوفناک عقیدے اور غلط خیالات ان لوگوں کے دلوں میں پڑے ہوئے ہیں جن کو دور کرنے کے واسطے اور پر امن عقائد ان کی جگہ قائم کرنے کے واسطے ہمارا سلسلہ ہے۔ جیسا کہ ہمیشہ سے ہوتا رہا ہے کہ مصلحوں کی اور اولیاء اللہ کی اور نیک باتیں سکھانے والوں کی دنیادار مخالفت کرتے ہیں۔ ایسا ہی ہمارے ساتھ بھی ہوا ہے اور مخالفوں نے غلط خبریں محض افترا اور جھوٹ کے ساتھ ہمارے بر خلاف مشہور کیں یہاں تک کہ ہم کو ضرر پہنچانے کے واسطے گورنمنٹ تک غلط رپورٹیں کیں کہ یہ مفسد آدمی ہیں اور بغاوت کے ارادے رکھتے ہیں اور ضرور تھا کہ یہ لوگ ایسا کرتے کیونکہ نادانوں نے اپنے خیر خواہوں یعنی انبیاء اور ان کے وارثین کے ساتھ ہمیشہ اور ہر زمانہ میں ایسا ہی سلوک کیا ہے، مگر خدا تعالیٰ نے انسان میں ایک زیرکی رکھی ہے اور گورنمنٹ کے کارکن ان لوگوں کو خوب جانتے ہیں۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 283-284 ایڈیشن 2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

میری غرض اس سے یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے ان کے دعووں کی حقیقت کھول دی اور بے جا شیخی کا بھانڈا پھوڑ کر دکھایا۔ جو دعویٰ کیا اسی دعوے میں پست ہوئے۔ معلوم ہوا کہ دعویٰ نہیں کرنا چاہیے۔ ہمارے والد صاحب مرحوم بھی مشہور طبیب تھے۔ اور پچاس برس کا تجربہ تھا۔ وہ کہا کرتے تھے کہ حکمی نسخہ کوئی نہیں۔ حقیقت یہی ہے۔ تصرف اللہ کا خانہ خالی رہتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی طرف توجہ کرنے والا سعادت مند ہے۔ مصیبت میں شیخی میں نہ آوے۔ غیر اللہ پر بھروسہ نہ کرے۔ یک دفعہ ہی خفیف عوارض شدید ہونے لگتے ہیں۔ کبھی قلب کا علاج کرتے کرتے دماغ پر آفت آجاتی ہے کبھی سردی کے پہلو پر علاج کرتے کرتے گرمی کا زور چڑھ جاتا ہے۔ کون اس کو طے کر سکتا ہے۔ خدا پر بھروسہ کرنا چاہیے۔ ان حشرات الارض اور سمیات کو کوئی کب گن سکتا ہے۔ بیماریوں کو بھی نہیں گن سکتے۔ لکھا ہے۔ کہ آنکھ ہی کی تین ہزار بیماریاں ہیں۔ بعض بیاریاں ایسی ہوتی ہیں کہ وہ ایسے طور پر غلبہ کرتی ہیں کہ ڈاکٹر نسخہ نہیں لکھ چکتا جو بیمار کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ ہی کی پناہ میں آنا چاہیے آج کل دیکھا جاتا ہے کہ لوگوں کو خدا سے سخت غفلت اور استغنا ہے۔ قبریں کھودی جارہی ہیں۔ فرشتے ہلاکت کے مواد تیار کر رہے ہیں اور لوگ کاٹے جاتے ہیں۔ اس پر بھی نادان دھیان نہیں کرتے۔ وبا قادیان سے 35 کوس کے فاصلہ پر ہے۔ گو شدت حرارت کی وجہ سے کم ہوتی جاتی ہے مگر کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ شدت حرارت میں کم ہو گئی تو آئندہ سال نہ آئے گی مجھے چند مرتبہ بذریہ الہام اور رؤیا سے معلوم ہوا ہے کہ وباء ملک میں پھیلے گی اور میں اس کو پیشتر شائع کر چکا ہوں کہ

سیاہ رنگ کے پودے لگائے جارہے ہیں۔ لگانے والوں سے پوچھا۔ تو انہوں نے طاعون کے درخت بتلائے۔ یہ بڑی خطرناک بات ہے۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 232-233 ایڈیشن 2016ء)

ایک مرتبہ کسی دوست نے عرض کی کہ وہ تجارت کے لئے قادیان آنا چاہتا ہے۔ اس پر حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا:
یہ نیت ہی فاسد ہے۔ اس سے توبہ کرنی چاہیے۔ یہاں تو دین کے واسطے آنا چاہیے اور اصلاح عاقبت کے خیال سے یہاں رہنا چاہیے۔ نیت تو یہی ہو اور اگر پھر اس کے ساتھ کوئی تجارت وغیرہ یہاں رہنے کی اغراض کو پورا کرنے کے لئے ہو تو حرج نہیں ہے۔ اصل مقصد دین ہو نہ دنیا۔ تجارتوں کے لئے اور شہر موزوں نہیں۔ یہاں آنے کی اصلی غرض کبھی دین کے سوا اور نہ ہو۔ پھر جو کچھ حاصل ہو جاوے وہ خدا کا فضل سمجھو۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 415 ایڈیشن 2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:
غرض یہ حقوق العباد پر انجیل کی تعلیم کا اثر ہے۔ اب میں یہ بھی بتادینا چاہتا ہوں کہ دیانند نے جو وید کا خلاصہ ان دونوں اصولوں کے رو سے پیش کیا ہے وہ کیا ہے؟ حق اللہ کے متعلق تو اس نے یہ ظلم کیا ہے کہ مان لیا ہے کہ خدا کسی چیز کا بھی خالق نہیں ہے۔ بلکہ یہ ذرات اور ارواح خود بخود ہی اس کی طرح ہے۔ وہ صرف اُن کا جوڑنے جاڑنے والا ہے۔ جس کو عربی زبان میں مؤلف کہتے ہیں، اب اس سے بڑھ کر حق اللہ کا اتلاف اور کیا ہو گا کہ اس کی ساری صفات ہی کو اڑا دیا اور عظیم الشان صفت خالقیت کا زور سے انکار کیا گیا۔ جبکہ وہ جوڑنے جاڑنے والا ہی ہے تو پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ اگر یہ تسلیم کر لیا جاوے کہ وہ ایک وقت مر بھی جاوے گا تو اس سے مخلوق پر کیسا اثر پڑ سکتا ہے۔ کیونکہ جب اس نے اسے پیدا ہی نہیں کیا، تو وہ اپنے وجود کے بقا اور قیام میں قائم بالذات ہیں اس کی ضرورت ہی کیا ہے؟ جوڑنے جاڑنے سے اس کا کوئی حق اور قدرت ثابت نہیں ہوتی۔ جبکہ اجسام اور روحوں میں مختلف قوتیں اتصال اور انفصال کی بھی موجود ہیں۔ روح میں بڑی بڑی قوتیں ہیں۔ جیسے کشف کی قوت۔ انسانی روح جیسی یہ قوت دکھا سکتا ہے اور کسی کا روح نہیں دکھا سکتا۔ مثلاً گائے یا بیل کا۔ اور افسوس ہے کہ آریہ ان ارواح کو بھی معہ اُن کی قوتوں اور خواص کے خدا کی مخلوق نہیں سمجھتا۔ اب سوال یہ ہوتا ہے کہ جب یہ اشیاء اجسام اور ارواح خود بخود قائم بالذات ہیں اور ان میں اتصال اور انفصال کی قوتیں بھی موجود ہیں تو وجود باری پر اُن کے وجود سے کیا دلیل لی جاسکتی ہے۔ کیونکہ جب میں یہ کہتا ہوں کہ یہ لوٹا ایک قدم چل سکتا ہے۔ دوسرے قدم پر اس کے نہ چلنے کی کیا وجہ؟

وجود باری پر دو ہی قسم کے دلائل ہو سکتے ہیں۔ اول تو مصنوع کو دیکھ کر صانع کے وجود کی طرف ہم انتقال ذہن کا کرتے ہیں۔ وہ تو یہاں مفقود ہے کیونکہ اس نے کچھ پیدا ہی نہیں کیا۔ کچھ پیدا کیا ہو تو اس سے وجود خالق پر دلیل پیدا کریں اور یا دوسری صورت خوارق اور معجزات کی ہوتی ہے۔ اس سے وجود باری پر زبردست دلائل قائم ہوتے ہیں مگر اس کے لیے دیانند اور سب آریوں نے اعتراف کیا ہے کہ وید میں کسی پیشگوئی یا خارق عادت امر کا ذکر نہیں اور معجزہ کوئی چیز ہی نہیں ہے اب بتاؤ کونسی صورت خدا کی ہستی پر دلیل قائم کرنے کی ان کے عقیدہ کے رو سے رہی اور پھر ان کا ایسا خدا ہے کہ کوئی ساری عمر کتنی ہی محنت و مشقت سے اس کی عبادت کرے، مگر اس کو ابدی نجات ملے گی ہی نہیں۔ ہمیشہ جونوں کے چکر میں اسے چلنا ہو گا کبھی کیڑا مکوڑا اور کبھی کچھ کبھی کچھ بننا ہو گا۔

(ملفوظات جلد2 صفحہ 454-455ایڈیشن2016ء)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 24 نومبر 2021)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

عیسائی مذہب کے استیصال کے لئے ہمارے پاس تو ایک دریا ہے اور اب وقت آگیا ہے کہ یہ طلسم ٹوٹ جاوے اور وہ بت جو صلیب کا بنایا گیا ہے گر پڑے اور اصل بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اگر مجھے مبعوث نہ بھی فرماتا تب بھی زمانہ نے ایسے اور اسباب پیدا کر دیئے تھے کہ عیسائیت کا پول کھل جاتا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی غیرت اور جلال کے یہ صریح خلاف ہے کہ ایک عورت کا بچہ خدا بنایا جاتا جو انسانی حوائج اور لوازم بشریہ سے کچھ بھی استثناء اپنے اندر نہیں رکھتا۔

(ملفوظات جلد2 صفحہ 439 ایڈیشن 2016ء)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 08 دسمبر 2021)

(قسط 11)

ارشادات حضرت مسیح موعودؑ بابت مختلف ممالک و شہر

(سید عمار احمد)

ارشادات بابت قادیان

☆ قادیان کے مدرسہ تعلیم الاسلام کے لڑکوں کا گیند بلا کھیلنے میں میچ تھا۔ بعض بزرگ بھی بچوں کی خوشی بڑھانے کے واسطے فیلڈ میں تشریف لے گئے۔ حضرت اقدسؑ کے ایک صاحبزادہ نے بچپن کی سادگی میں آپؑ کو کہا کہ ابا تم کیوں کرکٹ پر نہیں گئے۔ آپؑ اس وقت تفسیر فاتحہ کے لکھنے میں مصروف تھے۔

فرمایا:
"وہ تو کھیل کر واپس آجائیں گے، مگر میں وہ کرکٹ کھیل رہا ہوں جو قیامت تک قائم رہے گا۔"

(ملفوظات جلد2 صفحہ94 ایڈیشن2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:
☆ آذر حضرت ابراہیم کا باپ ہی تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا نام اَبْ رکھا ہے۔ اس قسم کے انقلاب دنیا میں ہوتے آئے ہیں۔ کبھی باپ صالح ہوتا ہے بیٹا طالح ہوتا ہے۔ اور کبھی بیٹا صالح ہوتا ہے باپ طالح ہوتا ہے۔ ہمارے پڑدادا صاحب بڑے مخیر تھے اور باخدا بزرگ تھے۔ چنانچہ لوگ کہا کرتے تھے کہ ان کو گولی کا اثر نہیں ہوتا۔ ایک وقت میں ان کے دستر خوان پر 500 آدمی ہوا کرتے تھے اور اکثر حافظ قرآن اور عالم ان کے پاس رہتے تھے۔ اور قادیان کے ارد گرد ایک فصیل ہوتی تھی جس پر تین یا چار چھکڑے برابر برابر چلا کرتے تھے۔ خدا کی قدرت سکھوں کی تعدی اور لوٹ کھسوٹ میں وہ سب سلسلہ جاتا رہا اور ہمارے بزرگ یہاں سے چلے گئے۔ پھر جب امن ہوا تو واپس آئے۔"

(ملفوظات جلد2 صفحہ 341-342 ایڈیشن2016ء)

☆ منشی عبد الحق صاحب قصوری طالب علم بی۔اے کلاس لاہور نے جو عرصہ تین سال سے عیسائی تھے الحکم اور حضرت اقدس علیہ السلام کی بعض تحریروں کو پڑھ کر حضرت اقدس کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا تھا کہ وہ اسلام کی حقانیت اور صداقت کو عملی رنگ میں دیکھنا چاہتے ہیں اس پر حضرت خلیفۃ اللہ نے ان کو لکھ بھیجا تھا کہ وہ کم از کم دو مہینے تک یہاں قادیان میں آکر رہیں چنانچہ انہوں نے دارالامان کا قصد کیا اور 22 دسمبر 1901ء کو بعد دوپہر یہاں آپہنچے۔

(ملفوظات جلد2 صفحہ 430-431 ایڈیشن 2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

☆ یہ طاعون بدکاریوں اور فسق وفجور اور میرے انکار اور استہزاء کا نتیجہ ہے اور یہ نہیں رک سکتا جب تک لوگ اپنے اعمال میں پاک تبدیلی نہ کریں اور سب وشتم سے زبان کو نہ روکیں۔ پھر فرماتا ہے اٰوِی الْقَرْیَۃ۔

اس گاؤں کو پریشانی اور انتشار سے حفاظت میں لے لیا۔ کیا اس گاؤں میں ہر قسم کے لوگ چوہڑے، چمار، دہریہ اور شراب پینے والے اور بیچنے والے اور اور قسم کے لوگ نہیں رہتے۔ مگر خدا نے میرے وجود کے باعث سارے گاؤں کو اپنی پناہ میں لے لیا اور اس افراتفری اور موت الکلاب سے اسے محفوظ رکھا جو دوسرے شہروں اور قصبوں میں ہوتی ہے۔ غرض یہ خدا تعالیٰ کے نشان ہیں، ان کو عزت اور عبرت کی نگاہ سے دیکھو اور اپنی ساری قوتوں کو خدا تعالیٰ کی مرضی کے نیچے استعمال کرو۔ توبہ اور استغفار کرتے رہو تا خدا تعالیٰ اپنا تم پر فضل کرے۔

(ملفوظات جلد2 صفحہ 521-522 ایڈیشن 2016ء)

☆ کہیں سے خط آیا کہ ہم ایک مسجد بنانا چاہتے ہیں اور تبرکاً آپ سے بھی چندہ چاہتے ہیں۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ:

''ہم تو دے سکتے ہیں اور یہ کچھ بڑی بات نہیں ہے، مگر جبکہ خود ہمارے ہاں بڑے بڑے اہم اور ضروری سلسلے خرچ کے موجود ہیں جن کے مقابل میں اس قسم کے خرچوں میں شامل ہونا اسراف معلوم ہوتا ہے۔ تو ہم کس طرح سے شامل ہوں۔ یہاں جو مسجد خدا بنا رہا ہے اور وہی مسجد اقصیٰ ہے وہ سب سے مقدم ہے۔ اب لوگوں کو چاہیے کہ اس کے واسطے روپیہ بھیج کر ثواب میں شامل ہوں۔ ہمارا دوست وہ ہے جو ہماری بات کو مانے نہ وہ کہ جو اپنی بات کو مقدم رکھے۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ کے پاس ایک شخص آیا کہ ہم ایک مسجد بنانے لگے ہیں۔ آپ بھی اس میں کچھ چندہ دیں۔ انہوں نے عذر کیا کہ میں اس میں کچھ دے نہیں سکتا، حالانکہ وہ چاہتے تو بہت کچھ دیتے۔ اس شخص نے کہا کہ ہم آپ سے بہت کچھ نہیں مانگتے صرف تبرکاً کچھ دے دیجئے۔ آخر انہوں نے ایک دونی کے قریب سکہ دیا۔ شام کے وقت وہ شخص دونی لے کر واپس آیا اور کہنے لگا کہ حضرت یہ تو

کھوٹی نکلی ہے۔ وہ بہت ہی خوش ہوئے اور فرمایا، خوب ہوا۔ دراصل میرا جی نہیں چاہتا تھا کہ میں کچھ دوں۔ مسجدیں بہت ہیں اور مجھے اس میں اسراف معلوم ہوتا ہے۔"

(ملفوظات جلد2 صفحہ 170-171 ایڈیشن 2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

☆ مختلف لوگوں کو جو رؤیا ہوئے ہیں کہ قادیان میں طاعون نہیں ہو گی۔ ان خوابوں کو جمع کر کے شائع کر دینا چاہیے۔

(ملفوظات جلد3 صفحہ 74 ایڈیشن 2016ء)

☆ حضرت اقدس حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا کے فضل و کرم سے بہمہ وجوہ تندرست ہیں۔ اور طاعون کے متعلق ایک جدید اشتہار لکھ رہے ہیں۔ آج پہلا دن ہے کہ حضرت حجۃ اللہ سیر کے لئے باہر تشریف لے گئے اور اب ان شاء اللہ حسب معمول ہر روز جایا کریں گے۔ سیر سے واپس آکر شیخ عبدالرحمٰن ملازم خان صاحب نواب محمد علی خان صاحب رئیس اعظم مالیر کوٹلہ نے جو اپنی غلط فہمی اور کوتہ اندیشی کی وجہ سے ان کی ملازمت سے مستعفی ہوئے تھے رخصت چاہی۔ حضرت حجۃ اللہ نے ان کو مخاطب کر کے فرمایا:

ملازم کے لئے ملازمت سے پہلے ایسی جگہ دیکھ لینی چاہے جہاں آقا نیک اور متقی ہو کیونکہ بندگی بیچارگی ملازم ناصح کا درجہ نہیں پا سکتا اس لیے بسا اوقات ایسے لوگوں کی ملازمت ہوتی ہے جہاں دین برباد ہو جاتا ہے پس نواب صاحب کی ملازمت کو بہت ترجیح دینی چاہیے نواب صاحب بڑے صالح اور بامروت ہیں اور پھر قادیان جیسی جگہ کو چھوڑنا نہیں چاہیے یہاں امن سے بیٹھے ہو دنیا میں ایک آگ لگی ہوئی ہے اور ابھی معلوم نہیں کیا ہو گا ملک الموت قریب آرہا ہے لیکن یہاں تم سنتے ہو کہ خدا اپنا فضل کر رہا ہے جب انسان دینی فوائد کو چھوڑ کر دنیوی فوائد کے پیچھے جاتا ہے تو دنیوی فوائد بھی جاتے رہتے ہیں بس بری مجلسوں سے توبہ کرو اور جہاں تکذیب ہوتی ہو وہاں سے اٹھ جاؤ ورنہ تم بھی ان کے مثل سمجھے جاؤ گے میری رائے میں بہتری یہی ہے کہ تم اپنے اس ارادہ پر نظر ثانی کر لو۔

(ملفوظات جلد3 صفحہ 87-88 ایڈیشن 2016ء)

☆ بعد ادائے نماز مغرب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حسب معمول اجلاس فرما ہوئے تو قادیان میں جو چوڑھوں میں چند آدمی مر گئے ہیں بہ ایں وجہ کہ ان ایام میں انہوں نے کئی ہلاک شدہ بھینسیں کھائی تھیں ان کا ذکر ہوتے ہوتے آخر طاعون کا تذکرہ ہو پڑا فرمایا:

ایک بار مجھے یہ الہام ہوا تھا کہ خدا قادیان میں نازل ہو گا اپنے وعدہ کے موافق اور پھر یہ بھی تھا۔ "اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ‘‘ فرمایا:۔
طاعون کے خوف ناک نتائج یہ بھی ہیں کہ آخر کو جنگل بنا دیتی ہے۔

اس پر حکیم نور الدین صاحب نے کہا کہ حضور میں نے پڑھا ہے کہ یہ جو نئی آبادی بار میں ہوئی ہے اس میں پرانی آبادیوں کے نشانات ملے ہیں اور لکھا ہے کہ یہ قطعات آباد تھے اور طاعون سے ہلاک ہوئے تھے۔

حضرت اقدسؑ نے فرمایا:۔
خواہ موذی طبع لوگ ہزاروں ہی مر جاویں مگر میرا جی یہ چاہتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا جلال ظاہر ہو اور دنیا کو خدا کا پتہ لگے اور ثبوت ملے کہ کوئی قادر خدا بھی ہے اس وقت دہریت اور الحاد بہت پھیلا ہوا ہے خدا تعالیٰ کی طرف سے بے پرواہی ظاہر کی جاتی ہے اور جن لوگوں نے بظاہر خدا تعالیٰ کا اقرار بھی کیا ہے انہوں نے یا تو خطرناک شرک کیا ہے جیسے عیسائی اور دوسرے بت پرست مشرک اور پھر جنہوں نے بظاہر توحید کا اقرار بھی کیا ہے جیسے مسلمان انہوں نے بھی دراصل شرک اختیار کر رکھا ہے اور مسیح کو خدا کی صفات سے متصف ٹھہرا رکھا ہے۔ علاوہ بریں خدا تعالیٰ کی حکومت کے نشان ان کے اعمال سے ثابت نہیں ہوتے۔ اعمال میں سستی اور بیباکی اور دلیری پائی جاتی ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خدا کا خوف دلوں پر نہیں رہا۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ اس بیباکی کے دور کرنے میں بے شک ہزاروں ظالم طبع لوگ ہلاک ہوں تا کہ وہ دوسروں کے لئے عبرت ہو اور وہ خدا تعالیٰ کی قدرتوں اور طاقتوں پر ایمان لانے والے ہوں۔ دیہات کے لوگ تو جنگل کے وحشیوں کی طرح ہیں مگر شہروں میں جو تعلیم یافتہ ہیں ان کی حالت بہت ہی ناگفتہ بہ ہو رہی ہے میں دیکھتا ہوں کہ مسلمانوں میں بھی اعلائے کلمۃ اللہ اور اپنے اعمال کی اصلاح اور تبدیلی کا جوش نہیں ہے باپ دادا سے لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سن لیا اسی کو کافی سمجھا اعمال کی پروا نہیں۔

یہ جو الہام ہو چکا ہے اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ اگر منتشر کرنے کا قانون منسوخ نہ ہوتا تو اس مفہوم کو اس الہام میں داخل سمجھا جا سکتا مگر اب جب کہ سب جگہ قانون منسوخ ہو گیا ہے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا منشاء یہی ہے جیسا کہ دوسرے الہام لَوْلَا الْاِکْرَامُ لَھَلَکَ الْمُقَامُ سے پایا جاتا ہے۔ اس میں ایک شوکت بھی ہے اور چشم نمائی ہے جیسے ایک مجرم کو جج 3 سال کی سزا دے اور ساتھ ہی یہ کہہ دے کہ اصل میں 14 سال کی قید کی سزا کے لائق تھا مگر عدالت رحم کر کے 3 سال کی سزا دیتی ہے۔ اسی طرح پر یہ الہام ظاہر کرتا ہے کہ دراصل یہ جگہ بھی ایسی ہی تھی کہ ہلاک کی جاتی مگر خدا تعالیٰ اپنے اس سلسلہ کا اکرام ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ اسی اکرام کی وجہ سے اسے ہلاکت سے بچا لیا اور اس طرح پر یہ نشان ٹھہرا۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 285-287 ایڈیشن 2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

☆ پھر مذہب کی دوسری جزو یا اصل یہ ہے کہ مخلوق کے حقوق کیسے قائم کرتا ہے اس اصل میں بھی دوسرے مذاہب کا مقابلہ

کر کے دیکھ لو۔ آریہ مذہب نے تو ایسا ظلم کیا ہے کہ بجز بے غیرتی کے اور معلوم نہیں ہوتا۔ اس نے نیوگ کی تعلیم دی ہے کہ جس شخص کے گھر میں اولاد نہ ہو تو وہ اپنی عورت کو دوسرے شخص سے ہم بستر کراوے اور اولاد حاصل کر لے۔ اب اس سے بڑھ کر پاکیزگی اور غیرت کا خون کیا ہوگا کہ ایک شخص کو جس کی بد قسمتی سے دو چار سال تک اولاد نہیں ہوئی، کہہ دیا جائے کہ تو اپنی بیوی کو دوسرے آدمی سے اولاد لینے کی خاطر ہم بستر کرا لے یہ کیسی شرمناک بات ہے۔ یہاں قادیان میں ایک شخص موجود ہے اس سے جب اس نیوگ کی بابت پوچھا گیا تو اس نے یہی کہا کہ کیا مضائقہ ہے۔ اب کوئی عقلمند اس تعلیم کو کب گوارا کر سکتا ہے میں نے پڑھا تھا کہ ایک بنگالی آریہ ہو گیا ایک برہمو نے جب اس پر نیوگ کی حقیقت کھولی تو اس نے ستیارتھ پرکاش کو پھٹکار کر مارا اور کہا کہ یہ مذہب قبول کرنے کے لائق نہیں۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 327-328 ایڈیشن 2016ء)

☆ بیعت میں تین نوجوان ایسے بھی شامل تھے جو کہ صرف ایک دن کی رخصت پر آئے تھے عصر کے وقت قادیان میں پہنچے اور اگلے روز انہوں نے کیمپ میں حاضر ہونا تھا۔ ان کے اس اخلاص اور محبت پر فرمایا کہ:۔

باوجودیکہ فوجی نوکر ہیں مگر خدا نے دین کی محبت ڈال دی ہے صدق اور اخلاص لے کر آئے ہیں خدا ہر ایک کو یہ نصیب کرے۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 406 ایڈیشن 2016ء)

☆ عصر کی نماز سے پیشتر آپ نے تھوڑی دیر مجلس فرمائی اور ایک خواب بیان کیا۔ جسے دیکھے ہوئے قریب دو ہفتے گذرے تھے وہ خواب یہ ہے کہ:۔

ایک مقام پر میں کھڑا ہوں تو ایک شخص آکر چیل کی طرح جھپٹا مار کر میرے سر سے ٹوپی لے گیا پھر دوسری بار حملہ کر کے آیا کہ میرا عمامہ لے جاوے مگر میں اپنے دل میں مطمئن ہوں کہ نہیں لے جا سکتا۔ اتنے میں ایک نحیف الوجود شخص نے اسے پکڑ لیا مگر میرا قلب شہادت دیتا تھا کہ یہ شخص دل کا صاف نہیں ہے۔ اتنے میں ایک اور شخص آ گیا جو قادیان کا رہنے والا تھا اس نے بھی اسے پکڑ لیا میں جانتا تھا کہ مؤخر الذکر ایک مومن متقی ہے پھر اسے عدالت میں لے گئے تو حاکم نے اسے جاتے ہی چار یا چھ یا نو ماہ کی قید کا حکم دے دیا۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 411 ایڈیشن 2016ء)

نماز سے پیشتر یہ رؤیا سنائی:۔

☆ میں کسی اور جگہ ہوں اور قادیان کی طرف آنا چاہتا ہوں ایک دو آدمی ساتھ ہیں۔ کسی نے کہا راستہ بند ہے ایک بڑا بحر زخار

چل رہا ہے۔ میں نے دیکھا تو واقعی کوئی دریا نہیں بلکہ ایک بڑا سمندر ہے اور پیچیدہ ہو ہو کر چل رہا ہے جیسے سانپ چلا کرتا ہے۔ ہم واپس چلے آئے کہ ابھی راستہ نہیں اور یہ راہ بڑا خوفناک ہے۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 460 ایڈیشن 2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

☆ایک عرصہ ہوا میں نے خواب دیکھا تھا کہ گویا میر ناصر نواب ایک دیوار بنا رہے ہیں۔ جو فصیل شہر ہے۔ میں نے اس کو جو دیکھا تو خوف آیا کیونکہ وہ قد آدم بنی ہوئی تھی۔ خوف یہ ہوا کہ اس پر آدمی چڑھ سکتا ہے۔ مگر جب دوسری طرف دیکھا تو معلوم ہوا کہ قادیان بہت اونچی کی گئی ہے اس لیے یہ دیوار دوسری طرف سے بہت اونچی ہے اور یہ دیوار گویا ریختہ کی بنی ہوئی ہے۔ فرش کی زمین بھی پختہ کی گئی ہے۔ اور غور سے جو دیکھا تو وہ دیوار ہمارے گھروں کے ارد گرد ہے۔ اور ارادہ ہے کہ قادیان کے گرد بھی بنائی جاوے۔ شاید اللہ رحم کرکے ان بلاؤں میں تخفیف کر دے۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 196 ایڈیشن 2016ء)

☆آج معمولی موسمی عوارض بخار وغیرہ سے یہاں کے چوڑھوں اور دوسری اقوام میں دو موتیں ہوگئی تھیں۔ اس کا ذکر آیا۔ فرمایا:۔

ایسی موتیں محرقہ تپ سے بھی ہوتی ہیں۔ طاعون کے حملے ہی الگ ہوتے ہیں۔ کوئی جنازہ پڑھنے اور اٹھانے والا بھی نہیں ملتا۔ بعض وقت ایک گھر میں جب یہ بلا داخل ہوتی ہے تو اس گھر کے گھر کو صاف کر دیتی ہے۔ اور عورتوں بچوں تک کو تو ہوتی ہی ہے جانوروں کو بھی ہو جاتی ہے۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 196-197 ایڈیشن 2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

☆یہ میرا ایک پرانا الہام ہے۔ اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ اَمْرَکَ وَلَوْ کَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰہِ لَوَجَدُوْا فِیْہِ اخْتِلَافًا کَثِیْرًا براہین کے وقت سے اب اسے دیکھو کہ کیسا برابر ایک سلسلہ چلا آرہا ہے میں اس امر پر ایک دفعہ غور کرتا رہا کہ یَاْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ اور یَاْتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ ان دونوں الہاموں میں کیا مناسبت ہے تو معلوم ہوا کہ یَاْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ سے یہ خیال پیدا ہوا کہ جب اس قدر لوگ آویں گے تو ان کے کھانے وغیرہ کا انتظام بھی چاہیے تو آگے بتلایا گیا کہ اور یَاْتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ یعنی وہ اپنے کھانے دانے بھی اپنے ہمراہ لاویں گے قادیان کے

لوگ خوب واقف ہیں کہ اس وقت کیا حالت تھی۔ کیا یہ انسان کا کام ہے کہ مدت دراز کے بعد جو بات ہونے والی تھی وہ اس قدر پیشتر بتلائی گئی۔ اسی لئے جوش آتا ہے اور جو تحفہ اور نذر وہ لاتا ہے ہر ایک، ایک نشان ہوتا ہے اور اگر اس طرح سے ہم حساب کریں تو نشانات پچاس لاکھ تک پہنچتے ہیں۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 413 ایڈیشن 2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

☆ پھر ث ہی کی مد میں ایک اور پیشگوئی ہے جو اس سے بھی عجیب تر اور عظیم الشان ہے کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے ثُلَّۃٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ وَ ثُلَّۃٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ۔ اس سے ایک عظیم الشان جماعت کے قائم کرنے کی خبر دیتا ہے۔ جس وقت یہ پیشگوئی کی گئی تھی اس وقت ایک آدمی بھی ہم کو نہیں جانتا تھا اور کوئی یہاں آتا جاتا نہ تھا۔ براہین احمدیہ میں یہ الہام درج ہے لیکن اب دیکھ لو کہ ستر ہزار سے زیادہ آدمی اس سلسلہ میں داخل ہو چکے ہیں اور دن بدن ترقی ہو رہی ہے۔ خاص قادیان میں ایک کثیر جماعت موجود رہتی ہے۔ پھر کیا یہ کوئی جھوٹ بات ہے۔ یہ خدا کے کام ہیں اور لوگوں کی نظروں میں عجیب۔

اور بھی ث کی مد میں پیشگوئیاں ہیں مگر میں اس وقت صرف مثال کے طور پر ایک دو بیان کرتا ہوں۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 154 ایڈیشن 2016ء)

قادیان کے اخباروں کی نسبت فرمایا کہ:۔

☆ یہ بھی وقت پر کیا کام آتے ہیں۔ الہامات وغیرہ جھٹ چھپ کر ان کے ذریعے شائع ہو جاتے ہیں ورنہ اگر کتابوں کی انتظار کی جاوے تو ایک ایک کتاب کو چھپتے بھی کتنی دیر لگ جاتی ہے اور اس قدر اشاعت بھی نہ ہوتی۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 450 ایڈیشن 2016ء)

☆ اس کے بعد حضرت اقدس نے اپنا پرانا خواب مولوی محمد حسین صاحب کے متعلق بیان فرمایا۔ جو کہ کتاب سراج منیر کے آخر میں درج ہے اور فرمایا کہ:۔

یہ بات 94 یا 95ء کی ہے جب ہم نے یہ رؤیا دیکھا تھا کہ ہم نے جماعت کرائی ہے اور نماز عصر کا وقت ہے اور ہم نے قراءت پہلے بلند آواز سے کی ہے پھر ہم کو یاد آیا اور اس کے بعد ہم نے محمد حسین سے کہا کہ ہم خدا کے سامنے جائیں گے ہم چاہتے ہیں ہر بات میں صفائی ہو اگر ہم نے آپ کے متعلق کچھ سخت الفاظ کہے ہوں تو آپ معاف کر دیں۔ اس نے کہا میں معاف کرتا

ہوں۔ پھر ہم نے کہا کہ ہم بھی معاف کرتے ہیں۔ پھر ہم نے دعوت کی اور اس نے عذر خفیف کے ساتھ اس دعوت کو قبول کر لیا۔ اور ایک شخص سلطان بیگ نام چبوترہ پر قریب الموت تھا اور ہم نے کہا کہ ایسا ہی مقدر تھا کہ اس کے مرنے کے وقت یہ واقعہ ہو اور ایسا ہی مقدر تھا کہ بہاء الدین کے مرنے کے وقت یہ بات ہو۔

اس خواب کے بعد فرمایا کہ :وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ۔ خواب میں تعینات شخصیہ ضروری نہیں۔ پر حضرت اقدسؑ نے مولوی محمد حسین صاحب کی ان دنوں کی حالت کا ذکر کیا۔ جب وہ بات بات میں خاکساری دکھاتے اور قدم قدم پر اخلاص رکھتے تھے اور جوتے اٹھا کر جھاڑ کر آگے رکھتے تھے اور وضو کراتے تھے اور کہتے تھے کہ میں مولویت کو نہیں چاہتا۔ مجھے اجازت دو تو میں قادیان میں آرہوں اور فرمایا کہ:۔

کسی وقت کا اخلاص اور خدمت انسان کے کام آجاتا ہے۔ شاید ان وقتوں کا خلاص ہی ہو جو بالآخر مولوی محمد حسین صاحب کو اس سلسلہ کی طرف رجوع کرنے کی توفیق دے کیونکہ وہ بہت ٹھوکریں کھا چکے ہیں اور آخر دیکھ چکے ہیں کہ خدا کے کاموں میں کوئی حارج نہیں ہو سکتا۔

فرمایا: ایسا ہی اجتہادی طور پر ہمیں بعض لوگوں پر بھی حسن ظن ہے کہ وہ کسی وقت رجوع کریں گے کیونکہ ایک دفعہ الہام ہوا تھا کہ

”لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں، وسوسہ پڑ گیا ہے پڑ مٹی نظیف ہے، وسوسہ نہیں رہے گا۔ مٹی رہے گی۔“

اس کے بعد چند مختلف باتیں ہو کر نماز عشاء ادا کی گئی۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 125-126 ایڈیشن 2016ء)

☆ آجکل ہمارے حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توجہ طاعون کی طرف زیادہ ہے اور چونکہ یہ لوگ عارف تر ہوتے ہیں۔ اس لیے خدا تعالیٰ کی غناءِ ذاتی سے خائف تر بھی ہوتے ہیں۔ عموماً سیر اور بعد شام طاعون پر کچھ نہ کچھ تقریر ہو جاتی ہے وہ اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ کا الہام ایک عرصہ سے آنحضرت کو ہو چکا ہے۔ اس کے متعلق فرمایا کہ

میں اس کے معنے یقیناً یہی سمجھتا ہوں کہ وہ افراتفری اور قیامت خیز نظارہ جو طاعون کی وجہ سے پیدا ہو رہا ہے اس سے اللہ تعالیٰ قادیان کو ضرور محفوظ رکھے گا اگرچہ یہ امر ممکن ہی ہو کہ کوئی کیس خدانخواستہ یہاں ہو جائے، مگر اَلنَّادِرُ کَالْمَعْدُوْمِ کے ضمن میں ہے تاہم اللہ تعالیٰ کے فضل اور وعدہ کے موافق یقین ہے کہ وہ ہمیں تشویش اور سخت اضطراب سے ضرور محفوظ رکھے گا۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 37 ایڈیشن 2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

☆ قرآن شریف پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ طاعون سے کوئی جگہ باقی نہ رہے گی۔ جیسے فرمایا ہے اِنۡ مِّنۡ قَرۡیَۃٍ اِلَّا نَحۡنُ مُہۡلِکُوۡہَا قَبۡلَ یَوۡمِ الۡقِیٰمَۃِ اَوۡ مُعَذِّبُوۡہَا (بنی اسرائیل:59) اس سے لازم آتا ہے کہ کوئی قریہ مس طاعون سے باقی نہ رہے۔ اس لیے قادیان کی نسبت یہ فرمایا اِنَّہٗ اٰوَی الۡقَرۡیَۃَ۔ یعنی اس کو انتشار اور افراتفری سے اپنی پناہ میں لے لیا۔ سزائیں دو قسم کی ہوتی ہیں۔ ایک بالکلیۃ اہلاک کرنے والی جس کے مقابلہ میں فرمایا لَوۡلَاالۡاِکۡرَامُ لَہَلَکَ الۡمُقَامُ۔ یعنی یہ مقام اِہلاک سے بچایا جاوے گا۔ دوسری قسم سزا کی بطور تعذیب ہوتی ہے۔ غرض خدا تعالیٰ نے قادیان کو ہلاکت سے محفوظ رکھا ہے اور تعدی سزا ممنوع نہیں بلکہ ضروری ہے۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 86-87 ایڈیشن 2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

☆ اور پھر اسی طرح اس مد میں اٰوٰی کا نشان ہے جو خدا تعالیٰ نے قادیان کو طاعون کی افراتفری سے محفوظ رکھنے کے متعلق دیا ہے اِنَّہٗ اٰوَی الۡقَرۡیَۃَ۔ ملک میں طاعون کثرت سے پڑا ہوا ہے اور خدا تعالیٰ قادیان کے انتشار اور موت الکلاب سے محفوظ رہنے کی بشارت دیتا ہے کہ اس گاؤں کو اپنی پناہ میں لے لیا ہے۔ یعنی اس گاؤں پر خصوصیت سے فضل رہے گا۔ اٰوٰی کے اصل معنیٰ یہ ہیں کہ اُسے منتشر نہ کیا جائے اور جبکہ عام طور پر قانوناً یہ امر روا رکھا گیا ہے کہ کسی گاؤں کو جبراً باہر نہ نکالا جاوے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ افراتفری اور موت الکلاب جو دوسرے شہروں میں پڑی ہے اس سے خدا تعالیٰ قادیان کو محفوظ رکھے لیکن یہاں طاعون جارف نہ ہوگی۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 149 ایڈیشن 2016ء)

☆ پھر ساکنان قادیان کے ٹیکہ لگوانے پر فرمایا کہ:۔

یہ ہمارے لئے مفید ہے کیونکہ فاسق فاجر لوگ بھی ہیں اور ظاہری اسباب میں سے ٹیکہ بھی ہے۔ جب یہ لوگ اپنے ظنون (یعنی ٹیکہ) پر یقین رکھتے ہیں تو کیا وجہ کہ ہم اپنے یقین پر یقین نہ رکھیں۔ عجیب زمانہ ہے کسی کو خبر نہیں کہ آئندہ کیا ہونے والا ہے۔

پھر حضرتؑ نے مفتی محمد صادق صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ:۔

ان سابقہ نوشتوں میں یہ تو لکھا ہے کہ مسیح موعود کے زمانہ میں طاعون ہوگی مگر یہ بھی لکھا ہے کہ نہیں کہ جس طرح کے

الہامات جیسے ''اِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ'' اور دوسرے ہمیں ہوئے ہیں ان کا بھی کوئی ذکر ہے کہ نہیں؟
مفتی صاحب نے کہا کہ حضور دیکھ کر عرض کروں گا۔

پھر فرمایا کہ:۔
اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ میں قریہ کا لفظ ہے قادیان کا نام نہیں ہے اور قَرْیَۃ، قِرْیٌ سے نکلا ہے جس کے معنے جمع ہونے اور اکٹھے بیٹھ کر کھانے کے ہیں یعنی وہ لوگ جو آپس میں مواکلت رکھتے ہوں اس میں ہندو اور چوڑھے بھی داخل نہیں ہیں۔ کیونکہ وہ تو ہمارے ساتھ مل کر کھاتے ہی نہیں۔ قریہ سے مراد وہ حصہ ہو گا جس میں ہمارا گروہ رہتا ہے۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 271 ایڈیشن 2016ء)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 01 دسمبر 2021)

(قسط 12)

ارشادات حضرت مسیح موعودؑ بابت مختلف ممالک و شہر

(سید عمار احمد)

ارشادات بابت قادیان

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:
حدیث سے یہ ثابت ہے کہ وہ دمشق کے مشرق کی طرف نازل ہو گا۔ قادیان دمشق سے عین مشرق میں ہے۔

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 192 ایڈیشن 1984ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:
اس قادیان میں پانچ سو حافظ قرآن شریف کے رہتے تھے۔ اس وقت اس جگہ کا نام اسلام پور تھا۔ اب یہاں کیا ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں میں بھی اس قدر تعداد حفاظ کی نہیں مل سکتی۔ اس جگہ کی اسلامی شوکت کو سکھوں نے خراب کر دیا تھا۔ یہاں بہت سے سکھ رہتے تھے جن میں سے بعض نے سید احمد صاحب کے ساتھ بھی لڑائیاں کی تھیں مگر رفتہ رفتہ وہ سب مر گئے اور اب دو چار باقی ہوں گے۔

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 7 ایڈیشن 1984ء)

ارشادات بابت یمن

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:
پہلی حالت انسان کی نیک بختی کی ہے کہ والدہ کی عزت کرے۔ اویس قرنیؓ کے لئے بسا اوقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یمن کی طرف کو منہ کر کے کہا کرتے تھے کہ مجھے یمن کی طرف سے خدا کی خوشبو آتی ہے۔ آپ بھی فرمایا کرتے تھے کہ وہ اپنی والدہ کی فرمانبرداری میں بہت مصروف رہتا ہے اور اسی وجہ سے میرے پاس بھی نہیں آسکتا۔ بظاہر یہ بات ایسی ہے کہ

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں مگر وہ ان کی زیارت نہیں کر سکتے۔ صرف اپنی والدہ کی خدمت گزاری اور فرمانبرداری میں پوری مصروفیت کی وجہ سے۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو ہی آدمیوں کو اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کی خصوصیت سے وصیت فرمائی۔ یا اویسؓ کو یا مسیحؑ کو۔ یہ ایک عجیب بات ہے جو دوسرے لوگوں کو ایک خصوصیت کے ساتھ نہیں ملی؛ چنانچہ لکھا ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان سے ملنے کو گئے تو اویس نے فرمایا کہ والدہ کی خدمت میں مصروف رہتا ہوں اور میرے اونٹوں کو فرشتے چرایا کرتے ہیں۔ ایک تو یہ لوگ ہیں جنہوں نے والدہ کی خدمت میں اس قدر سعی کی اور پھر یہ قبولیت اور عزت پائی۔ ایک وہ ہیں جو پیسہ پیسہ کے لئے مقدمات کرتے ہیں اور والدہ کا نام ایسی بری طرح لیتے ہیں کہ رذیل قومیں چوہڑے چمار بھی کم لیتے ہوں گے۔ ہماری تعلیم کیا ہے؟ صرف اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک ہدایت کا بتلا دینا ہے۔ اگر کوئی میرے ساتھ تعلق ظاہر کر کے اس کو ماننا نہیں چاہتا تو وہ ہماری جماعت میں کیوں داخل ہوتا ہے؟ ایسے نمونوں سے دوسروں کو ٹھوکر لگتی ہے اور وہ اعتراض کرتے ہیں کہ ایسے لوگ ہیں جو ماں باپ تک کی بھی عزت نہیں کرتے۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 270 ایڈیشن 2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

اب رہا مکان کے متعلق۔ سو یاد رہے کہ دجال کا خروج مشرق میں بتایا گیا ہے۔ جس سے ہمارا ملک مراد ہے چنانچہ صاحب حجج الکرامہ نے لکھا ہے کہ فتن دجال کا ظہور ہندوستان میں ہو رہا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ ظہور مسیح اسی جگہ ہو جہاں دجال ہو۔ پھر اس گاؤں کا نام قدعہ قرار دیا ہے جو قادیان کا مخفف ہے۔ یہ ممکن ہے کہ یمن کے علاقہ میں بھی اس نام کا کوئی گاؤں ہو لیکن یاد رہے کہ یمن حجاز سے مشرق میں نہیں بلکہ جنوب میں ہے۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 43 ایڈیشن 2016ء)

ارشادات بابت یونان

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

اول دیکھو صفت خلق اور پرورش۔ یہ صفت اگرچہ انسان گمان کر سکتا ہے کہ ماں باپ اور دیگر محسنوں میں بھی پائی جاتی ہے، لیکن اگر انسان زیادہ غور کرے گا تو اس کو معلوم ہو جاوے گا کہ ماں باپ اور دیگر محسنوں کے اغراض و مقاصد ہوتے ہیں، جن کی بنا پر وہ احسان کرتے ہیں۔ اس پر دلیل یہ ہے کہ مثلاً بچہ تندرست، خوبصورت توانا پیدا ہو تو ماں باپ کو خوشی ہوتی ہے اور اگر لڑکا ہو تو پھر یہ خوشی اور بھی بڑی ہوتی ہے۔ شادیانے بجائے جاتے ہیں۔ لیکن اگر لڑکی ہو تو گویا وہ گھر ماتم کدہ اور وہ دن

سوگ کا دن ہو جاتا ہے اور اپنے تئیں منہ دکھانے کے قابل نہیں سمجھتے۔ بسا اوقات بعض نادان مختلف تدابیر سے لڑکیوں کو ہلاک کر دیتے یا ان کی پرورش میں کم التفات کرتے ہیں اور اگر بچہ لنجا، اندھا، اپاہج پیدا ہو، تو چاہتے ہیں کہ وہ مر جاوے اور اکثر دفعہ تعجب نہیں کہ خود بھی وبال جان سمجھ کر مار دیں۔ میں نے پڑھا ہے کہ یونانی لوگ ایسی بچوں کو عمداً ہلاک کر دیتے تھے، بلکہ ان کے ہاں شاہی قانون تھا کہ اگر کوئی ناکارہ بچہ اپاہج، اندھا وغیرہ پیدا ہو تو اس کو فوراً مار دیا جاوے۔ اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ انسانی خیالات پرورش اور خبر گیری کے ساتھ ذاتی اور نفسانی اغراض سے ملے ہوئے ہوتے ہیں، مگر اللہ تعالیٰ کی اس قدر مخلوق کی (جس کے تصور اور بیان سے وہم اور زبان قاصر ہے اور جو زمین اور آسمان میں بھری پڑی ہے) خلق اور پرورش سے کوئی غرض ہر گز نہیں ہے۔ وہ والدین کی طرح خدمت اور رزق نہیں چاہتا بلکہ اس نے مخلوق کو محض ربوبیت کے تقاضے سے پیدا کیا ہے۔ ہر ایک شخص مان لے گا کہ بوٹا لگانا پھر آب پاشی کرنا اور اس کی خبر گیری رکھنا اور ثمر دار درخت ہونے تک محفوظ رکھنا ایک بڑا احسان ہے۔ پس انسان اور اس کی حالت اور غور و پرداخت پر غور کرو تو معلوم ہو گا کہ خدا تعالیٰ نے کتنا بڑا احسان کیا ہے کہ اس قدر انقلابات اور بے کسیوں کے تغیرات میں اس کی دستگیری فرمائی ہے۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 425-426 ایڈیشن 2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

یقین ایک ایسی شے ہے جو انسان کو ایک قوت اور شجاعت عطا کرتا ہے۔ یقین معلومات سے بڑھتا ہے اور جب معلومات وسیع ہوں تو یقین کی قوت سے ایک ماتحت اپنے افسر کے سامنے اپنے مقصد کو بیان کرنے سے نہیں ڈرتا لیکن اگر معلومات کم ہوں تو یقین میں بھی ایک قسم کی کمزوری ہو گی اور پھر خواہ وہ افسر بھی ہو تو اسے بھی دبنا پڑتا ہے۔

یہ صحیح بات ہے کہ زندگی اور طاقت تب پیدا ہوتی ہے جب پورا علم ہو۔ اس وقت انسان اپنے آپ کو مشکلات میں ڈالتا ہوا بھی پرواہ نہیں کرتا۔ جیسے صحابہ جو یقین اور معرفت کے نور سے بھر کر دل میں ایک قوت اور شجاعت رکھتے تھے۔ وہ بادشاہوں کے سامنے کس دلیری سے جا بولے۔ یقین ایسی چیز ہے جو موت کو بھی آسان کر دیتا ہے۔ اسی لیے شہادت کی موت سہل اور آسان ہے۔

اگر ایک پکے مسلمان کو قتل کی دھمکی دی جاوے تو وہ قتل اس کو سہل معلوم ہو گا۔ یقین ایک روحانی مسکن ہے۔

شہادت کی موت والا دنیا اور طولِ اَمَل کو طاق پر رکھ دیتا ہے۔ غرض انسان کو یقین حاصل کرنا چاہیے۔ اس سے پہلے کہ وہ فلسفہ اور طبیعات میں ترقی کرے۔

اے کہ خواندی حکمت یونانیاں

حکمت ایمانیاں راہم بخواں

جس نے حکمت ایمان نہیں پڑھی وہ مردہ پرست ہی رہا۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 93-94 ایڈیشن 2016ء)

ارشادات بابت یمامہ

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

اجتہادی غلطی سب نبیوں سے ہوا کرتی ہے اور اس میں سب ہمارے شریک ہیں اور یہ ضرور ہے کہ ایسا ہو تا تاکہ بشر خدا نہ ہو جائے۔ دیکھو حضرت عیسیٰؑ کے متعلق بھی یہ اعتراض بڑے زور شور سے یہود نے کیا ہے کہ اس نے کہا تھا کہ میں بادشاہت لے کر آیا ہوں اور وہ بات غلط نکلی۔ ممکن ہے کہ حضرت مسیحؑ کو یہ خیال آیا ہو کہ ہم بادشاہ بن جائیں گے؛ چنانچہ تلواریں بھی خرید رکھی ہوئیں تھیں، مگر یہ ان کی ایک اجتہادی غلطی تھی۔ بعد اس کے خدا نے مطلع کر دیا اور انہوں نے اقرار کیا کہ میری بادشاہت روحانی ہے۔ سادگی انسان کا فخر ہوتا ہے۔ حضرت عیسیٰؑ نے جو کہا سو سادگی سے کہا۔ اس سے ان کی خفت اور بے عزتی نہیں ہوتی۔ ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے یہ سمجھا تھا کہ ہجرت یمامہ کی طرف ہو گی مگر ہجرت مدینہ طیبہ کی طرف ہوئی اور انگوروں کے متعلق آپؐ نے یہ سمجھا تھا کہ ابوجہل کے واسطے ہیں۔ بعد میں معلوم ہوا کہ عکرمہ کے واسطے ہیں۔ انبیاء کے علم میں بھی تدریجاً ترقی ہوتی ہے۔ اس واسطے قرآن شریف میں آیا ہے قُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا (طٰہٰ: 185) یہ آپؐ کا کمال اور قلب کی طہارت تھی جو آپؐ اپنی غلطی کا اقرار کرتے تھے۔ اس میں انبیاء کی خفت کچھ نہیں۔ ایک حکیم ہزاروں بیماروں کا علاج کرتا ہے۔ اگر ایک ان میں سے مر جائے تو کیا حرج ہے۔ اس سے اس کی حکمت میں کچھ داغ نہیں آ جاتا ہے۔ کبھی حافظ قرآن کو پیچھے سے لقمہ دیا جاتا ہے تو اس سے نہیں کہا جاتا کہ اب وہ حافظ نہیں رہا۔ جو باتیں متواترات اور کثرت سے ہوتی ہیں ان پر حکم لگایا جاتا ہے۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 104-105 ایڈیشن 2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

منہاج نبوت کو دیکھا جاوے تو صریح نظر آتا ہے کہ انبیاء سے اجتہادوں میں غلطیاں ہوتی ہیں جیسے عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ تم ابھی نہیں مرو گے کہ میں واپس آجاؤں گا تو یہ آپ کا اجتہاد تھا مگر خدا تعالیٰ کے نزدیک ان کے آنے سے یہ مراد نہ تھی

بلکہ دوسرے کا آنا تھا اور ممکن ہے کہ الیاس کا بھی یہ خیال ہو کہ میں ہی واپس آؤں گا اسی طرح پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کا سفر کیا تو حضرت عمرؓ کو ابتلا آیا خود آنحضرتؐ کا اجتہاد اس طرف دلالت کرتا تھا کہ ہم فتح کر لیویں گے مگر وہ اجتہاد صحیح نہ نکلا اسی طرح ایک دفعہ آپ نے کہا کہ میں نے سمجھا تھا کہ ہجرت یمامہ کی طرف ہوگی مگر یہ بات درست نہ نکلی کیونکہ یہ آپ کا اجتہاد تھا خدا پر یہ امر لازم نہ تھا کہ ہر ایک باریک امر آپ کو بتلا دیوے پس بحث مباحثہ میں اول مخالف سے منہاج نبوت کو قبول کروا کر اس کے دستخط کروا لینے چاہئیں۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 338-339 ایڈیشن 2016ء)

ارشادات بابت یروشلم وبیت المقدس

اس تذکرہ پر کہ عیسائیوں اور یہودیوں میں پھر اس امر کی تحریک ہو رہی ہے کہ ارض مقدس کو ترکوں سے خرید کر لیا جاوے۔ مختلف باتوں کے دوران میں فرمایا:۔

یروشلم سے مراد دراصل دارالامان ہے۔ یروشلم کے معنی ہیں وہ سلامتی کو دیکھتا ہے یہ سنت اللہ ہے کہ وہ پیشگوئیوں میں اصل الفاظ استعمال کرتا ہے اور اس سے مراد اس کا مفہوم اور مطلب ہوتا ہے۔

اسی طرح پر بیت المقدس یعنی مسجد اقصیٰ آتی ہے ہماری اس مسجد کا نام بھی اللہ تعالیٰ نے مسجد اقصیٰ رکھا ہے کیونکہ اقصیٰ یا باعتبار بُعد زمانہ کے ہوتا ہے اور یا بُعد مکان کے لحاظ سے۔ اور اس الہام میں اَلْمَسْجِدُ الْاَقْصَی الَّذِیْ بَارَکْنَا حَوْلَہٗ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تاثیرات زمانی کو لیا ہے اور اس کی تائید وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْابِھِمْ (الجمعۃ:4) سے بھی ہوتی ہے اور بَارَکْنَا حَوْلَہٗ کا اس زمانہ کی برکات سے ثبوت ملتا ہے جیسے ریل اور جہازوں کے ذریعہ سفروں کی آسانی اور تار اور ڈاک خانہ کے ذریعہ سلسلہ رسل ورسائل کی سہولت اور ہر قسم کے آرام وآسائش قسم قسم کی کلوں کے اجراء سے ہوتے جاتے ہیں اور سلطنت بھی ایک امن کی سلطنت ہے۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 310 ایڈیشن 2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

یاد رکھو اور سمجھو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں کیا یہود تورات کو چھوڑ بیٹھے تھے اور اس پر ان کا عمل نہ تھا؟ ہرگز نہیں یہودی تو اب تک بھی تورات کو مانتے اور اس پر عمل کرتے ہیں۔ ان کی قربانیاں اور رسوم آج بھی اسی طرح ہوتی ہیں جیسے اس وقت کرتے تھے وہ برابر آج تک بیت المقدس کو اپنا قبلہ سمجھتے ہیں اور اسی کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں۔ ان کے بڑے بڑے عالم اور احبار بھی اس وقت موجود تھے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور کتاب اللہ کی کیا ضرورت پڑی

تھی؟ دوسری طرف عیسائی قوم تھی ان میں بھی ایک فرقہ لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کو مانتا تھا پھر کیا وجہ تھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے معبوث فرمایا اور کتاب اللہ کو بھیجا؟ یہ ایک سوال ہے جس پر ہمارے مخالفوں اور ایسا اعتراض کرنے والوں کو غور کرنا چاہیے اگرچہ یہ ایک باریک مسئلہ ہے لیکن جو لوگ غور و فکر کرتے ہیں ان کے لیے باریک نہیں ہے۔

یاد رکھو اللہ تعالیٰ روح اور روحانیت پر نظر کرتا ہے وہ ظاہری اعمال پر نظر اور نگاہ نہیں کرتا وہ ان کی حقیقت اور اندرونی حالت کو دیکھتا ہے کہ ان اعمال کی تہہ میں خودغرضی اور نفسانیت ہے یا اللہ تعالیٰ کی سچی اطاعت اور اخلاص مگر انسان بعض وقت ظاہری اعمال کو دیکھ کر دھوکا کھا جاتا ہے۔ جس کے ہاتھ میں تسبیح ہے یا وہ تہجد و اشراق پڑھتا ہے بظاہر ابرار و اخیار کے کام کرتا ہے تو اس کو نیک سمجھ لیتا ہے مگر خدا تعالیٰ کو تو پوست پسند نہیں۔

یہ پوست اور قشر ہے اللہ تعالیٰ اس کو پسند نہیں کرتا اور کبھی راضی نہیں ہوتا جب تک وفاداری اور صدق نہ ہو بے وفا آدمی کتے کی طرح ہے جو مردار دنیا پر گرے ہوئے ہوتے ہیں وہ بظاہر نیک بھی نظر آتے ہیں، لیکن افعال ذمیمہ ان میں پائے جاتے ہیں اور پوشیدہ بدچلنیاں ان میں پائی جاتی ہیں جو نمازیں ریاکاری سے بھری ہوئی ہوں ان نمازوں کو ہم کیا کریں اور ان سے کیا فائدہ؟

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 364-365 ایڈیشن 2016ء)

ارشادات بابت سرینگر کشمیر

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

اب کسرِ صلیب کے سامان کثرت سے پیدا ہو گئے ہیں اور عیسائی مذہب کا باطل ہونا ایک بدیہی مسئلہ ہو گیا ہے۔ جس طرح پر چور پکڑا جاتا ہے تو اول اول وہ کوئی اقرار نہیں کرتا اور پتہ نہیں دیتا مگر جب پولیس کی تفتیش کامل ہو جاتی ہے تو پھر ساتھی بھی نکل آتے ہیں اور عورتوں بچوں کی شہادت بھی کافی ہو جاتی ہے۔ کچھ کچھ مال بھی برآمد ہو جاتا ہے۔ تو پھر اس کو بے حیائی سے اقرار کرنا پڑتا ہے کہ ہاں میں نے چوری کی ہے۔ اسی طرح پر عیسائی مذہب کا حال ہوا ہے۔ صلیب پر مرنا یسوع کو کاذب ٹھہراتا ہے۔ لعنت دل کو گندہ کرتی اور خدا سے قطع تعلق کرتی ہے۔ اور اپنا قول کہ یونسؑ کے معجزہ کے سوا اور کوئی معجزہ نہ دیا جاوے گا۔ باقی معجزات کو رد کرتا اور صلیب پر مرنے سے بچنے کو معجزہ ٹھہراتا ہے۔ عیسائی تسلیم کرتے ہیں کہ انجیل میں کچھ حصہ الحاقی بھی ہے۔ یہ ساری باتیں مل ملا کر اس بات کا اچھا خاصہ ذخیرہ ہیں جو یسوع کی خدائی کی دیوار کو جو ریت پر بنائی گئی تھی بالکل خاک سے ملا دیں اور سرینگر میں اس کی قبر نے صلیب کو بالکل توڑ ڈالا۔ مرہم عیسیٰ اس کے لیے بطور شاہد ہو گئی۔

غرض یہ ساری باتیں جب ایک خوبصورت ترتیب کے ساتھ ایک دانشمند سلیم الفطرت انسان کے سامنے پیش کی جاویں تو اسے صاف اقرار کرنا پڑتا ہے کہ مسیحؑ صلیب پر نہیں مرا۔ اس لئے کفارہ جو عیسائیت کا اصل الاصول ہے، بالکل باطل ہے۔

(ملفوظات جلد2 صفحہ 505 ایڈیشن 2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

اس جنگ سے توپ و تفنگ کی لڑائی مراد نہیں بلکہ یہ عیسائیت اور الٰہی دین کی آخری جنگ ہے۔ عیسائیت نے زمینی خدا بنالیا ہے اور یہ وہی خدا یا خیالی خدا ہے جیسے بہت سی عورتیں ایک وہمی حمل رجا کر لیتی ہیں یہاں تک کہ پیٹ میں وہمی طور پر حرکت معلوم ہوتی ہے اور پیٹ بڑھتا بھی ہے۔ اس طرح پر فرضی مسیح بنالیا گیا ہے جسے خدا سمجھا گیا ہے۔ غرض سچے مسیح کے مقابل وہ کھڑا ہے اب یہ لڑائی ان دونوں میں شروع ہے اور خدا اس میں اپنا چمکتا ہوا ہاتھ دکھلائے گا۔

چالیس کروڑ سے بھی زائد انسان عیسائی ہو چکے ہیں جب اول ہی اول کہ لوگ آئے تو مولوی ان کے حملوں اور اعتراضوں سے محض ناواقف تھے ان کو پورا علم نہ ان کے اعتراضوں کا تھا اور نہ قرآن شریف کے حقائق ہی سے آگاہ تھے، برخلاف اس کے عیسائیوں کے پاس اقبال اور تالیف قلوب کے ذریعے تھے، اس لیے ان کی ترقی ہوتی گئی مگر اب ان میں ایک بھی نہیں جو اس کے تنزل کو دیکھ سکے اب ان کا دور ختم ہونے والا ہے اور مختصر طور پر جعلی فرضی خدا کو سمجھ لیں گے اصل بات تو یہ ہے کہ عیسائیوں کا تانا بانا آریہ اور سناتن سے بھی بودہ ہے۔ کیونکہ انہوں نے ساری بنیاد حیات مسیح پر رکھی ہوئی ہے اس کے ٹوٹنے کے ساتھ ہی ساری عمارت گر جاتی ہے۔ یہ بات اس زمانہ میں کہ وہ زندہ آسمان پر گیا ہے، کوئی مان نہیں سکتا جبکہ دلائل قطعیۃ الدلالت کے ساتھ ثابت ہو گیا کہ وہ مر گیا ہے اور اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ اب تو لاش کے دکھا دینے تک نوبت بن گئی ہے۔ کیونکہ (سرینگر) کشمیر میں اس کی قبر واقعات صحیحہ کی بنا پر ثابت ہو گئی ہے۔

(ملفوظات جلد2 صفحہ 526-527 ایڈیشن 2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

یوز آسف وہی ہے جس کو یسوع کہتے ہیں۔ اور آسف کے معنی ہیں پراگندہ جماعتوں کو جمع کرنے والا۔ چونکہ مسیح علیہ السلام کا کام بھی بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کو جمع کرنا تھا اور اہل کشمیر بہ اتفاق اہل تحقیق بنی اسرائیل ہی ہیں۔ اس لئے ان کا یہاں آنا ضروری تھا۔ اس کے علاوہ خود یوز آسف کا قصہ یورپ میں مشہور ہے۔ بلکہ یہاں تک کہ اٹلی میں اس نام پر ایک گرجا بھی بنایا گیا ہے اور ہر سال وہاں ایک میلہ بھی ہوتا ہے۔ اب اس قدر صرف کثیر سے ایک مذہبی عمارت کا بنانا اور پھر ہر سال اس پر ایک میلہ کرنا کوئی ایسی بات نہیں ہے جو سرسری نگاہ سے دیکھی جائے۔ وہ کہتے ہیں کہ یوز آسف مسیح کا حواری تھا۔ ہم

کہتے ہیں یہ بات سچی نہیں ہے۔ یوز آسف خود ہی مسیح تھا۔ اگر وہ حواری ہے تو یہ تمہارا فرض ہے کہ تم ثابت کرو کہ مسیح کے کسی حواری کا نام شہزادہ نبی ہو۔

یہ ایسی باتیں ہیں جو صلیب کے واقعہ کا سارا پردہ ان سے کھل جاتا ہے۔ ہاں اگر مسیحی اس بات کے قائل نہ ہوتے تو البتہ بحث بند ہو جاتی لیکن جب کہ انہوں نے قبول کر لیا ہے کہ یوز آسف ایک شخص ہوا ہے اور اس کی تعلیم انجیل ہی کی تعلیم ہے اور اس نے بھی اپنی کتاب کا نام انہیں ہی رکھ لیا ہے۔ اور جس طرح پر شہزادہ نبی مسیح کا نام ہے اس کو بھی شہزادہ نبی کہتے ہیں۔ اب غور کرنے کے قابل بات ہے کہ اگر یہ خود مسیح ہی نہیں تو اور کون ہے؟

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 162 ایڈیشن 2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

عیسائی مذہب کے استیصال کے لئے ہمارے پاس تو ایک دریا ہے اور اب وقت آ گیا ہے کہ یہ طلسم ٹوٹ جاوے اور وہ بت جو صلیب کا بنایا گیا ہے گر پڑے اور اصل بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اگر مجھے مبعوث نہ بھی فرماتا تب بھی زمانہ نے ایسے اور اسباب پیدا کر دیئے تھے کہ عیسائیت کا پول کھل جاتا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی غیرت اور جلال کے یہ صریح خلاف ہے کہ ایک عورت کا بچہ خدا بنایا جاتا جو انسانی حوائج اور لوازم بشریہ سے کچھ بھی استثناء اپنے اندر نہیں رکھتا۔

میں نے ایک کتاب لکھی ہے جس میں میں نے کامل تحقیقات کے ساتھ ہی ثابت کر دیا ہے کہ یہ بالکل جھوٹ ہے کہ مسیح صلیب پر مر گیا۔ اصل یہ ہے کہ وہ صلیب پر سے زندہ اتار لیا گیا تھا اور وہاں سے بچ کر وہ کشمیر میں چلا آیا۔ جہاں اس نے ایک سو بیس برس کی عمر میں وفات پائی۔ اور اب تک اس کی قبر خانیار کے محلہ میں یوز آسف یا شہزادہ نبی کے نام سے مشہور ہے۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 439 ایڈیشن 2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

اور پھر مسیح کی لاش ایک ایسے آدمی کے سپرد کر دی گئی جو مسیح کا شاگرد تھا اور اصل تو یہ ہے کہ خود پیلاطوس اور اس کی بیوی بھی اس کی مرید تھی چنانچہ پلاطوس کو عیسائی شہیدوں میں لکھا ہے اور اس کی بیوی کو ولیہ قرار دیا ہے اور ان سب سے بڑھ کر مرہم عیسیٰ کا نسخہ ہے جس کو مسلمان، یہودی، رومی اور عیسائی اور مجوسی طبیبوں نے بالاتفاق لکھا ہے کہ یہ مسیح کے زخموں کے لیے تیار ہوا تھا اور اس کا نام مرہم عیسیٰ اور مرہم حوارین اور مرہم رسل اور مرہم شیخہ وغیرہ بھی رکھا۔ کم از کم ہزار کتاب میں نسخہ موجود ہے اور یہ کوئی عیسائی ثابت نہیں کر سکتا کہ صلیبی زخموں کے سوا اور بھی کبھی کوئی زخم مسیح کو لگے تھے اور اس

وقت حواری بھی موجود تھے۔ اب بتاؤ کہ کیا یہ تمام اسباب اگر ایک جا جمع کیے جاویں، تو صاف شہادت نہیں دیتے کہ مسیح صلیب پر سے زندہ بچ کر اتر آیا تھا۔

اس پر اس وقت ہمیں کوئی لمبی بحث نہیں کرنی ہے یہودیوں کے جو فرقے متفرق ہو کر افغانستان یا کشمیر میں آ گئے تھے وہ ان کی تلاش میں ادھر چلے آئے اور پھر آخر کشمیر ہی میں انہوں نے وفات پائی۔ اور یہ بات انگریز محققوں نے بھی مان لی ہے کہ کشمیری در اصل بنی اسرائیل ہیں چنانچہ برنیئرؔ نے اپنے سفر نامہ میں یہی لکھا ہے۔ اب جبکہ یہ ثابت ہوتا ہے اور واقعات صحیحہ کی بناء پر ثابت ہوتا ہے کہ وہ صلیب پر نہیں مرے بلکہ زندہ اتر آئے تو پھر کفارہ کا کیا باقی رہا۔

(ملفوظات جلد2 صفحہ 440-441 ایڈیشن2016ء)

مسیح کی قبر سری نگر خانیار کے محلہ میں ثابت ہو گئی ہے اور یہ وہ بات ہے جو دنیا کو ایک زلزلہ میں ڈال دے گی، کیونکہ اگر مسیح صلیب پر مرے تھے تو یہ قبر کہاں سے آ گئی؟

سوال: آپ نے خود دیکھا ہے؟

جواب: میں خود وہاں نہیں گیا لیکن میں نے اپنا ایک مخلص ثقہ مرید وہاں بھیجا تھا۔ وہ وہاں ایک عرصہ تک رہا اور اس نے پوری تحقیقات کر کے پانچ سو معتبر آدمیوں کے دستخط کرائے جنہوں نے اس قبر کی تصدیق کی۔ وہ لوگ اس کو شہزادہ نبی کہتے ہیں اور عیسیٰ صاحب کی قبر کے نام سے بھی پکارتے ہیں۔ آج سے گیارہ سو سال پہلے اکمال الدین نام ایک کتاب چھپی ہے وہ بعینہٖ انجیل ہے۔ وہ کتاب یوز آسف کی طرف منسوب ہے۔ اس نے اس کا نام بشریٰ یعنی انجیل رکھا ہے۔ یہی تمثیلیں، یہی قصے، یہی اخلاقی باتیں جو انجیل میں ہیں پائی جاتی ہیں اور بسا اوقات عبارتوں کی عبارتیں انجیل سے ملتی ہیں اب یہ ثابت شدہ بات ہے کہ یوز آسف کی قبر ہے۔

(ملفوظات جلد2 صفحہ 161-162 ایڈیشن2016ء)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 08 دسمبر 2021)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا پاک اور کامل نمونہ ہمارے سامنے ہے کہ گھر والوں نے کیسی مخالفت کی اور پھر اسی مکہ میں سے وہ لوگ نکلے جو دنیا کی اصلاح کرنے والے ٹھہرے۔ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ انہیں میں سے تھے۔ وہ ابو بکرؓ جن کی بابت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابو بکرؓ کی قدر و منزلت اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس بات سے ہے جو اس کے دل میں ہے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ انہیں مکہ والوں میں سے تھے۔ حضرت عمرؓ بڑے بھاری مخالف تھے۔ یہاں تک کہ ایک مرتبہ مشورہ قتل میں بھی شریک اور قتل کے لئے مقرر ہوئے۔ لیکن آخر خدا تعالیٰ نے ان کو وہ جوش اظہار اسلام کا دیا کہ غیر قومیں بھی ان کی تعریف کرتیں اور ان کا نام عزت سے لیتی ہیں۔

(ملفوظات جلد ہشتم صفحہ 159 ایڈیشن 1984ء)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 13 اکتوبر 2021)

(قسط 13)

ارشادات حضرت مسیح موعودؑ بابت مختلف ممالک و شہر

(سید عمار احمد)

ارشادات بابت سرینگر کشمیر

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:
*یورپ اور دوسرے ملکوں میں ہم ایک اشتہار شائع کرنا چاہتے ہیں جو بہت ہی مختصر ایک چھوٹے سے صفحے کا ہو تا کہ سب اسے پڑھ لیں۔ اس کا مضمون اتنا ہی ہو کہ مسیح کی قبر سرینگر کشمیر میں ہے جو واقعات صحیحہ کی بنا پر ثابت ہو گئی ہے۔ اس کے متعلق مزید حالات اور واقفیت اگر کوئی معلوم کرنا چاہے تو ہم سے کرلے۔ اس قسم کا اشتہار ہو جو بہت کثرت سے چھپوا کر شائع کیا جاوے۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 90 ایڈیشن 2016ء)

*حضرت اقدسؑ نے اس چٹھی کے ذریعہ ڈاکٹر ڈوئی کو دعوت کی ہے کہ:۔
اب فیصلہ کا طریق آسان ہے۔ اس قدر مسلمانوں کے ہلاک کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ مسیح موعود جس کا ڈاکٹر ڈوئی انتظار کرتا ہے آگیا ہے وہ میں ہوں۔ پس میرے ساتھ مقابلہ کر کے یہ فیصلہ ہو سکتا ہے کہ کون کاذب اور مفتری ہے۔ ڈاکٹر ڈوئی اپنے مریدوں میں سے ایک ہزار آدمی کے دستخط دے کر ایک قسم اس طرح شائع کر دے کہ ہم دونوں میں سے جو کاذب اور مفتری ہے وہ راست باز اور صادق سے پہلے ہلاک ہو جاوے۔ پس پھر کاذب کی موت خود ایک نشان ہو جاوے گا۔
یہ خلاصہ ہے اس چٹھی کا جس میں اور بھی بہت سے حقائق ہیں۔ حضرت اقدسؑ نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ اب وہ وقت آگیا ہے کہ ہمیشہ کے لئے ثابت کر دیا جاوے کہ یہ غلط خیال ہے کہ تلوار کبھی مذہب کا فیصلہ نہیں کر سکتی یعنی مسئلہ جہاد پر روشنی ڈالی ہے اور اس کے ضمن میں حضرت مسیح کی موت اور آپ کی قبر پر بحث کی ہے اور ان واقعات کی بنا پر جو انجیل میں درج ہوئے ہیں ثابت کیا ہے کہ وہ صلیب پر نہیں مرے، بلکہ وہاں سے بچ کر نکل کھڑے ہوئے اور کشمیر میں آکر فوت ہوئے۔
(ملفوظات جلد 3 صفحہ 111 ایڈیشن 2016ء)

*مولوی محمد علی صاحب ایم اے نے ایک خط سنایا جو کہ سٹریٹ سیٹلمنٹ سے آیا تھا اس کا خلاصہ یہ تھا کہ کشمیر سے ایک پرانا صحیفہ ایک پادری بنام فداہمنس نے حاصل کیا ہے جو کہ دوہزار سال کا ہے اس میں مسیح کی آمد اور اس کے منجی ہونے کی پیشگوئی ہے حضرت اقدس نے فرمایا کہ:۔

بعض وقت پادری لوگ عیسوی مذہب کی عظمت دل نشین کرانے کے واسطے ایسی مصنوعات سے کام لیتے ہیں۔ ہمارے نزدیک اس کا معیار یہ ہے کہ اگر اس صحیفہ میں تثلیث کا ذکر ہو تو سمجھنا چاہیے کہ مصنوعی ہے کیونکہ خود عیسویت کی ابتدا میں تثلیث کا عقیدہ نہ تھا یہ بعد میں وضع ہوا ہے۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 366-367 ایڈیشن 2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

*نماز سے کوئی بیس یا پچیس منٹ پیشتر میں نے خواب دیکھا کہ گویا ایک زمین خریدی ہے کہ اپنی جماعت کی میتیں وہاں دفن کیا کریں تو کہا گیا کہ اس کا نام مقبرہ بہشتی ہے یعنی جو اس میں دفن ہوگا وہ بہشتی ہوگا۔

پھر اس کے بعد کیا دیکھتا ہوں کہ کشمیر میں کسر صلیب کے لئے یہ سامان ہوا ہے کہ کچھ پرانی انجیلیں وہاں سے نکلی ہیں میں نے تجویز کی کہ کچھ آدمی وہاں جاویں تو وہ انجیلیں لاویں تو ایک کتاب ان پر لکھی جاوے۔ یہ سن کر مولوی مبارک علی صاحب تیار ہوئے کہ میں جاتا ہوں۔ مگر اس مقبرہ بہشتی میں میرے لئے جگہ رکھی جاوے میں نے کہا کہ خلیفہ نورالدین کو بھی ساتھ بھیج دو۔

یہ خواب ہے جو حضرت نے سنایا اور فرمایا کہ:۔

اس سے پیشتر میں نے تجویز کی تھی کہ ہماری جماعت کی میتوں کے لئے ایک الگ قبرستان یہاں ہو سو خدا نے آج اس کی تائید کر دی اور انجیل کے معنے بشارت کے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے ارادہ کیا ہے کہ وہاں سے کوئی بڑی بشارت ظاہر کرے اور جو شخص وہ کام کر کے لائے گا وہ قطعی بہشتی ہے۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 389 ایڈیشن 2016ء)

*مغرب کی نماز باجماعت ادا کر کے حضرت اقدس حسب معمول مسجد مبارک کے شمال و مغربی گوشہ میں بیٹھ گئے فجر کی خواب پر حضرت اقدس اور اصحاب کبار ذکر کرتے رہے فرمایا کہ:۔

کشمیر میں مسیح کی قبر معلوم ہونے سے بہت قریب ہی فیصلہ ہو جاتا ہے اور سب جھگڑے طے ہو جاتے ہیں اگر فراست نہ بھی ہو تو بھی یہ بات سمجھ میں آجاتی ہے کہ آسان بات کونسی ہے۔ اب آسمان پر جانے کو کون سمجھے جو باتیں قرین قیاس ہوتی ہیں

وہی صحیح نکلتی ہیں آج تک خدا کے اعلام سے اس کے متعلق کچھ معلوم نہ ہوا تھا۔ (مگر اب خود ہی اللہ تعالیٰ نے بتلا دیا) اب تخم ریزی تو ہوئی ہے امید ہے کہ کچھ اور امور بھی ظاہر ہوں گے عادت اللہ اسی طرح ہے یہ خواب بالکل سچا ہے اور اس کے ساتھ کسی طرح کی آمیزش نہیں ہے۔ مجھے اس وقت خواب میں معلوم ہوتا تھا کہ کوئی بڑا عظیم الشان کام ہے جیسے کسی کو لڑائی پر جانا ہوتا ہے اس سے یہ بات تو ثابت ہوگئی کہ ہماری فراست نے خطا نہیں کی۔ یہ عقدہ اللہ تعالیٰ حل کر دے تو صدہا برسوں کا کام ایک ساعت میں ہو جاتا ہے اور عیسائیوں اور ان مولویوں کے گھروں میں ماتم پڑ جاوے۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 390 ایڈیشن 2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

* پھر کہتے ہیں کہ سیدنا المسیح کی توہین کرتے ہیں۔ بھلا سوچو تو کہ ہم اگر اپنے پیغمبر سے ان جھوٹے اعتراضات جو نافہمی اور کورچشمی سے کر کے مسیح کو آسمان پر زندہ بٹھا کر آنحضرت پر کئے جاتے ہیں ان کے دور کرنے کے واسطے مسیح کی اصل حقیقت کا اظہار نہ کریں تو کیا کریں؟ ہم اگر کہتے ہیں کہ وہ زندہ ہیں بلکہ مر گئے ہیں جیسے دوسرے انبیا بھی مر گئے ہیں تو ان لوگوں کے نزدیک تو یہ بھی ایک قسم کی توہین ہوئی۔ ہم تو خدا کے بلائے بولتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ فرشتے آسمان پر کہتے ہیں۔ افتراء کرنا تو ہمیں آتا نہیں اور نہ ہی افتراء خدا کو پیارا ہے۔ اب خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ جس طرح آنحضرت کی کسر شان اور ہتک کی گئی۔ ضرور ہے کہ اس کا بدلہ لے لیا جاوے اور آنحضرتؐ کے نور اور جلال کو دوبارہ از سر نو تازہ وشاداب کر کے دکھایا جاوے اور یہ اس مسیح کے بت کے ٹوٹنے اور اس کی موت کے ثابت ہونے میں ہے۔ پس ہم خدا کے منشاء اور ارادے کے مطابق کرتے ہیں اب ان کی لڑائی ہم سے نہیں بلکہ خدا سے ہے۔

ان لوگوں نے تو حضرت مسیحؑ کو خاصہ خدا بنایا ہوا ہے اور پھر کہلاتے ہیں موحد۔ ان کا اعتقاد ہے کہ وہ زندہ ہے قائم ہے عَلَی السَّمَآءِ۔ خالق، رازق، غیب دان، محیی، ممیت ہے۔ بھلا اب بتاؤ کہ اگر یہ صفات خدا کی نہیں تو کس کی ہیں؟ بشریت تو ان صفات کی حامل ہو سکتی نہیں۔ خدائی میں فرق ہی کیا رہا؟ یہ تو عیسائیوں کو مدد دے رہے ہیں۔ پورے نہیں نیم عیسائی تو ضرور۔ اگر ہم ان کے عقائد ردیہ کی تردید نہ کریں تو کیا کریں؟ پھر ہمیں ماننا پڑے گا کہ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ اسلام، آنحضرت، خدا تعالیٰ کی طرف سے پاک نبی اور قرآن شریف خدا کا کلام برحق نہیں اور حضرت مسیحؑ زندہ نہیں بلکہ مر کر کشمیر سرینگر محلہ خانیار میں مدفون ہیں۔ یہی سچا عقیدہ ہے۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 13-14 ایڈیشن 2016ء)

* بعض عیسائی اخباروں نے مسیحؑ کی قبر واقعہ کشمیر کے متعلق ظاہر کیا ہے کہ یہ قبر مسیح کی نہیں بلکہ ان کے کسی حواری کی ہے۔ اس تذکرہ پر آپ نے فرمایا کہ:۔

اب تو ان لوگوں نے خود اقرار کر لیا ہے کہ اس قبر کے ساتھ مسیحؑ کا تعلق ضرور ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ ان کے کسی حواری کی ہے اور ہم کہتے ہیں کہ مسیحؑ کی ہے۔ اب اس قبر کے متعلق یہ تاریخی صحیح شہادت ہے کہ وہ شخص جو اس میں مدفون ہے وہ شہزادہ نبی تھا اور قریباً انیس سو برس سے مدفون ہے۔ عیسائی کہتے ہیں کہ یہ شخص مسیحؑ کا حواری تھا اب ان پر ہی سوال ہوتا ہے اور ان کا فرض ہے کہ وہ ثابت کریں کہ مسیحؑ کا کوئی حواری شہزادہ نبی کے نام سے بھی مشہور تھا۔ اور وہ اسی طرف آیا تھا اور یہ یقیناً ثابت نہیں ہو سکتا۔ پس اس صورت میں بجز اس کے ماننے کے کہ یہ مسیح علیہ السلام کی ہی قبر ہے اور کوئی چارہ نہیں۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 200 ایڈیشن 2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

* اسی طرح پر یہود کے بڑے بڑے مولوی فقیہ اور فریسی کرتے تھے۔ جب حضرت مسیح آئے انہوں نے بھی انکار کیا۔ یاد رکھو حق میں ایک خوشبو ہوتی ہے اور وہ خود بخود پھیل جاتی ہے اور خدا اس کی حمایت کرتا ہے۔ جب خدا تعالیٰ نے مجھے مامور کیا تھا۔ اس وقت میں اکیلا تھا اور کوئی مجھے جانتا بھی نہ تھا، مگر اب پچاس ہزار سے بھی زیادہ انسان اس سلسلہ میں شامل ہیں اور اطراف عالم میں اس دعویٰ کا شور مچ گیا ہے۔ خدا تعالیٰ اگر ساتھ نہ ہوتا اور اس کی طرف سے یہ سلسلہ نہ ہوتا تو اس کی تائید کیونکر ہو سکتی تھی اور یہ سلسلہ قائم کیونکر رہ سکتا تھا؟

اور پھر یہ نہیں کہ اس طریق میں سب کو خوش کیا گیا تھا؟ نہیں بلکہ سب سے مخالفت اور سب کو ناراض کیا گیا۔ عیسائی الگ ناراض اور سب سے بڑھ کر ناراض ہیں، جبکہ ان کو سنایا گیا کہ صلیبی اعتقاد کو پاش پاش کرنے آیا ہوں اور ان کو دعوت کی گئی کہ تمہارا یسوع مسیح جس کو تم نے خدا بنایا ہے اور جس کی صلیبی موت پر جو تمہارے نزدیک لعنتی موت ہے تمہاری نجات منحصر ہے وہ ایک عاجز انسان تھا اور وہ کشمیر میں مرا پڑا ہے۔ عیسائی اگر ناراض تھے تو اور کسی قوم کے ساتھ بھی صلح نہ رہی۔ آریوں کے ساتھ الگ مخالفت جبکہ ان کے نیوگ، تناسخ اور دوسرے معتقدات کی ایسی تردید کی گئی کہ جس کا جواب ان سے کبھی نہ ہو سکے گا۔ اور آخر خدا تعالیٰ نے اپنے ایک بین نشان کے ساتھ ان پر حجت پوری کی۔ اور اگر باہر والے ناراض تھے تو مسلمان ہی خوش ہوتے، مگر تم دیکھ لو کہ ان لوگوں کی جب غلطیاں نکالی گئیں ان کے مشائخ، پیرزادوں مولویوں اور دوسرے لوگوں کی بدعتوں اور مشرکانہ رسومات کو ظاہر کیا گیا اور ان کے خانہ ساز عقائد کو کھولا گیا تو یہ سب سے بڑھ کر دشمن ثابت ہوئے۔ اب

ان سب لوگوں کی مخالفت کے ہوتے ہوئے اس سلسلہ کا ترقی کرنا اور دن بدن بڑھنا بتاؤ خدا کی تائید کے بغیر ہو سکتا ہے؟ کیا انسانی منصوبوں سے عظیم الشان سلسلہ چل سکتا ہے؟

(ملفوظات جلد3 صفحہ56 ایڈیشن2016ء)

* مسیح کی قبر واقع کشمیر کا ذکر تھا۔ اس کے متعلق کو کچھ فرمایا۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ بہت سے شواہد اور دلائل سے یہ امر ثابت ہو گیا ہے کہ مسیح علیہ السلام ہی کی قبر ہے۔ اور یہاں نہ صرف ان کی قبر ہی ہے بلکہ میں یقین رکھتا ہوں کہ ان کے بعض دوستوں کی قبریں بھی اسی جگہ ہیں۔ اول یوسف آسف کا نام ہی اس پر دلالت کرتا ہے اس کے علاوہ چونکہ وہ اپنے وطن میں باغی ٹھہرائے گئے تھے۔ اس لئے اس گورنمنٹ کے تحت حکومت میں کسی جگہ رہ یہ نہ سکتے تھے۔ پس اللہ تعالےٰ نے ان پر رحم کر کے پسند کیا کہ شام جیسا سرد ملک ہی ان کے لئے تجویز کیا جہاں وہ ہجرت کر کے آ گئے س یہودیوں کی دس تباہ شدہ قومیں جن کا پتہ نہیں ملتا تھا۔ وہ بھی چونکہ یہاں ہی آباد تھیں۔ اس لئے اس فرض تبلیغ کو ادا کرنے کے لئے بھی یہاں ان کا آنا ضروری تھا۔ اور پھر یہاں کے دیہات اور دوسری چیزوں کے نام بھی بلاد شام کے بعض دیہات وغیرہ سے ملتے جلتے ہیں۔

(اس موقعہ مفتی محمد صادق صاحب نے عرض کی حضور کاشیر کا لفظ خو و موجود ہے۔ یہ لفظ اصل میں کاشیر ہے۔ م تو ہم لوگ ملا لیتے ہیں۔ اصل کشمیری کاشیر بولتے ہیں اور کاشیر کہلاتے ہیں۔ اور آشیر عبرانی زبان میں ملک شام کا نام ہے اور ک بمعنے مانند یعنی شام کی مانند۔ پھر اور بہت سے نام ہیں)

حضرت نے فرمایا کہ وہ سب نام جمع کر د تا کہ ان کا حوالہ کسی جگہ دیا جاوے۔

اسی سلسلہ کلام میں فرمایا کہ

اکمال الدین جو پرانی کتاب ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ انیس سو برس کا ایک نبی ہے۔ پھر کشمیریوں کے رسم ورواج وغیرہ یہودیوں سے ملتے ہیں۔ برنیر فرانسیسی سیاح نے بھی ان کو بنی اسرائیل ہی لکھا ہے۔ اس کے علاوہ تھوما حواری کا ہندوستان میں آنا ثابت ہے۔

(ملفوظات جلد8 صفحہ 39-40 ایڈیشن1984ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

* ہم جب مسیح کی موت کے لئے آیت فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِىْ (المائدہ :118) پیش کرتے ہیں تو اس پر اعترض ہوتا ہے مسیح اگر واقعہ صلیب کے بعد کشمیر چلے آئے تھے تو پھر ان کو بجائے فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِىْ کے یہ کہنا چاہیے تھا کہ جب تو نے مجھے کشمیر پہنچا

دیا۔ اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ اعتراض ایک سفطہ ہے۔ یہ سچ ہے کہ مسیح علیہ السلام صلیب پر سے زندہ اترے آئے اور موقعہ پاکر وہ وہاں سے کشیر چلے آئے۔ لیکن اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مخالفوں کا حال تو پوچھا نہیں۔ وہ تو ان کی اپنی امت کا حال پوچھتا ہے۔ مخالف تو بدستور کافر کذاب تھے۔

دوسرے یہاں سے مسیح علیہ السلام نے اپنے جواب میں یہ بھی فرمایا ہے مَا دُمْتُ فِيْهِمْ (المائدہ :118) میں جب تک ان میں تھا۔ یہ نہیں کہا مَا دُمْتُ فِيْٓ اَرْضِهِمْ۔ مَا دُمْتُ فِيْهِمْ لفظ تقاضا کرتا ہے کہ جہاں سے مسیح جائیں وہاں ان کے حواری بھی جائیں۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ خدا تعالیٰ کا ایک مامور و مرسل ایک سخت حادثہ موت سے بچایا جاوے اور پھر وہ خدا تعالیٰ کے اذن سے ہجرت کرے اور اس کے پیرو اور حواری اسے بالکل تنہا چھوڑ دیں اور اس کا پیچھا نہ کریں۔ نہیں بلکہ وہ بھی ان کے پاس یہاں آئے۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ وہ ایک دفعہ ہی سارے نہ آئے ہوں بلکہ متفرق طور پر آگئے ہوں۔ چنانچہ تھوما کا تو ہندوستان میں آنا ثابت ہی ہے اور خود عیسائیوں نے مان لیا ہے۔ اس قسم کی ہجرت کے لئے خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کی نظیر موجود ہے۔ حالانکہ مکہ میں آپؐ کے وفادار اور جاں نثار خدام موجود تھے۔ لیکن جب آپؐ نے ہجرت کی تو صرف حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے لیا۔ مگر اس کے بعد جب آپ مدینہ پہنچ گئے تو دوسرے اصحاب بھی یکے بعد دیگرے وہیں جا پہنچے۔ لکھا ہے کہ جب آپ ہجرت کر کے نکلے اور غار میں جا کر پوشیدہ ہوئے تو دشمن بھی تلاش کرتے ہوئے وہاں جا پہنچے۔ ان کی آہٹ پا کر حضرت ابو بکرؓ گھبرائے تو اللہ تعالیٰ نے وحی کی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا (التوبہ :40) کہتے ہیں کہ وہ نیچے اتر کر اس کو دیکھنے بھی گئے مگر خدا تعالےٰ کی قدرت ہے کہ غار کے منہ پر مکڑی نے جالا تن دیا تھا۔ اسے دیکھ کر ایک نے کہا کہ یہ جالا تو (آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی) پیدائش سے بھی پہلے کا ہے۔ اس لئے وہ واپس چلے آئے۔ یہی وجہ ہے جو اکثر اکابر عنکبوت سے محبت کرتے آئے ہیں۔

غرض جیسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے باوجود ایک گروہ کثیر کے اس وقت ابو بکرؓ ہی کو ساتھ لینا پسند کیا اسی طرح پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے صرف تھوما کو ساتھ لے لیا۔ اور چلے آئے۔ پس جب حواری ان کے ساتھ تھے تو پھر کوئی اعتراض نہیں رہتا۔

دوسرا سوال اس پر یہ کرتے ہیں کہ جب کہ وہ 87 سال تک زندہ رہے تو ان کی قوم نے ترقی کیوں نہ کی؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اس کا ثبوت دینا ہمارے ذمہ نہیں۔ ہم کہتے ہیں ترقی کی ہوگی لیکن حوادث روزگار نے ہلاک کر دیا ہوگا۔ کشمیر میں اکثر زلزلے اور سیلاب آتے رہتے ہیں۔ مدت دراز کے بعد قوم بگڑ گئی۔ لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا کہ وہ ایک قوم تھی۔ اٰوَيْنٰهُمَاۤ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّ مَعِيْنٍ (المومنون :51) کے متعلق بعض کہتے ہیں کہ وہ شام ہی

میں تھا۔ میں کہتا ہوں یہ بالکل غلط ہے۔ قرآن شریف خود اس کے مخالف ہے اس لئے کہ اٰوَی لفظ تو اس جگہ استعمال ہوتا ہے جہاں ایک مصیبت کے بعد نجات ملے پناہ دی جاوے۔ یہ بات اس رومی سلطنت میں رہ کر انہیں کب حاصل ہو سکتی تھی۔ وہ تو وہاں رہ سکتے ہی نہ تھے۔ اس لئے لازمی طور پر انہوں نے ہجرت کی۔

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 40-42 ایڈیشن 1984ء)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 15 دسمبر 2021)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

چودہ کے عدد کو بڑی مناسبت ہے چودھویں صدی کا چاند کامل ہوتا ہے اسی کی طرف اللہ تعالیٰ نے لَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ (آل عمران :124) میں اشارہ کیا ہے۔ یعنی ایک بدر تو وہ تھا جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مخالفوں پر فتح پائی اس وقت بھی آپ کی جماعت قلیل تھی اور ایک بدر یہ ہے۔ بدر میں چودھویں صدی کی طرف اشارہ ہے اس وقت بھی اسلام کی حالت اذلہ کی ہو رہی ہے سو ان سارے وعدوں کے موافق اللہ تعالیٰ نے مجھے مبعوث کیا ہے۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 240 ایڈیشن 2016ء)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 02 مارچ 2022)

(قسط 14)

ارشادات حضرت مسیح موعودؑ بابت مختلف ممالک و شہر

(سید عمار احمد)

ارشادات بابت قادیان

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

میں آج کل طاعون سے قادیان کے محفوظ رہنے کے لیے بہت دعائیں کرتا ہوں اور باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے بڑے بڑے وعدے فرمائے ہیں لیکن یہ سُوءِ ادب اور انبیاء کے طریق سے دور ہے کہ خدا کی لَایُدرَک شان اور غناء ذاتی سے خوف نہ کیا جاوے۔ آج پہلے وقت ہی یہ الہام ہوا۔

دلم می بلرزد چو یاد آورم

مناجات شوریدہ اندر حرم

شوریدہ سے مراد دعا کرنے والا ہے اور حرم سے مراد جس پر خدا نے تباہی کو حرام کر دیا ہو اور دلم مے بلرزد خدا کی طرف ہے یعنی یہ دعائیں قوی اثر ہیں میں انہیں جلدی قبول کر تا ہوں۔ یہ خدا تعالیٰ کے فضل اور رحمت کا نشان ہے دلم مے بلرزد بظاہر ایک غیر محل سا محاورہ ہو سکتا ہے مگر یہ اسی کے مشابہ ہے جو بخاری میں ہے کہ مومن کی جان نکالنے میں مجھے تردد ہوتا ہے۔

توریت میں جو پچھتانا وغیرہ کے الفاظ آئے ہیں دراصل وہ اسی قسم کے محاورہ ہیں جو اس سلسلہ کی ناواقفی کی وجہ سے لوگوں نے نہیں سمجھے۔ اس الہام میں خدا تعالیٰ کی اعلیٰ درجہ کی محبت اور رحمت کا اظہار ہے اور حرم کے لفظ میں گویا حفاظت کی طرف اشارہ ہے۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 67-68 ایڈیشن 2016ء)

اس کے بعد حضرت اقدس نے لیکھرام کے متعلق کشف کا ذکر کیا جو کہ برکات الدعاء کے ٹائیٹل پیج پر چھپا ہوا ہے۔

بعد ازیں فرمایا کہ:۔ایک دفعہ میں نے اس لیکھرام کے متعلق دیکھا کہ ایک نیزہ ہے اس کا پھل بڑا چمکتا ہے اور لیکھرام کا سر پڑا ہوا ہے اسے اس نیزے سے پرو دیا ہے اور کہا گیا ہے کہ پھر یہ قادیان میں نہ آوے گا (ان ایام میں لیکھرام قادیان میں تھا اور اس کے قتل سے ایک ماہ پیشتر کا یہ واقعہ ہے) فرمایا کہ:۔
یہ عجائبات ہیں ختم ہونے میں نہیں آتے لیکھرام کے قتل کے وقت جب تلاشی میں کاغذات دیکھے گئے تو اس میں بہت سے خط نکلے جن میں لکھا تھا کہ وہ خبیث مارا گیا ہے اچھا ہوا کہ پیشگوئی پوری ہوئی اس میں جو پیشگوئی پوری کے الفاظ تھے وہ حکام سے ہر شک اور شبہ کو دور کرتے تھے۔

(ملفوظات جلد4 صفحہ 9-10 ایڈیشن 2016ء)

ظہر سے پہلے لودھیانہ سے آئے ہوئے احباب نے شرف نیاز حاصل کیا۔ قاضی خواجہ علی صاحب نے مولوی محمد حسین صاحب کی ملاقات کا ذکر کیا کہ میں نے ان کو کہا تھا کہ قادیان چلو۔

فرمایا: اگر وہ یہاں آجاوے تو اس کو اصل حالات معلوم ہوں اور ہماری جماعت کی ترقی کا پتہ لگے وہ ابھی تک تین سو تک ہی کہتا ہے اور یہاں اب ڈیڑھ لاکھ سے بھی تعداد زیادہ بڑھ گئی ہے۔ اگر شبہ ہو تو گورنمنٹ کے حضور درخواست کر کے ہماری جماعت کی الگ مردم شماری کرالیں۔ براہین احمدیہ میں جو لکھا تھا کہ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ۔ وَانْتَھٰی اَمْرُ الزَّمَانِ اِلَیْنَا۔ اَلَیْسَ ھٰذَا بِالْحَقِّ۔ اب دیکھیں کہ وہ وقت آیا ہے یا نہیں۔ گورنمنٹ پنجاب کی خدمت میں جو میموریل ستمبر 1899ء میں بھیجا گیا تھا۔ اس میں صاف اس امر کی پیشگوئی ہے کہ یہ جماعت تین سال میں ایک لاکھ ہو جائے گی اور وہ پوری ہو گئی۔ بہت سے لوگ ایسے ضعفاء و غرباء میں سے ہیں جو اس سلسلہ میں داخل ہو چکے ہیں مگر آ نہیں سکتے۔

(ملفوظات جلد4 صفحہ 22 ایڈیشن 2016ء)

عرب صاحب نے ادھر ادھر غیر آبادی کو دیکھ کر عرض کی کہ یہ صرف حضور ہی کا دم ہے کہ جس کی خاطر اس قدر انبوہ ہے ورنہ اس غیر آباد جگہ میں کون اور کب آتا ہے۔

فرمایا کہ:۔ اس کی مثال مکہ کی ہے کہ وہاں بھی عرب لوگ دور دراز جگہوں سے جا کر مال وغیرہ لاتے ہیں اور وہاں بیٹھ کر کھاتے ہیں۔ اسی کی طرف اشارہ ہے اس سورۃ میں لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ۔ اٖلٰفِھِمْ۔

(ملفوظات جلد4 صفحہ 53 ایڈیشن 2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

وہ دیکھتے کہ اس قدر نصرتیں اور تائیدیں جو اللہ تعالیٰ کر رہا ہے کیا یہ کسی مفتری اور کذاب کو بھی مل سکتی ہیں؟ ہر گز نہیں۔ کوئی شخص نصرتِ الٰہی کے بغیر اس قدر دعویٰ کب کر سکتا ہے۔ کیا وہ تھکتا نہیں؟ اور پھر اللہ تعالیٰ مفتری کے لیے اس قدر غیرت نہیں دکھاتا کہ اسے ہلاک کرے؟ بلکہ اس کو مہلت دیتا جاتا ہے اور نہ صرف مہلت بلکہ اس کی پیشگوئیوں کو بھی سچا کر دیتا ہے اور دوسرے لوگوں کے مقابلے میں جو اس کی مخالفت کرتے ہیں اسی کی تائید کرتا ہے اور اسی کو فتح دیتا ہے۔ انسانی حکومت کے مقابلہ میں اگر کوئی شخص افتراء کرتا ہے اور جھوٹی حالت بنا کر کہے کہ میں عہدہ دار ہوں تو وہ پکڑا جاتا ہے اور اس کو سخت سزا دی جاتی ہے لیکن کیا یہ تعجب کی بات نہیں کہ ایک مفتری اللہ تعالیٰ پر افتراء کرتا جاوے اور پھر نشان بھی دکھاتا جاوے اور اسے کوئی نہ پکڑے۔ براہین احمدیہ کی اشاعت کو بیس برس کے قریب ہوئے۔ یہ وہ زمانہ تھا جبکہ گاؤں میں بھی ہم کو کوئی شناخت نہیں کرتا تھا۔ گاؤں والے موجود ہیں۔ خود مولوی محمد حسین جس نے اس کتاب پر ریویو لکھا ہے زندہ موجود ہے اس سے پوچھو کہ اس وقت کیا حال تھا۔ ایسے وقت خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ فوج در فوج لوگ تیرے پاس آئیں گے۔ يَأْتُوْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ دور دراز سے تیرے پاس لوگ آئیں گے اور تحائف آئیں گے۔ اور پھر یہ بھی کہا کہ لوگوں سے تھکنا مت۔ اب کوئی سوچے اور دیکھے کہ خدا تعالیٰ کے یہ وعدے کس طرح پر پورے ہوئے ہیں۔ ان فہرستوں کو گورنمنٹ کے پاس دیکھ لے جو آنے والے مہمانوں کی مرتب ہو کر ہفتہ وار جاتی ہیں اور ڈاک خانہ اور ریل کے رجسٹروں کی پڑتال کرے جس سے پتہ لگے گا کہاں کہاں تحائف اور روپیہ آ رہا ہے اور قادیان میں بیٹھ کر دیکھیں کہ کس قدر ہجوم اور انبوہ مخلوق کا ہوتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی طرف سے بشارت اور قوت نہ ملے تو انسان تھک جاوے اور ملاقاتوں سے گھبرا اُٹھے۔ مگر جیسے اس نے یہ الہام کیا کہ گھبرانا نہ ویسے ہی قوت بھی عطا کی کہ گھبراہٹ ہوتی ہی نہیں اور ایسا ہی انگریزی، اردو، عربی، عبرانی میں بہت سے الہامات ہوئے جو اس وقت سے چھپے ہوئے موجود ہیں اور پورے ہو رہے ہیں۔ اب خدا ترس دل لے کر میرے معاملہ پر غور کرتے تو ایک نور ان کی رہبری کرتا اور خدا کی روح ان پر سکینت اور اطمینان کی راہیں کھول دیتی۔ وہ دیکھتے کے کیا یہ انسانی طاقت کے اندر ہے جو اس قسم کی پیشگوئی کرے؟ انسان کو اپنی زندگی کے ایک دم کا بھروسہ نہیں ہو سکتا تو یہ کس طرح کہہ سکتا ہے کہ تیرے پاس دور دراز سے مخلوق آئے گی اور ایسے زمانے میں خبر دیتا ہے جبکہ وہ مجحوب ہے اور اس کو کوئی اپنے گاؤں میں بھی شناخت نہیں کرتا۔ پھر وہ پیشگوئی پوری ہوتی ہے اس کی مخالفت میں ناخنوں تک زور لگایا جاتا ہے اور اس کے تباہ کرنے اور معدوم کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی جاتی مگر اللہ تعالیٰ اس کو برومند کرتا اور ہر نئی مخالفت پر اس کو عظیم الشان ترقی بخشتا ہے۔ کیا یہ خدا کے کام ہیں یا انسانی منصوبوں کے نتیجے؟ اصل یہی ہے کہ یہ خدا تعالیٰ کے کام ہیں اور لوگوں کی نظروں میں عجیب۔ مولویوں نے مخالفت کے لیے جہلاء کو بھڑکایا اور عوام کو جوش دلایا، قتل کے فتوے دیئے، کفر کے فتوے شائع کئے اور ہر طرح سے عام لوگوں کو مخالفت کے لئے آمادہ کیا مگر کیا ہوا؟ اللہ تعالیٰ کی

نصرتیں اور تائیدیں اور بھی زور کے ساتھ ہوئیں۔ اسی کے موافق جو اس نے کہا تھا کہ ”دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا مگر خدا تعالیٰ اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کرے گا۔“

(ملفوظات جلد4 صفحہ 117-119 ایڈیشن 2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

پھر آریوں کے مقابل میں ایک نشان مجھے دیا گیا جو لیکھرام کے متعلق تھا وہ اسلام کا دشمن تھا اور گندی گالیاں دیا کرتا اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرتا تھا۔ یہاں قادیان آیا اور اس نے مجھ سے نشان مانگا میں نے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے خبر دی۔ چنانچہ میں نے اس کو شائع کر دیا اور یہ کوئی مخفی بات نہیں کل ہندوستان اس کو جانتا ہے کہ جس طرح قبل از وقت اس کی موت کا نقشہ کھینچ کر دکھایا گیا تھا اسی طرح وہ پورا ہو گیا۔ اس کے علاوہ اور بہت سے نشانات ہیں جو ہم نے اپنی کتابوں میں درج کیے ہیں اور اس پر بھی ہم ایمان رکھتے ہیں کہ ہمارا خدا تھکنے والا خدا نہیں وہ تکذیب کرنے والوں کے لیے ہر وقت طیار ہے میں نے پنجاب کے مولویوں اور پادریوں کو ایسی دعوت کی ہے کہ وہ میرے مقابل میں آکر ان نشانات کو جو ہم پیش کرتے ہیں فیصلہ کر لیں۔ اگر ان کو نہ مانیں تو دعا کر سکتا ہوں اور اپنے خدا پر یقین رکھتا ہوں کہ اور نشان ظاہر کر دے گا لیکن میں دیکھتا ہوں کہ وہ صدق نیت سے اس طرف نہیں آتے بلکہ لیکھرامی حملے کرتے ہیں مگر خدا تعالیٰ کسی کی حکومت کے نیچے نہیں ہے۔

(ملفوظات جلد4 صفحہ 208 ایڈیشن 2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

اختلاف مذاہب کا جو خدا تعالیٰ نے اپنی حکمت عملی سے رکھا ہے یہ بھی ایک عمدہ چیز ہے۔ اس سے انسانوں کی عقل بڑھتی ہے دنیا میں اگر کسی معاملہ میں اتفاق بھی کرتے ہیں تو اس کی باریک در باریک جزئیوں تک پہنچنا محال ہو جاتا ہے اور جزئی در جزئی نکلتی چلی آتی ہے۔ تبادلہ خیالات کے لیے مجمعوں میں تقریریں کرنی بھی اچھی چیز ہیں لیکن ابھی تک ہمارے ملک میں ایسے مہذب لوگ بہت ہی کم ہیں بلکہ نہیں ہیں جو آرام اور امن کے ساتھ اپنی مخالف رائے ظاہر کر سکیں۔

میں نے خود یہ چاہا تھا اور میرا ارادہ ہے کہ قادیان میں ایک جگہ ایسی بناویں جہاں مختلف لوگ مذاہب کے جمع ہو کر اپنے اپنے مذہب کی صداقت اور خوبیوں کو آزادی سے بیان کر سکیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ اگر اظہار حق کے لیے مباحثے اور تقریریں ہوں تو بہت اچھی بات ہے مگر تجربہ سے ثابت ہو گیا ہے کہ ان میں فتنہ وفساد کا مظنہ ہوتا ہے اس لیے میں نے ان مباحثوں کو چھوڑ دیا ہے ممکن دو چار آدمی ایسے بھی ہوں جو صبر اور نرمی کے ساتھ اپنے مخالف کی بات سن لیں لیکن کثرت ایسے لوگوں کی ہو گی جو عوام الناس میں سے ہوتے ہیں اور وہ اپنے مخالف کے منہ سے ایک لفظ بھی اپنے مذہب کے خلاف نہیں سن سکتے خواہ

وہ کتنا ہی نرم کیوں نہ ہو۔ چونکہ جب مخالف بیان کرے گا تو کوئی نہ کوئی لفظ اس کے منہ سے ایسا نکل سکتا جو اس کے فریق مخالف کی غلطی کے اظہار میں ہوگا اور اس سے عوام میں جوش پھیل جاتا ہے ایسی جگہ تو تب امن رہ سکتا ہے جب سمجھانے والا اور سمجھنے والا اس طرح بیٹھیں کہ جیسے باپ بیٹے میں کوئی برائی دیکھتا ہے اور اس کو سمجھاتا ہے تو وہ نرمی اور صبر سے اس کو سن لیتا ہے ایسی محبت کی کشش سے البتہ فائدہ ہوتا ہے غیظ و غضب کی حالت میں یہ امید رکھنا کہ کوئی فائدہ ہو خام خیال ہے۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 254-255 ایڈیشن 2016ء)

نقل رقعہ منجانب
حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

بنام میاں گل محمد صاحب عیسائی

بشرط خیر و عافیت اور نہ پیش آنے کسی مجبوری کے میری طرف سے یہ وعدہ ہے کہ اگر 20 اکتوبر 1903ء کے بعد میاں گل محمد صاحب اس بات کی مجھے اطلاع دیں کہ وہ قادیان میں آنے کے لیے طیار ہیں تو میں ان کو بلالوں گا تا جو سوال کرنا ہو وہ کریں۔ سوال صرف ایک ہوگا اور فریقین کے لیے جواب اور جواب الجواب دینے کے لیے چار دن کی مہلت ہوگی اور انہی چار دنوں کے اندر میرا بھی حق ہوگا کہ یسوع مسیح اور اس کی خدائی کی نسبت یا انجیل اور توریت کے تناقص کی نسبت جو عیسائیوں کے موجودہ عقیدہ سے پیدا ہوتا ہے، کوئی سوال کروں۔ ایسا ہی ان کا حق ہوگا کہ وہ جواب دیں۔ پھر میرا حق ہوگا کے جواب الجواب دوں۔ اور یہ امر ضروری ہوگا کہ میاں گل محمد صاحب قادیان سے جانے سے پہلے مجھے اطلاع دیں کہ وہ اسلام یا قرآن شریف پر کیا اعتراض کرنا چاہتے ہیں تا ہم بھی دیکھیں کہ واقعی وہ اعتراض ایسا ہے کہ یسوع مسیح کی انجیل یا اس کے چال چلن یا اس کے نشانوں پر وارد نہیں ہوتا۔ گو مجھے بہت افسوس ہے کہ ایسے لوگوں کو مخاطب کروں کہ اب بھی اور اس زمانہ میں اس شخص کو جس کے انسانی ضعف اس کی اصل حقیقت کو ظاہر کر رہے ہیں خدا کر کے مانتے ہیں مگر ہمارا فرض ہے کہ ذلیل سے ذلیل مذہب والوں کو بھی ان کے چیلنج کے وقت رد نہ کریں اس لیے ہم رد نہیں کرتے۔ بالآخر یہ ضروری ہے کہ وہ اپنا صحیح اور پورا پتہ لکھ کر مجھے دیں تا میرے جواب کے پہنچنے میں کوئی دقت پیش نہ آوے یعنی لاہور میں کہاں اور کس محلہ میں رہتے ہیں اور پورا پتہ کیا ہے مکرر یہ کہ آپ کے اطمینان کے لیے جیسا کہ رات کو آپ نے تقاضا کیا تھا میں یہ بھی وعدہ کرتا ہوں کہ اگر آپ میرے لکھنے پر قادیان میں آویں اور میری کسی مجبوری سے بغیر مباحثہ کے واپس جاویں تو میں دو طرفہ آپ کو لاہور کا کرایہ دوں گا اور جو رات کو آپ کو مبلغ تین روپے دیئے گئے ہیں۔ اس میں آپ ہرگز یہ خیال نہ کریں کہ کی حرجہ کی روح سے آپ کا یہ حق تھا کیونکہ جس حالت میں ہم نے اپنی گرہ سے خرچ اٹھا کر آپ کو روکنے کے لیے لاہور میں تار بھیج دیا تھا اور تین خط بھی بھیجے پھر اس صورت میں آپ کا یہ نقصان آپ کے ذمہ تھا مگر میں نے محض مذہبی مروت کے طور پر آپ کو تین روپے

دیئے ورنہ کچھ آپ کا حق نہ تھا۔ ایسا ہی اس وقت تک کہ آپ کی نیت میں کوئی صریح تعصب مشاہدہ نہ کروں ایسا ہی ہر ایک دفعہ بغیر آپ کے کسی حق کے کرایہ دے سکتا ہوں محض ایک نادار خیال کر کے نہ کسی اور وجہ سے۔

الراقم خاکسار میرزا غلام احمد

6اکتوبر1903ء

یہ رقعہ لے کر پھر بھی میاں گل محمد کو قرار نہ آیا اور جبکہ ظہر کے وقت حضرت اقدس تشریف لائے تو کہنے لگے جو الفاظ میں ایزاد کرانا چاہتا ہوں وہ کر دو مگر خدا کے مسیح نے اسے مناسب نہ جانا اور آخر میاں گل محمد صاحب رخصت ہوئے۔

(ملفوظات جلد5 صفحہ 288-290ایڈیشن2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

جب طاعون کی آگ بھڑک رہی ہے تو اب کوئی سوچے کہ ایک مفتری کہہ سکتا ہے کہ لَوْلَا الْاِکْرَامُ لَھَلَكَ الْمَقَامُ کیا ممکن نہ تھا کہ وہ خود ہی مر جاوے اور طاعون کا شکار ہو اس وقت قادیان مثل مکہ ہے کہ اس کے ارد گرد لوگ ہلاک ہو رہے ہیں اور یہاں خدا کے فضل سے بالکل امن ہے مکہ کی نسبت بھی ہے یُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِھِمْ (العنکبوت :68) کہ لوگ اس کے گردونواح سے اچک لیے جاویں گے لَوْلَا الْاِکْرَامُ سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ اس سرزمین سے راضی نہیں ہے اور مجھے یہ بھی الہام ہوا ہے مَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَھُمْ وَاَنْتَ فِیْھِمْ۔

(ملفوظات جلد5 صفحہ 79ایڈیشن2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

اس مقام کو خدا تعالیٰ نے امن والا بنایا ہے اور متواتر کشوف و الہامات سے ظاہر ہوا ہے کہ جو اس کے اندر داخل ہوتا ہے وہ امن ہوتا ہے۔ تو اب ان ایام میں جبکہ ہر طرف ہلاکت کی ہوا چل رہی ہے اور گو کہ طاعون کا زور اب کم ہے مگر سیالکوٹ ابھی تک مطلق اس سے خالی نہیں ہے۔ اس لیے اس جگہ کو چھوڑ کر وہاں جانا خلاف مصلحت ہے۔

آخرکار تجویز یہ قرار پائی کہ جان صاحب کی شادی ہے وہ اور لڑکی کی طرف سے اس کا ولی ایک شخص وکیل ہو کر یہاں قادیان میں آجاویں اور یہاں نکاح ہو۔ حضرت صاحب کی دعا بھی ہو گئی اور خود مولوی عبد الکریم صاحب کیا بلکہ حضرت اقدسؑ بھی اس تقریب نکاح میں شامل ہو جاویں گے۔ کیا اچھا ہو کل احمدی احباب اس تجویز پر عملدرآمد کریں اور جب کبھی کسی کا نکاح

ہوناہو اور خدا تعالیٰ نے ان کو استطاعت دی ہو کہ سفر خرچ برداشت کر کے یہاں پہنچ سکیں تو وہ نکاح یہاں قادیان ہی میں ہوا کرے۔

جس لڑکے کے رشتہ کی یہ تقریب تھی اس کا رشتہ اول ایک ایسی جگہ ہوا ہوا تھا جو کہ حضرت کی بیعت میں نہیں تھے اور جب یہ رشتہ قائم ہوا تھا تو اس وقت لڑکا بھی شامل بیعت نہ تھا جب لڑکے نے بیعت کی تو لڑکی والوں نے اس لیے لڑکی دینے سے انکار کر دیا لڑکا مرزائی ہے۔

اس ذکر پر حضرت اقدس نے فرمایا کہ:۔
اول اول یہ لوگ ایک دوسرے کو کافر کہتے تھے سنی وہابیوں کی اور وہابی سنی کی تکفیر کرتا تھا مگر اب اس وقت سب نے موافقت کر لی ہے اور سارا کفر اکٹھا کر کے گویا ہم پر ڈال دیا ہے۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 177-178 ایڈیشن 2016ء)

ایک یورپین صاحب ہمراہی میاں معراج الدین عمر و حکیم نور محمد صاحب احمدی.... عصر کے وقت قادیان پہنچ گئے جہاں قادیانی احمدی احباب نے بڑے تپاک سے ان کا استقبال کیا۔ نماز مغرب میں وہ جماعت کے ساتھ شامل ہوئے..... بعد ادائیگی نماز میاں معراج الدین صاحب عمر نے ان کو حضرت اقدس سے انٹروڈیوس کیا اور ان کے مزید حالات سے یوں اطلاع دی کہ
یہ ایک صاحب ہیں جو کہ آسٹریلیا سے آئے ہیں 7 سال سے مشرف باسلام ہیں اخبارات میں بھی آپ کا چرچا رہا ہے آسٹریلیا سے لنڈن گئے اور وہاں سفیر روم سے انہوں نے ارادہ ظاہر کیا کہ اسلامی علوم سے واقفیت حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ سفیر روم نے ان کو کہا کہ تم قاہرہ (دار السلطنت) مصر میں جاؤ مگر تاہم مشورہ کے طور پر لارڈ سٹینلے نے ان کو مشورہ دیا کہ تمہارا یہ دعا بمبئی میں حاصل ہو گا۔ یہ وہاں پھرتے ہوئے کلکتہ آئے۔ راستہ میں ایک رؤیا دیکھی اور اس جگہ سے لاہور آئے۔ جہاں کہ انہوں نے حضور کا تذکرہ سنا اور اب زیارت کے لیے یہاں حاضر ہوئے۔ اب ہم ذیل میں وہ گفتگو درج کرتے ہیں جو کہ نو مسلم صاحب اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درمیان ہوئی۔ مشرف باسلام ہو کر ان کا نام عبد الحق رکھا گیا تھا۔

ذیل کی گفتگو جو کہ محمد عبد الحق اور حضرت اقدس کے مابین ہوئی۔ اس کے ترجمان خواجہ کمال الدین صاحب پلیڈر بی۔ اے تھے۔

محمد عبد الحق صاحب: میں جہاں کہیں پھرتا رہا ہوں میرا واسطہ ایسے مسلمانوں سے رہا ہے جو کہ یا تو خود انگریزی جانتے تھے اور بالمشافہ مجھ سے گفتگو کرتے تھے اور یا بذریعہ ترجمان کے ہم اپنے مطالب کا اظہار کرتے تھے میں نے ایک حد تک لوگوں کے خیالات سے فائدہ اٹھایا اور بیرونی دنیا میں جو اہل اسلام ہیں ان کے کیا حالات اور خیالات ہیں۔ اس کے تعارف کی آرزو رہی۔ روحانی طور سے جو میل جول ایک کو دوسرے سے ہو سکتا ہے اس کے لیے زبان دانی کی ضرورت نہیں ہے اور اس روحانی تعلق سے انسان ایک دوسرے سے جلد مستفید ہو سکتا ہے۔

حضرت مسیح موعود: ہمارے مذہب اسلام کے طریق کے موافق روحانی طریق صرف دعا اور توجہ ہے لیکن اس سے فائدہ اٹھانے کے لیے وقت چاہیے کیونکہ جب تک ایک دوسرے کے تعلقات گاڑھے نہ ہوں اور دلی محبت کا رشتہ قائم نہ ہو جائے تب تک اس کا اثر محسوس نہیں ہوتا۔ ہدایت کا طریق یہی دعا اور توجہ ہے۔ ظاہری قیل و قال اور لفظوں سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

محمد عبد الحق صاحب:۔ میری فطرت اس قسم کی واقع ہوئی ہے کہ روحانی اتحاد کو پسند کرتی ہے میں اسی کا پیاسا ہوں اور چاہتا ہوں کہ اس سے بھر جاؤں۔ جس وقت سے میں قادیان میں داخل ہوا ہوں۔ میں دیکھتا ہوں کہ میرا دل تسلی پا گیا ہے اور اب تک جس جس سے میری ملاقات ہوئی ہے مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس سے میرا دیرینہ تعارف ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام:۔ خدا کا قانون قدرت ہے کہ ہر ایک روح ایک قالب کو چاہتی ہے جب وہ قالب طیار ہوتا ہے تو اس میں نفخ روح خود بخود ہو جاتا ہے۔ آپ کے لیے یہ ضروری امر ہے کہ جو حقیقت خدا تعالیٰ نے مجھ پر کھولی ہے اس سے آہستہ آہستہ آگاہی پا لیویں۔ عام اہل اسلام میں جس قدر عقائد اشاعت پائے ہوئے ہیں ان میں بہت سی غلطیاں ہیں اور یہ غلطیاں ان میں عیسائیوں کے میل جول سے آئی ہیں لیکن اب خدا چاہتا ہے کہ اسلام کا پاک اور منور چہرہ دنیا کو دکھلاوے۔ روحانی ترقی کے لیے عقیدہ کی صفائی ضروری ہے۔ جس قدر عقیدہ صاف ہو گا اسی قدر ترقی ہو گی۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 294-296 ایڈیشن 2016ء)

چند اصحاب اپنی مستورات کے علاج کے لئے لاہور تشریف لے گئے ہوئے تھے اور انجام کار معلوم ہوا کہ مِس ڈاکٹروں کے علاج سے کوئی فرق مرض معلوم نہیں ہوتا۔ اس لئے حضور علیہ السّلام نے فرمایا کہ:

چونکہ یہ لوگ متدین نظر نہیں آتے۔ اس لئے خطرہ ہے کہ کوئی اور تکلیف نہ بڑھ جاوے۔ ان کو کہدو کہ چلے آویں۔ شافی اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ دائیوں کا دستور ہوتا ہے کہ محض روپیہ بٹورنے کی خاطر وہ مرض بڑھاتی جاتی ہیں۔ قادیان کی آب وہوا

لاہور کی نسبت بہت عمدہ ہے۔ اس سے ان کو فائدہ ہو گا۔ ہم یہ اس لئے کہتے ہیں کہ جو بات دل میں آوے اُسے مخفی رکھا جاوے تو یہ ایک قسم کی خیانت ہے۔

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 212-213 ایڈیشن 1984ء)

ایک مرتبہ کسی نے کہا کہ میں تجارت کے لئے یہاں آنا چاہتا ہوں۔ فرمایا:

یہ نیت ہی فاسد ہے۔ اس سے توبہ کرنی چاہیئے۔ یہاں تو دین کے واسطے آنا چاہیئے۔ اور اصلاح عاقبت کے خیال سے یہاں رہنا چاہیئے۔ نیت تو یہی ہو۔ اور اگر پھر اس کے ساتھ کوئی تجارت وغیرہ یہاں رہنے کے اغراض کو پورا کرنے کے لئے ہو تو حرج نہیں ہے۔ اصل مقصد دین ہو نہ دنیا۔ کیا تجارتوں کے لئے شہر موزوں نہیں؟ یہاں آنے کی اصل غرض کبھی دین کے سوا اور نہ ہو۔ پھر جو کچھ حاصل ہو جاوے وہ خدا تعالےٰ کا فضل سمجھو۔

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 105 ایڈیشن 1984ء)

قادیان کے مہمان خانہ
کے متعلق ضروری نوٹ

مہمان کی تواضع کے متعلق آپ نے فرمایا کہ:

لنگر خانہ کے مہتمم کو تاکید کر دی جاوے کہ وہ ہر ایک شخص کی احتیاج کو مد نظر رکھے مگر چونکہ وہ اکیلا آدمی ہے اور کام کی کثرت ہے ممکن ہے کہ اُسے خیال نہ رہتا ہو اس لئے کوئی دوسرا شخص یاد دلا دیا کرے۔ کسی کے میلے کپڑے وغیرہ دیکھ کر اس کی تواضع سے دستکش نہ ہونا چاہیئے۔ کیونکہ مہمان تو سب یکساں ہی ہوتے ہیں۔ اور جو نئے ناواقف آدمی ہیں تو یہ ہمارا حق ہے کہ ان کی ہر ایک ضرورت کو مد نظر رکھیں۔ بعض وقت کسی کو بیت الخلا کا ہی پتہ نہیں ہوتا تو اسے سخت تکلیف ہوتی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ مہمانوں کی ضروریات کا بڑا خیال رکھا جاوے۔ میں تو اکثر بیمار رہتا ہوں اس لئے معذور ہوں مگر جن لوگوں کو ایسے کاموں کے لئے قائمقام کیا ہے یہ ان کا فرض ہے کہ کسی قسم کی شکایت نہ ہونے دیں۔ کیونکہ لوگ صدہا اور ہزارہا کوس کا سفر طے کر کے صدق اور اخلاص کے ساتھ تحقیق حق کے واسطے آتے ہیں۔ پھر اگر ان کو یہاں تکلیف ہو تو ممکن ہے کہ رنج پہنچے۔ اور رنج پہنچنے سے اعتراض بھی پیدا ہوتے ہیں۔ اس طرح سے ابتلا کا موجب ہوتا ہے۔ اور پھر گناہ میزبان کے ذمہ ہوتا ہے۔

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 219-220 ایڈیشن 1984ء)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 29 دسمبر 2021)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

جب آپؐ نے ہجرت کی تو صرف حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے لیا۔ مگر اس کے بعد جب آپ مدینہ پہنچ گئے تو دوسرے اصحاب بھی یکے بعد دیگرے وہیں جا پہنچے۔ لکھا ہے کہ جب آپ ہجرت کر کے نکلے اور غار میں جا کر پوشیدہ ہوئے تو دشمن بھی تلاش کرتے ہوئے وہاں جا پہنچے۔ ان کی آہٹ پا کر حضرت ابو بکرؓ گھبرائے تو اللہ تعالیٰ نے وحی کی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا (التوبہ:40) کہتے ہیں کہ وہ نیچے اتر کر اس کو دیکھنے بھی گئے مگر خدا تعالےٰ کی قدرت ہے کہ غار کے منہ پر مکڑی نے جالا تن دیا تھا۔ اسے دیکھ کر ایک نے کہا کہ یہ جالا تو (آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی) پیدائش سے بھی پہلے کا ہے۔ اس لئے وہ واپس چلے آئے۔

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 41 ایڈیشن 1984ء)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 15 دسمبر 2021)

(قسط 15)

ارشادات حضرت مسیح موعودؑ بابت مختلف ممالک و شہر

(سید عمار احمد)

ارشاد بابت سرینگر کشمیر

ریاست جموں کے ایک معزز ہندو اہلکار ساکن قادیان حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر تھے۔ اثنائے گفتگو میں انہوں نے کشمیر کی آب و ہوا کی تعریف کرتے ہوئے عرض کیا کہ جناب بھی کبھی کشمیر کی سیر کے واسطے تشریف لاویں۔

فرمایا:۔ ہمارا یہ مذہب نہیں کہ صرف تفریح کے واسطے یا سیر و تماشا کے واسطے کوئی سفر کریں۔ ہاں جس دینی کاروبار میں ہم مصروف ہیں اگر اس کی ضرورتوں میں ہم کو کوئی سفر پیش آجاوے۔ اور خدمت دین کے واسطے کشمیر جانا بھی ضروری پڑ جاوے تو پھر ہم تیار ہیں کہ اس ملک کو جاویں۔

(ملفوظات جلد 9 صفحہ 228 ایڈیشن 1984ء)

ارشادات بابت پنجاب

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

انسان کا کمال یہ ہے کہ اس میں حقیقی معرفت اور سچی فراست جو ایمانی فراست کہلاتی ہے (جس کے ساتھ اللہ کا ایک نور ہوتا ہے جو اس کی ہر راہ میں راہنمائی کرتا ہے) پیدا ہو۔ بدوں اس کے انسان دھوکے سے نہیں بچ سکتا اور رسم و عادت کے طور پر کبھی کبھی نہیں بلکہ بسا اوقات سم قاتل پر بھی خوش ہو جاتا ہے۔ پنجاب و ہندوستان کے سجادہ نشین اور گدیوں کے پیرزادے قوالوں کے گانے سے اور ھُوَ حَقّ کے نعرے مارنے اور الٹے سیدھے لٹکنے ہی میں اپنی معرفت اور کمال کا انتہا جانتے ہیں اور ناواقف پیر پرست ان باتوں کو دیکھ کر اپنی روح کی تسلی اور اطمینان ان لوگوں کے پاس تلاش کرتے ہیں۔ مگر غور سے دیکھو کہ یہ لوگ اگر فریب نہیں دیتے تو اس میں شک نہیں ہے کہ فریب خوردہ ضرور ہیں۔ کیونکہ وہ سچا رشتہ جو عبودیت اور الوہیت کے درمیان ہے جس کے حقیقی پیوند سے ایک نور اور روشنی نکلتی ہے اور ایسی لذت پیدا ہوتی ہے کہ دوسری لذت اس کا

مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اس کو ان قلابازیوں سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ ہم نہایت نیک نیتی کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ ہماری نیت کیسی ہے۔ پوچھتے ہیں کہ اگر اس قسم کے مشغلے عبادت الٰہی اور معرفت الٰہی کا موجب ہو سکتے ہیں اور انسانی روح کے کمال کا باعث بن سکتے ہیں، تو پھر بازیگروں کو معرفت کی معراج پر پہنچا ہوا سمجھنا چاہیے۔ اور انگریزوں نے تو ان کھیلوں اور کرتبوں میں اور بھی حیرت انگیز ترقیاں کی ہیں اور باوجود ان ترقیوں کے ان کی معرفت خدا کی نسبت یا تو یہ ہے کہ وہ سرے سے ہی منکر اور دہریہ ہیں اور اگر اقرار بھی کیا ہے تو یہ کہ ایک ناتواں بیکس انسان کہ جو ایک عورت مریم کے پیٹ سے پیدا ہوا، خدا بنالیا۔ اور ایک خدا کو چھوڑ کر تین خداؤں کے قائل ہوئے۔ جن میں سے ایک کو ملعون اور ہاویہ میں تین دن رہنے والا تجویز کیا۔ اب اے دانشمندو! سوچو اور اے سلیم الفطرت والو! غور کرو کہ اگر یہی الٹا سید ھا لٹکنا اور طبلہ اور سارنگی ہی کے ذریعہ خدا کی معرفت اور انسانی کمال حاصل ہو سکتا تھا تو پھر کیا وجہ ہے کہ اس فن میں ماہر اور موجد انگریزوں کو جو قسم قسم کے باجے اور گانے کے سامان نکالتے ہیں، ایسی ٹھوکر لگتی کہ وہ خدا کے بالکل منکر یا تثلیث کے قائل ہو گئے۔ باوجودیکہ دنیوی امور میں ایجادات و اختراعات میں ان کی عقلیں ترقی پذیر سمجھی جاتی ہیں۔ پھر اس پر اور بھی غور کرو اور سوچو کہ اگر یہی معرفت کا ذریعہ تھا تو تھیٹروں میں ناچنے والے اور تمام ناچنے گانے والے پھر اعلیٰ درجہ کے صاحب دل اور صاحب کمال ماننے پڑیں گے! افسوس ان لوگوں کو خبر ہی نہیں کہ خدا کی معرفت ہوتی کیا ہے؟ اور انسانی کمال نام کس کا ہے؟ وہ شیطانی حصہ کی شناخت نہیں کر سکے۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 369-370 ایڈیشن 2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

غرض یہ حرب ہمارا کام ہے جس کی آج ضرورت ہے۔ اس سے علوم کے دروازے بھی کھلتے ہیں اور مخالف بھی حجت اور بینہ سے ہلاک ہو جاتے ہیں۔ اور یہ خدا کا فضل ہے کہ پنجاب کے لوگ جن معارف اور حقائق سے آگاہ ہوتے جاتے ہیں بلاد شام اور دیگر ممالک اسلامیہ میں ان کا نام و نشان تک نہیں ہے۔ اس لئے ہم پر تو یہ مصیبت آچکی ہے۔ ہر طرف سے حملہ پر حملہ ہو رہا ہے۔ اس لئے ہم کو قوت متفکرہ سے کام لینا پڑتا ہے اور دعاؤں کے ذریعہ خدا تعالیٰ کے حضور ان مشکلات کو پیش کرنا پڑتا ہے، جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے ہماری دستگیری فرماتا ہے اور اپنی کتاب کے حقائق اور معارف سے اطلاع دیتا ہے۔ حکماء کہتے ہیں کہ جس قوت کو چالیس دن استعمال نہ کیا جائے وہ بے کار ہو جاتی ہے۔ ہمارے ایک ماموں صاحب تھے وہ پاگل ہو گئے۔ ان کی فصد لی گئی اور ان کو تاکید کی گئی کہ ہاتھ نہ ہلائیں۔ انہوں نے چند مہینے تک ہاتھ نہ ہلایا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہاتھ لکڑی کی طرح ہو گیا۔ غرض یہ ہے کہ جس عضو سے کام نہ لیا جائے وہ بے کار ہو جاتا ہے۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 212-213 ایڈیشن 2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

میں تمہیں یہ سمجھانا چاہتا ہوں کہ جو لوگ قبل از نزول بلا دعا کرتے ہیں اور استغفار کرتے اور صدقات دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ

ان پر رحم کرتا ہے اور عذاب الٰہی سے ان کو بچا لیتا ہے۔ میری ان باتوں کو قصہ کے طور پر نہ سنو۔ میں نصحاًللہ کہتا ہوں اپنے حالات پر غور کرو۔ اور آپ بھی اور اپنے دوستوں کو بھی دعا میں لگ جانے کے لئے کہو۔ استغفار، عذاب الٰہی اور مصائب شد ید ہ کے لئے سپر کا کام دیتا ہے۔ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ (الانفال: 34) اس لئے اگر تم چاہتے ہو کہ اس عذاب الٰہی سے محفوظ رہو، تو استغفار کثرت سے پڑھو۔

گورنمنٹ کو اختیار ہو گا کہ مبتلا اشخاص کو علیحدہ رکھا جائے۔ گویا وہ لوگ جو علیحدہ کئے جاویں گے قبروں میں ہی ہوں گے۔ امیر وغریب، مرد وعورت، بوڑھے، جوان کا کوئی لحاظ نہ کیا جاوے گا۔ اس لیے خدانخواستہ اگر کسی ایسی جگہ طاعون پھیلے جہاں تم میں سے کوئی ہو تو میں تمہیں ہدایت کرتا ہوں کہ گورنمنٹ کے قوانین کی سب سے پہلے اطاعت کرنے والے تم ہو۔

اکثر مقامات میں سنا گیا ہے کہ پولیس والوں سے مقابلہ ہوا۔ میرے نزدیک گورنمنٹ کے قوانین کے خلاف کرنا بغاوت ہے، جو خطرناک جرم ہے۔ ہاں گورنمنٹ کا بیشک یہ فرض ہے کہ وہ ایسے افسر مقرر کرے جو خوش اخلاق، متدین اور ملک کے رسم ورواج اور مذہبی پابندیوں سے آگاہ ہوں۔ غرض تم خود ان قوانین پر عمل کرو اور اپنے دوستوں اور ہمسایوں کو ان قوانین کے فوائد سے آگاہ کرو۔ میں بار بار کہتا ہوں کہ دعاؤں کا وقت یہی ہے معلوم ہوتا ہے اس وبا نے پنجاب کا رخ کر لیا ہے، اس لیے ضروری ہے کہ ہر ایک متنبہ اور بیدار ہو کر دعا کرے اور توبہ کرے۔ قرآن شریف کا منشا یہ ہے کہ جب عذاب سر پر آپڑے پھر توبہ عذاب سے نہیں چھڑا سکتی۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 191-192 ایڈیشن 2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

اسی طرح پر عورتوں اور بچوں کے ساتھ تعلقات اور معاشرت میں لوگوں نے غلطیاں کھائی ہیں اور جادہ مستقیم سے بہک گئے ہیں قرآن شریف میں لکھا ہے کہ عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (النساء: 20) مگر اب اس کے خلاف عمل ہو رہا ہے۔

دو قسم کے لوگ اس کے متعلق بھی پائے جاتے ہیں ایک گروہ تو ایسا ہے کہ انہوں نے عورتوں کو بالکل خلیع الرسن کر دیا ہے کہ دین کا کوئی اثر ہی ان پر نہیں ہوتا اور وہ کھلے طور پر اسلام کے خلاف کرتی ہیں اور کوئی ان سے نہیں پوچھتا۔ اور بعض ایسے ہیں کہ انہوں نے خلیع الرسن تو نہیں کیا مگر اس کے بالمقابل ایسی سختی اور پابندی کی ہے کہ ان میں اور حیوانوں میں کوئی فرق نہیں کیا جا سکتا اور کنیزکوں اور بہائم سے بھی بدتر ان سے سلوک ہوتا ہے۔ مارتے ہیں تو ایسے بے درد ہو کر کہ کچھ پتہ ہی نہیں کہ آگے کوئی جاندار ہستی ہے یا نہیں۔ غرض بہت ہی بری طرح سلوک کرتے ہیں یہاں تک کہ پنجاب میں مثل مشہور ہے کہ

عورت کو پاؤں کی جوتی کے ساتھ تشبیہ دیتے ہیں کہ ایک اتار دی دوسری پہن لی۔ یہ بڑی خطرناک بات ہے اور اسلام کے شعائر کے خلاف ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ساری باتوں کے کامل نمونہ ہیں آپ کی زندگی میں دیکھو کہ آپ عورتوں کے ساتھ کیسی معاشرت کرتے تھے میرے نزدیک وہ شخص بزدل اور نامرد ہے جو عورت کے مقابلے میں کھڑا ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی کو مطالعہ کرو تا تمہیں معلوم ہو کہ آپؐ ایسے خلیق تھے۔ باوجودیکہ آپ بڑے بارعب تھے لیکن اگر کوئی ضعیفہ عورت بھی آپ کو کھڑا کرتی تو آپ اس وقت تک کھڑے رہتے جب تک کہ وہ اجازت نہ دے۔ اپنے سودے خود خرید لایا کرتے تھے ایک بار آپؐ نے کچھ خریدنا تھا ایک صحابی نے عرض کی کہ حضور مجھے دے دیں آپ نے فرمایا کہ جس کی چیز ہو اس کو ہی اٹھانی چاہیے اس سے یہ نہیں نکالنا چاہیے کہ آپ لکڑیوں کا گٹھا بھی اٹھا کر لایا کرتے تھے غرض ان واقعات سے یہ ہے کہ آپ کی سادگی اور اعلیٰ درجہ کی بے تکلفی کا پتہ لگتا ہے آپؐ پاپیادہ بھی چلا کرتے تھے اس وقت یہ کوئی تمیز نہ ہوتی تھی کہ کوئی آگے ہے یا پیچھے۔ جیسا کہ آج کل وضعدار لوگوں میں پایا جاتا ہے کہ کوئی آگے نہ ہونے پاوے یہاں تک سادگی تھی کہ بعض اوقات لوگ تمیز نہیں کرسکتے تھے کہ ان میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی داڑھی سفید تھی لوگوں نے یہی سمجھا کہ آپ ہی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہیں لیکن جب حضرت ابو بکر نے اٹھ کر کوئی خادمانہ کام کیا اور اس طرح پر سمجھا دیا کہ آپ پیغمبرؐ ہیں تب معلوم ہوا۔

(ملفوظات جلد2 صفحہ 268-270 ایڈیشن 2016ء)

بعض انگریز حکام کی قدر شناسی پر فرمایا کہ:۔

اب زمانہ بدل گیا ہے اور پنجابیوں کے ساتھ انگریزوں کی ساری قوم کا حسن ظن ہے اور بعض ایسے انگریز ہوتے ہیں کہ ان کا ارادہ ہوتا ہے کہ ماتحت کو فائدہ پہنچاویں تا کہ وہ ان کو یاد رکھے۔

(ملفوظات جلد3 صفحہ 482-483 ایڈیشن 2016ء)

بعد نماز مغرب مولوی محمد علی صاحب سیالکوٹی نے ایک پنجابی نظم سنانے کی درخواست کی جس میں انہوں نے الفاظ بیعت اور شرائط بیعت کو منظوم کیا ہوا تھا جب وہ سنا چکے تو حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ:۔ اگر ان تمام (نظموں) کا ایک مجموعہ تیار کر کے چھاپا جاوے اور یہ گاؤں بہ گاؤں لوگوں کو سناتے پھریں تا کہ خلق خدا کو ہدایت ہو تو یہ بہت مفید ہو۔

(ملفوظات جلد3 صفحہ 351 ایڈیشن 2016ء)

اس کے بعد امرتسری صاحب نے اپنی پنجابی نظم سنائی۔ جس میں انہوں نے اپنے ایک خواب کا ذکر اور حضرت اقدسؑ کی زیارت کا شوق اور بیعت کی کیفیت اور حضرت کے فیوض وبرکات کا ذکر دردِ دل اور دلکش پیرایہ میں کیا ہوا تھا۔ حضرت خود بار بار زبان مبارک سے فرماتے تھے کہ

”درد اور رقت سے لکھا ہوا ہے“

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 369 ایڈیشن 2016ء)

عشاء سے قبل قدرے مجلس کی اور اخبارات انگریزی سنتے رہے۔ ایک مقام پر فرمایا کہ:۔ خدا تعالیٰ جو نشان دکھلاتا ہے اشتہاری دکھلاتا ہے۔ کسوف وخسوف بھی اشتہاری تھا اور وہ آسمانی تھا۔ اب یہ طاعون بھی اشتہاری ہے اور زمینی ہے۔ اگر آج سے ایک ہزار برس پیشتر تک کی تواریخ پنجاب کی دیکھتے جاؤ تو جیسی طاعون اب ہے اس کی نظیر نہ ملے گی۔ ابھی تو اس کے پاؤں جمے ہیں۔ اگر یہ سرسری ہوتی تو اس کا دورہ ختم ہو جاتا۔ موت اور خوف بھی خدا کے رعب کا نظارہ ہے اور اصلاح کا وقت ہے ہر ایک قسم کی قبیح رسم خود بخود دور ہو جائے گی۔ ابھی تو کارروائی شروع ہے کسی کا قول ہے

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 436 ایڈیشن 2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:
زمانہ کی رسم کے موافق اب لوگ طاعون کو کہتے ہیں کہ یہ معمولی بات ہے۔ یہ ایک قسم کا عام ارتداد ہے جو پھیل رہا ہے۔ جو لوگ ڈاکٹر ہوتے ہیں وہ نیم دہریہ ہوتے ہیں۔ وہ اپنے علاج اور اسباب پر اس قدر توکل اور تکیہ کیے ہوئے ہوتے ہیں کہ خدا سے ان کو کوئی تعلق نہیں رہتا۔

پنجاب میں طاعون کا حملہ بہت بڑھ کر ہے۔ بمبئی کراچی کا کوئی اوسط اس کے ساتھ مقابلہ نہیں کھاتا۔ اور یہ بہت بڑھی ہوئی تعداد موت کی ہے۔

پنجاب پر طاعون کا حملہ کیوں ہو رہا ہے؟ ہمارے نزدیک اس کی یہ وجہ ہے کہ خدا نے یہاں ایک سلسلہ قائم کیا ہے تو اول المکذبین یہی لوگ ہوئے ہیں اور انہوں نے ہی کفر کے فتوے دیئے ہیں۔ بعض آدمیوں نے کہا کہ یہ طاعون گویا ہماری شامت

اعمال کا نتیجہ ہے۔ یہ آواز کوئی نئی آواز نہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی کہا گیا تھا یَطَّیَّرُوْا بِمُوْسٰی(الاعراف :132) مگر مجھے یہ تعجب ہے کہ یہ لوگ طاعون کو ہماری شامت اعمال کا نتیجہ بتاتے ہیں۔ لیکن مبتلا خود ہوتے ہیں حالانکہ اگر ہماری شامت اعمال تھی تو چاہیے تھا کہ طاعون کی خبر تم کو دی جاتی۔ مگر یہ کیا ہوا کہ خبر بھی ہم کو دی گئی اور موتیں تم میں ہوتی ہیں۔ برخلاف اس کے ہماری حفاظت کا وعدہ کیا جاتا اور اسے ایک نشان ٹھہرایا جاتا ہے۔ کچھ تو خدا سے ڈرو۔

(ملفوظات جلد3 صفحہ 213-214 ایڈیشن2016ء)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 05 جنوری 2022)

(قسط 16)

ارشادات حضرت مسیح موعودؑ بابت مختلف ممالک و شہر

(سید عمار احمد)

ارشادات بابت پنجاب

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:
دَآبَّۃُ الْاَرْضِ کے دو معنے ہیں۔ ایک تو وہ علماء جن کو آسمان سے حصہ نہیں ملا۔ وہ زمین کے کیڑے ہیں۔ دوسرے دَآبَّۃُ الْاَرْضِ سے مراد طاعون ہے۔ دَآبَّۃُ الْاَرْضِ تَاْکُلُ مِنْسَاَتَہٗ (سبا:15) قرآن شریف سے یہ بھی ثابت ہے کہ جب تک انسان میں روحانیت پیدا نہ ہو یہ زمین کا کیڑا ہے اور طاعون کی نسبت بھی سب نبیوں نے پیشگوئی کی تھی مسیح کے وقت پھیلے گی۔ تُکَلِّمُھُمْ، تکلیم کاٹنے کو بھی کہتے ہیں۔ اور خود قرآن شریف نے ہی فیصلہ کر دیا ہے۔ اس سے آگے لکھ دیا ہے کہ وہ اس لیے لوگوں کو کھائے گی کہ ہمارے مامور پر ایمان نہیں لائے۔

یہ غور کرنے کے مقام ہیں۔ اب زمانہ قریب آگیا ہے اور لوگ سمجھ لیں گے۔ طاعون بڑا بھاری کتب مقدسہ اور احادیث میں مسیح موعود کا نشان ہے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں بھی ہوئی تھی۔ خدا تعالیٰ نے مجھے جو کچھ طاعون کی نسبت فرمایا ہے۔ اسے میں نے مفصل لکھ دیا ہے۔ یہ میرا نشان ہے۔ جس قدر اس کا تعلق پنجاب سے ہے دوسرے حصہ ملک سے نہیں ہے۔ یہ اس لیے کہ اصل جڑ اس کی پنجاب میں مخفی ہے۔ سہارنپور وغیرہ میں جو لوگ اس سلسلہ کو بری نظر سے دیکھتے ہیں۔ اس کی بڑی وجہ یہی ہے کہ پنجاب کی طرف سے تکفیر کا فتویٰ تیار ہوا ہے اور پنجاب والوں نے پیش دستی کی ہے اور تہمتیں لگا کر بدنام کیا ہے۔ مگر اب جو یہ بلا آئی ہے۔ سوچ کر دیکھو تو دشمن اسی طریق سے مانے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت تو یہ خیال کرتے ہو کہ وہ زمین میں دفن ہوئے اور حضرت عیسیٰ کی نسبت یہ عقیدہ کہ وہ زندہ آسمان پر بیٹھے ہیں اور پھر یہ کہ مسیح مردے زندہ کرتے تھے اور وہ خالق تھے انہوں نے پرندے بنائے یہاں تک کہ لاکھوں کروڑوں پرندے اب بھی موجود ہیں۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 248 ایڈیشن 2016ء)

ایک صاحب نے اعتراض کیا کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ جب ٹیکہ بھی علاج نہیں اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ حفاظت ہے تو پھر مرہم عیسیٰ اور جدوار کا استعمال کیوں بتلایا ہے۔

حضرت صاحب نے فرمایا کہ:۔

جو علاج اللہ تعالیٰ بتلاوے وہ تو اسی حفاظت میں داخل ہے کہ اس نے خود ایک طریق حفاظت بھی ساتھ بتلا دیا اور انشراح صدر سے ہم اسے استعمال کر سکتے ہیں۔ لیکن اگر ٹیکہ میں خیر ہوتی تو ہم کو اس کا حکم کیا جاتا اور پھر دیکھتے کہ سب سے اول ہم ہی کرواتے اگر خدا تعالیٰ آج ہی بتلا دیوے کہ فلاں علاج ہے یا فلاں دوا مفید ہے تو کیا ہم اسے استعمال نہ کریں گے؟ وہ تو نشان ہو گا۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم خود کس قدر متوکل تھے مگر ہمیشہ لوگوں کو دوائیں بتلاتے تھے اگر ہم عوام الناس کی طرح ٹیکہ کراویں تو خدا پر ایمان نہ ہوا۔ پہلے یہ تو فیصلہ کیا جاوے کہ آیا ہم نے 22 برس پہلے طاعون کی اطلاع دی کہ جس وقت طاعون کا نام ونشان نہ تھا اور پھر ہر 5 برس کے بعد اس کے متعلق ضرور کوئی نہ کوئی خبر دی جاتی رہی ہے پھر پنجاب کے متعلق خبر دی حالانکہ اس وقت کوئی مقام اس میں مبتلا نہ تھا۔ پھر ایک دم پنجاب کے 23 ضلعوں میں پھیل گئی۔ وہ تمام کتابیں جن میں یہ بیان ہیں خود گورنمنٹ کے پاس موجود ہیں۔ اگر ٹیکہ میں کوئی خیر ہوتی تو خدا خود ہمیں بتلاتا اور ہم اس وقت سب سے پہلے ٹیکہ لگوانے میں اول ہوتے مگر جب کہ گورنمنٹ نے اختیار دیا ہے تو یہ اختیار گویا خدا ہی نے ہمیں دیا ہے کہ جبر اٹھوا دیا۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 262 ایڈیشن 2016ء)

پھر حضرت اقدسؑ نے نواب محمد علی خان صاحب سے طاعون کا حال مالیر کوٹلہ کی طرف دریافت فرمایا۔ نواب صاحب نے جواب دیا کہ کچھ شروع ہے مگر کم۔ اب کے دفعہ رپورٹ سے معلوم ہوا ہے کہ گذشتہ ہفتہ کی نسبت سے اس ہفتہ کل ہندوستان میں تو کم ہے مگر خاص پنجاب میں بہت ترقی پر ہے حضرت اقدس نے فرمایا کہ

''پنجاب ہی بگڑا ہوا ہے کوئی اس کا سر تو دریافت کرے۔''

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 258 ایڈیشن 2016ء)

ظہر سے پہلے لودھیانہ سے آئے ہوئے احباب نے شرف نیاز حاصل کیا۔ قاضی خواجہ علی صاحب نے مولوی محمد حسین صاحب کی ملاقات کا ذکر کیا کہ میں نے ان کو کہا تھا کہ قادیان چلو۔

فرمایا:۔ اگر وہ یہاں آجاوے تو اس کو اصل حالات معلوم ہوں اور ہماری جماعت کی ترقی کا پتہ لگے وہ ابھی تک تین سو تک ہی کہتا ہے اور یہاں اب ڈیڑھ لاکھ سے بھی تعداد زیادہ بڑھ گئی ہے۔ اگر شبہ ہو تو گورنمنٹ کے حضور درخواست کر کے ہماری

جماعت کی الگ مردم شماری کرالیں۔ براہین احمدیہ میں جو لکھا تھا کہ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَ الْفَتْحُ۔ وَانْتَھٰی اَمْرُ الزَّمَانِ اِلَیْنَا۔ اَلَیْسَ ھٰذَا بِالْحِقِّ۔ اب دیکھیں کہ وہ وقت آیا ہے یا نہیں۔ گورنمنٹ پنجاب کی خدمت میں جو میموریل ستمبر 1899ء میں بھیجا گیا تھا۔ اس میں صاف اس امر کی پیشگوئی ہے کہ یہ جماعت تین سال میں ایک لاکھ ہو جائے گی اور وہ پوری ہو گئی۔ بہت سے لوگ ایسے ضعفاء و غرباء میں سے ہیں جو اس سلسلہ میں داخل ہو چکے ہیں مگر آ نہیں سکتے۔

(ملفوظات جلد4 صفحہ22 ایڈیشن2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

مت خیال کرو کہ ہمارا ملک یا شہر یا گاؤں ابھی تک محفوظ ہے۔ یہ کل دنیا کے لئے مامور ہو کر آئی ہے اور اپنے اپنے وقت پر ہر جگہ پھرے گی۔ اس کے دورے بڑے لمبے ہوتے ہیں۔ بعض وقت لوگ ان وجوہات کو نہیں سمجھ سکتے۔ لیکن یاد رکھو کہ جو کچھ ہو رہا ہے اللہ تعالیٰ کے علم اور ایماء سے ہو رہا ہے۔ اب اس کے وجوہ موٹے ہیں۔ بائیس برس پہلے خدا نے براہین میں مجھے اس کی خبر دی اور پھر متواتر وقتاً فوقتاً وہ اطلاع دیتا رہا۔ یہاں تک کہ جب ابھی پنجاب کے دو ضلعوں میں تھی تو اس نے مجھے بتایا کہ کل پنجاب اس کے اثر سے متاثر ہو جائے گا۔ اس وقت لوگوں نے اس پر ہنسی کی۔ مگر اب بتائیں کہ ان کی ہنسی کا کیا جواب ہوا؟! اجنبی لوگ اگر نہ مانیں تو نہ سہی مگر ہماری جماعت جو دن رات نشانات کو دیکھتی ہے اسے چاہیے کہ اپنی تبدیلی کرے۔ جو شخص امن کے زمانہ میں خدا سے ڈرتا ہے وہ بچایا جاتا ہے۔ ڈرنے والے زمانہ میں تو ہر ایک ڈرتا ہے جب سونٹا اٹھایا جاوے تو اس سے بھیڑ، بکری، کتا، بلی سب ڈرتے ہیں۔ انسان کی اس میں کونسی خوبی ہے۔ یہ تو اس حالت میں ان سے جاملا۔ ورنہ اس کی دانشمندی اور دور بینی کا یہ تقاضا ہونا چاہیے تھا کہ پہلے ہی سے ڈرتا۔ بعض گاؤں میں سخت تباہی ہو چکی ہے یہاں تک کہ گھروں کے گھر مقفل ہو گئے۔ جب زور سے پڑتی ہے تو پھر کھا جانے والی آگ کی طرح ہوتی ہے۔ ایک بار بلاد شام میں پڑی تھی تو جانوروں تک کی صفائی اس نے کر دی تھی۔ یہ بڑی خطرناک بلا ہے۔ اس سے بے خوف ہونا نادانی ہے۔ حقیقی ایمان ایک موت ہے۔ جب تک انسان اس موت کو اختیار نہ کرے۔ دوسری زندگی مل نہیں سکتی۔

(ملفوظات جلد4 صفحہ24-25 ایڈیشن2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

پھر آریوں کے مقابل میں ایک نشان مجھے دیا گیا جو لیکھرام کے متعلق تھا وہ اسلام کا دشمن تھا اور گندی گالیاں دیا کرتا اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرتا تھا۔ یہاں قادیان آیا اور اس نے مجھ سے نشان مانگا میں نے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے خبر دی۔ چنانچہ میں نے اس کو شائع کر دیا اور یہ کوئی مخفی بات نہیں کل ہندوستان اس کو جانتا ہے کہ جس طرح قبل از وقت اس کی موت کا نقشہ کھینچ کر دکھایا گیا تھا اسی طرح وہ پورا ہو گیا۔ اس کے علاوہ اور بہت سے نشانات ہیں جو ہم نے اپنی کتابوں میں درج

کیے ہیں اور اس پر بھی ہم ایمان رکھتے ہیں کہ ہمارا خدا تھکنے والا خدا نہیں وہ تکذیب کرنے والوں کے لیے ہر وقت طیار ہے میں نے پنجاب کے مولویوں اور پادریوں کو ایسی دعوت کی ہے کہ وہ میرے مقابل میں آکر ان نشانات کو جو ہم پیش کرتے ہیں فیصلہ کرلیں۔ اگر ان کو نہ مانیں تو دعا کر سکتا ہوں اور اپنے خدا پر یقین رکھتا ہوں کہ اور نشان ظاہر کر دے گا لیکن میں دیکھتا ہوں کہ وہ صدق نیت سے اس طرف نہیں آتے بلکہ لیکھرامی حملے کرتے ہیں مگر خدا تعالیٰ کسی کی حکومت کے نیچے نہیں ہے۔

(ملفوظات جلد4 صفحہ 208 ایڈیشن 2016ء)

ایک سوال پر فرمایا کہ:۔

خدا کے پاک کلام قرآن کو ناپاک باتوں سے ملا کر پڑھنا بے ادبی ہے وہ تو صرف روٹیوں کی غرض سے ملاں لوگ پڑھتے ہیں اس ملک کے لوگ ختم وغیرہ دیتے ہیں تو ملاں لوگ لمبی لمبی سورتیں پڑھتے ہیں کہ شوربا اور روٹی زیادہ ملے۔ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰیٰتِیْ ثَمَنًا قَلِیْلًا)البقرۃ (42 : یہ کفر ہے۔ جو طریق آج کل پنجاب میں نماز کا ہے میرے نزدیک ہمیشہ سے اس پر بھی اعتراض ہے۔ ملاں لوگ صرف مقررہ آدمیوں پر نظر کر کے جماعت کراتے ہیں ایسا امام شرعاً ناجائز ہے۔ صحابہؓ میں کہیں نظیر نہیں ہے کہ اس طرح اجرت پر امامت کرائی ہو۔ پھر اگر کسی کو مسجد سے نکالا جاوے تو چیف کورٹ تک مقدمہ چلتا ہے۔ یہاں تک کہ ایک دفعہ ایک ملاں نے نماز جنازہ کی 6 یا 7 تکبیریں کہیں۔ لوگوں نے پوچھا تو جواب دیا کہ یہ کام روزمرہ کے محاورہ سے یاد رہتا ہے کبھی سال میں ایک آدمی مرتا ہے تو کیسے یاد رہے جب مجھے یہ بات بھول جاتی ہے کہ کوئی مرا ابھی کرتا ہے تو اس وقت کوئی میت ہوتی ہے۔

اسی طرح ایک ملا یہاں آکر رہا۔ ہمارے میرزا صاحب نے اسے محلے تقسیم کر دیئے ایک دن وہ روتا ہوا آیا کہ مجھے جو محلہ دیا ہے۔ اس کے آدمیوں کے قد چھوٹے ہیں اس لیے ان کے مرنے پر جو کپڑا ملے گا اس سے چادر بھی نہ بنے گی۔

اس وقت ان لوگوں کی حالت بہت ردی ہے صوفی لکھتے ہیں کہ مردہ کا مال کھانے سے دل سخت ہو جاتا ہے۔

(ملفوظات جلد4 صفحہ 304 ایڈیشن 2016ء)

اِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِيْدًا(بنی اسرآءیل :59) کوئی ایسا گاؤں نہیں مگر روز قیامت سے پہلے پہلے ہم اس کو ہلاک کر کے رہیں گے یا اس کو سخت عذاب دیویں گے قرآن میں یہ ایک پیشگوئی ہے۔

فرمایا کہ:۔ یہ اب پنجاب پر بالکل صادق آرہی ہے بعض گاؤں تو اس سے بالکل تباہ ہو گئے ہیں اور بعض جگہ بطور عذاب کے طاعون جاکر پھر ان کو چھوڑ دیتی ہے۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 142 ایڈیشن 2016ء)

خوف الٰہی اور تقوی بڑی برکت والی شے ہے انسان میں اگر عقل نہ ہو مگر یہ باتیں ہوں تو خدا اسے اپنے پاس سے برکت دیتا ہے اور عقل بھی دے دیتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجاً (الطلاق:3) اس کے یہی معنے ہیں کہ جس شے کی ضرورت اسے ہو گی اس کے لیے وہ خود راہ پیدا کر دے گا بشرطیکہ انسان متقی ہو لیکن اگر تقویٰ نہ ہو گا تو خواہ فلاسفر ہی ہو وہ آخر کار تباہ ہو گا۔ دیکھو کہ اسی ہندوستان پنجاب میں کس قدر عالم تھے مگر ان کے دلوں میں اور زبانوں میں تقویٰ نہ رہا۔ محمد حسین کی حالت دیکھو کہ کیسی گندی اور فحش باتیں اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ میں لکھتا رہا۔ اگر تقویٰ ہوتی تو وہ کب ایسی باتیں لکھ سکتا تھا۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 306 ایڈیشن 2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

پنجاب کی سرزمین نرم ہے۔ ان لوگوں میں وہ شور اور شرارت نہیں ہے۔ جو ہندوستانیوں میں ہے۔ ہندوستانیوں نے غدر کر دیا تھا مگر پنجابی گورنمنٹ کے ساتھ تھے۔ ہمارے مرزا صاحب نے بھی پچاس گھوڑے اس وقت مدد کے لئے گورنمنٹ کو دیئے تھے۔

پنجابیوں نے جس قدر مجھے قبول کیا ہے۔ ہندوستان کو ابھی اس سے کچھ نسبت ہی نہیں۔

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 154 ایڈیشن 1984ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

اس کے بالمقابل پنجاب میں بڑی سعادت ہے۔ ہزار ہا لوگ سلسلہ حقہ میں شامل ہوتے چلے جاتے ہیں۔ پنجاب کی زمین بہت نرم ہے اور اس میں خدا پرستی ہے۔ طعن و تشنیع کو برداشت کرتے ہیں مگر یہ لوگ بہت سخت ہیں جس سے اندیشہ ایسے عذاب الٰہی کا ہے جو پہلے ہوتا رہا ہے کیونکہ جب کوئی مامور من اللہ اور ولی اللہ آتا ہے اور لوگ اس کے درپئے ایذا اور توہین ہوتے ہیں تو عادت اللہ اسی طرح واقع ہے کہ بعد اس کے ایسے شہر اور ملک پر جو سرکش اور بے ادب ہوتا ہے ضرور تباہی آتی ہے۔

پنجاب میں اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے۔ وہ لوگ خدا تعالیٰ کا خوف رکھتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی طرف توجہ کرتے ہیں اور اس کثرت سے پنجابیوں کا ہماری طرف رجوع ہو رہا ہے کہ بعض اوقات ان کو ہماری مجالس میں کھڑا ہونے کی جگہ نہیں ملتی۔

(ملفوظات جلد8 صفحہ 168-169 ایڈیشن 1984ء)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 12 جنوری 2022)

(قسط 17)

ارشادات حضرت مسیح موعودؑ بابت مختلف ممالک و شہر

(سید عمار احمد)

ارشاد بابت پنجاب

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

میں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ ان نادان، تنگ خیال اور سفلہ مزاج ملاؤں سے نفرت اور پرہیز کریں جو بغاوت پسند ہیں اور ناحق خون کر کے غازی بنتے ہیں۔ میری جماعت کے ہر فرد کو لازم ہے کہ وہ گورنمنٹ کی قدر کریں اور پوری اطاعت اور وفاداری کے ساتھ اس کے احسانات کے شکر گزار ہوں اور یقیناً سمجھ لیں کہ جو شخص مخلوق کا شکر نہیں کرتا وہ اللہ تعالےٰ کا شکر گزار بھی نہیں ہو سکتا۔

غرض اللہ تعالیٰ کے احسانات میں سے ایک یہ بڑا احسان ہے کہ اس نے ان کو گورنمنٹ انگلشیہ کی حکومت میں قائم کیا جو آزادی پسند اور امن دوست گورنمنٹ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے احسانات میں سے یہ دوسرا احسان ہے کہ اس نے اس سلسلہ کو پنجاب میں قائم کرنا پسند فرمایا اور اس سرزمین کو اس کے لئے منتخب کیا۔ ہندوستان بھی تو تھا پھر کیا وجہ ہے اور اس میں کیا حکمت ہے کہ پنجاب کو ترجیح دی؟ اس میں جو حکمت ہے وہ تجربہ سے معلوم ہوتی ہے اور وہ یہ ہے کہ پنجاب کی زمین نرم ہے اور اس میں قبول حق کا مادہ ہندوستان کے مقابلہ میں بہت زیادہ ہے۔ مجھے کئی مہینے تک دلّی اور دوسری جگہ رہنے کا اتفاق ہوا ہے مگر انہوں نے قبول نہیں کیا اور برخلاف اس کے پنجاب میں لوگوں نے مجھے اس وقت قبول کیا جب دوسروں نے نہیں کیا۔ حالانکہ میں نے ان کو اپنے دعویٰ کے دلائل سنائے۔ قرآن اور حدیث کو ان کے سامنے پیش کیا۔ نشانات پیش کئے۔ مگر انہوں نے نہیں مانا (اِلَّا مَاشَاءَ اللّٰہُ)۔ پس یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس ملک میں اس نے اس سلسلہ کو قائم کیا۔ علاوہ بریں یہ ملک حق رکھتا تھا کہ یہ سلسلہ قائم ہو۔ کیونکہ چالیس پچاس برس تک سکھوں کا دھکا کھا چکا تھا۔ بچوں کو تو ان دکھوں اور تکلیفوں کی خبر نہیں اور میں بھی اس وقت بچہ تھا۔ اس لئے پورا علم تو نہیں مگر جس قدر علم مجھے ہے وہ ایسا ہی ہے جیسا رؤیت کا علم ہوتا ہے۔ اس وقت اگر بانگ دی جاتی تو اس کی سزا بجز اس کے اور کچھ نہیں ہوتی تھی کہ بانگ دینے والا قتل کیا جاوے۔ حالانکہ یہ لوگ جانتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ جب وہ سنکھ وغیرہ بجاتے ہیں تو ہم کبھی ان کے مزاحم نہیں ہوتے اور نہ انہیں تکلیف دیتے

ہیں مگر بانگ سے انہیں ایسی ضد تھی کہ جو نہی کسی نے دی وہ قتل کیا گیا۔ جس جگہ میں اس وقت کھڑا ہوں۔ یہ کارداروں کی جگہ تھی اور دارالحکومت نہیں بلکہ دارالظلم تھا۔ جب انگریزی عدالت کا شروع شروع میں دخل ہوا۔ اس وقت یہاں ایک کاردار رہتا تھا۔ اس کا ایک سپاہی مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے گیا۔ اس نے ملاں کو کہا کہ بانگ دے۔ مگر ملاں نے بہت ہی آہستہ آہستہ بانگ کہی۔ سپاہی نے کہا کہ اونچی آواز سے بانگ کیوں نہیں دیتا جو دوسروں تک بھی پہنچ جائے۔ ملاں نے کہا میں اونچی آواز سے بانگ کیونکر دوں کیا میں پھانسی چڑھوں اس پر سپاہی نے کہا کہ نہیں تو کوٹھے پر چڑھ کر بہت اونچی آواز سے بانگ دے کیونکہ وہ جانتا تھا کہ سلطنت کی تبدیلی ہو چکی ہے۔ آخر جب ملاں نے سپاہی کے کہنے سے بلند آواز سے اذان دی تو ایک شور مچ گیا اور کاردار کے پاس جاکر شکایت کی کہ ہمارے آٹے بھرشٹ ہو گئے اور ہم اور ہمارے بچے بھوکے رہے۔ ہم پر ظلم ہوا۔ اس پر کاردار نے کہا کہ اچھا پکڑ لاؤ۔ ملاں کو پکڑ کر لے گئے۔ وہ نیک بخت سپاہی بھی ملاں کے پیچھے پیچھے گیا۔ جب ملاں کاردار کے سامنے گیا تو کاردار نے اس سے پوچھا کہ تو نے بانگ دی ہے؟ سپاہی نے آگے بڑھ کر کہا کہ اس نے نہیں دی بانگ تو میں نے دی ہے۔ جب کاردار نے یہ سنا تو اس نے شکایت کرنے والوں کو کہا کہ اندر جاکر بیٹھو۔ لاہور میں تو گائے ذبح ہوتی ہے۔

اذان بھی ایک اسلامی دعوت ہے اور اس حالت میں اسلام کی اجمالی دعوت ہے حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کا کیا مطب ہے؟ یہی کہ مسلمان ہو جاؤ۔ مگر یہ لوگ اسلام کے دشمن تھے۔ اس لئے بانگ کے دشمن تھے۔

(ملفوظات جلد 9 صفحہ 136-138 ایڈیشن 1984ء)

ارشادات بابت نصیبین

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:
منجملہ ان کے ایک یہی مسئلہ ہے جو مسیح کے آسمان پر جانے کے متعلق ہے اور جس میں بدقسمتی سے بعض مسلمان بھی ان کے شریک ہو گئے ہیں۔ اسی ایک مسئلے پر عیسائیت کا دارومدار ہے کیونکہ عیسائیت کی نجات کا مدار اسی صلیب پر ہے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ مسیح ہمارے لئے مصلوب ہوا اور پھر وہ زندہ ہو کر آسمان پر چلا گیا، جو گویا اس کی خدائی کی دلیل ہے۔

جن مسلمانوں نے اپنی غلطی سے ان لوگوں کا ساتھ دیا ہے وہ یہ تو نہیں مانتے کہ مسیح صلیب پر مر گیا مگر وہ اتنا ضرور مانتے ہیں کہ وہ آسمان پر اٹھایا گیا ہے۔ لیکن جو حقیقت اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کھولی ہے وہ یہ ہے کہ مسیحؑ ابن مریم اپنے ہمعصر یہودیوں کے ہاتھوں سخت ستایا گیا۔ جس طرح پر راستباز اپنے زمانہ میں نادان مخالفوں کے ہاتھوں ستائے جاتے ہیں اور آخر ان یہودیوں نے اپنی منصوبہ بازی اور شرارتوں سے یہ کوشش کی کہ کسی طرح پر ان کا خاتمہ کر دیں اور ان کو مصلوب کرا دیں۔ بظاہر وہ اپنی

ان تجاویز میں کامیاب ہو گئے، کیونکہ حضرت مسیحؑ ابن مریم کو صلیب پر چڑھائے جانے کا حکم دیا گیا، لیکن اللہ تعالیٰ نے جو اپنے راستبازوں اور ماموروں کو کبھی ضائع نہیں کرتا۔ ان کو اس لعنت سے جو صلیب کی موت کے ساتھ وابستہ تھی بچا لیا اور ایسے اسباب پیدا کر دیئے کہ وہ اس صلیب پر سے زندہ اتر آئے۔ اس امر کے ثبوت کے لئے بہت سے دلائل ہیں جو خاص انجیل ہی سے ملتے ہیں، لیکن اس وقت اس کا بیان کرنا میری غرض نہیں، ان واقعات کو جو صلیب کے واقعات ہیں انجیل میں پڑھنے سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ حضرت مسیحؑ ابن مریم صلیب پر سے زندہ اتر آئے اور پھر یہ خیال کر کے کہ اس ملک میں ان کے بہت سے دشمن ہیں اور دشمن بھی دشمنِ جان اور جیسا کہ وہ پہلے کہہ چکے تھے کہ نبی بے عزت نہیں ہوتا مگر اپنے وطن میں۔ جس سے ان کی ہجرت کا پتہ ملتا تھا کہ انھوں نے ارادہ کر لیا کہ اس ملک کو چھوڑ دیں اور اپنے فرض رسالت کو پورا کرنے کے لیے وہ بنی اسرائیل کی گمشدہ بھیڑوں کی تلاش میں نکلے اور نصیبین کی طرف سے ہوتے ہوئے افغانستان کے راستہ کشمیر میں آکر بنی اسرائیل کو جو کشمیر میں موجود تھے، تبلیغ کرتے رہے اور ان کی اصلاح کی اور آخر ان میں ہی وفات پائی۔ یہ امر ہے جو مجھ پر کھولا گیا ہے۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 303-304 ایڈیشن 2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

اگرچہ میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ سفر جو تجویز کیا گیا ہے۔ اگر نہ بھی کیا جاتا، تو بھی خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے اس قدر شواہد اور دلائل ہم کو اس امر کے لیے دیدیئے ہیں، جن کو مخالف کا قلم اور زبان توڑ نہیں سکتی، لیکن مومن ہمیشہ ترقیات کی خواہش کرتا ہے اور وہ زیادہ سے زیادہ حقائق اور معارف کا بھوکا پیاسا ہوتا ہے۔ کبھی ان سے سیر نہیں ہوتا۔ اس لیے ہماری بھی یہی خواہش ہے کہ جس قدر ثبوت اور دلائل اور مل سکیں وہ اچھا ہے۔ اس مقصد کے لیے یہ تقریب پیش آئی ہے کہ ہم اپنے دوستوں کو نصیبین کی طرف بھیجتے ہیں۔ جس کے متعلق ہمیں پتہ ملا ہے کہ وہاں کے حاکم نے حضرت مسیح کو (جبکہ وہ اپنی ناشکر گزار قوم کے ہاتھ سے تکلیفیں اٹھا رہے ہیں) لکھا تھا کہ آپ میرے پاس چلے آئیں اور واقعہ صلیب سے بچ جانے کے بعد اس مقام پر پہنچ کر انہوں نے بدقسمت قوم کے ہاتھ سے نجات پائی۔ وہاں کے حاکم نے یہ بھی لکھا تھا کہ آپ میرے پاس آجائیں گے تو آپ کی خدمت کی سعادت حاصل کروں گا اور میں بیمار ہوں میرے لیے دعا بھی کریں اگرچہ یہ ایک انگریزی کتاب سے ہمیں معلوم ہوا ہے، لیکن میں دیکھتا ہوں کہ روضۃ الصفا جو ایک اسلامی تاریخ ہے۔ اس قسم کا مفہوم اس سے بھی پایا جاتا ہے۔ اس لیے یہ یقین ہوتا ہے کہ مسیح علیہ السلام نصیبین میں ضرور آئے اور اسی راستہ سے وہ ہندوستان کو چلے آئے ہیں۔ سارا علم تو اللہ تعالیٰ کو ہے، لیکن ہمارا دل گواہی دیتا ہے کہ اس سفر میں ان شاء اللہ حقیقت کھل جائے گی اور اصل معاملہ صاف ہو جائے گا۔ ممکن ہے کہ اس سفر میں ایسی تحریریں پیش ہو جاویں یا ایسے کتبے نکل آویں، جو مسیح علیہ السلام کے اس سفر کے متعلق بعض امور پر روشنی ڈالنے والے ہوں یا حواریوں میں سے کسی کی قبر کا کوئی پتہ چل جاوے یا اور اس قسم کے بعض

امور نکل آویں، جو ہمارے مقصد میں مؤید ثابت ہو سکیں، اس لئے میں نے اپنی جماعت میں سے تین آدمیوں کو اس سفر کے لئے تیار کیا ہے۔ ان کے لئے ایک عربی تصنیف بھی میں کرنی چاہتا ہوں، جو بطور تبلیغ کے ہو اور جہاں جہاں وہ جاویں اس کو تقسیم کرتے رہیں۔ اس طرح پر اس سفر سے یہ بھی فائدہ ہو گا کہ ہمارے سلسلہ کی اشاعت بھی ہوتی جاوے گی۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 305-306 ایڈیشن 2016ء)

ارشادات بابت ہندوستان

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

چنانچہ اس زمانہ میں دیکھ لو کہ کتنا بڑا دجل ہو رہا ہے۔ ہر طرف سے اسلام پر نکتہ چینیاں اور اعتراض کیے جاتے ہیں۔ اور عیسائیوں نے تو حد کر دی ہے۔ میں نے ان اعتراضوں کو جمع کیا ہے، جو عیسائیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کئے ہیں۔ ان کی تعداد تین ہزار تک پہنچی ہے اور جس قدر کتابیں اور رسالے اور اشتہار آئے دن ان لوگوں کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراضوں کی شکل میں شائع ہوتے ہیں ان کی تعداد چھ کروڑ تک پہنچ چکی ہے۔ گویا ہندوستان کے مسلمانوں میں سے ہر ایک آدمی کے ہاتھ میں یہ لوگ کتاب دے سکتے ہیں۔ پس سب سے بڑا فتنہ یہی نصاریٰ کا فتنہ ہے اور اَلدَّجَّال کا بروز ہے۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 402 ایڈیشن 2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ بعثت کی تاریخ پڑھو تو معلوم ہو جاوے گا کہ دنیا کی کیا حالت تھی۔ خدا تعالیٰ کی پرستش دنیا سے اٹھ گئی تھی اور توحید کا نقش پامٹ چکا تھا۔ باطل پرستی اور معبودان باطلہ کی پرستش نے اللہ جل شانہ کی جگہ لے رکھی تھی۔ دنیا پر جہالت اور ظلمت کا ایک خوفناک پردہ چھایا ہوا تھا۔ دنیا کے تختہ پر کوئی ملک، کوئی قطعہ، کوئی سرزمین ایسی نہ رہ گئی تھی جہاں خدائے واحد، ہاں حی و قیوم خدا کی پرستش ہوتی ہو۔ عیسائیوں کی مردہ پرست قوم تثلیث کے چکر میں پھنسی ہوئی تھی اور ویدوں میں توحید کا بیجا دعویٰ کرنے والے ہندوستان کے رہنے والے 33 کروڑ دیوتاؤں کے پجاری تھے۔ غرض خود خدا تعالیٰ نے جو نقشہ اس وقت کے حالت کا ان الفاظ میں کھینچا ہے کہ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (الروم :42) یہ بالکل سچا ہے اور اس سے بہتر انسانی زبان اور قلم اس حالت کو بیان نہیں کر سکتی۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 208 ایڈیشن 2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

اس زمانہ میں خدا نے بڑا فضل کیا اور اپنے دین اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید میں غیرت کھا کر ایک انسان کو جو تم میں بول رہا ہے بھیجا تا کہ وہ اس روشنی کی طرف ان کو بلائے۔ اگر زمانہ میں ایسا فساد اور فتنہ نہ ہوتا اور دین کے محو کرنے کے واسطے جس قسم کی کوششیں ہو رہی ہیں نہ ہوتیں تو چنداں حرج نہ تھا مگر اب تم دیکھتے ہو کہ ہر طرف یمین و یسار اسلام ہی کو معدوم کرنے کی فکر میں قومیں لگی ہوئی ہیں۔ مجھے یاد ہے اور براہین احمدیہ میں بھی میں نے ذکر کیا ہے کہ اسلام کے خلاف چھ کروڑ کتابیں تصنیف اور تالیف ہو کر شائع کی گئی ہیں۔ عجیب بات ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں کی تعداد بھی چھ کروڑ اور اسلام کے خلاف کتابوں کا شمار بھی اسی قدر۔ اگر اس زیادہ تعداد کو جو اب تک ان تصنیفات میں ہوئی ہے چھوڑ بھی دیا جائے تو بھی ہمارے مخالف ایک ایک کتاب ہر ایک مسلمان کے ہاتھ میں دے چکے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کا جوش غیرت نہ ہوتا اور اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ۔(الحجر :10) اس کا وعدہ صادق نہ ہوتا تو یقیناً سمجھ لو کہ اسلام آج دنیا سے اٹھ جاتا اور اس کا نام ونشان تک مٹ جاتا۔ مگر نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ خدا کا پوشیدہ ہاتھ اس کی حفاظت کر رہا ہے۔ مجھے افسوس اور رنج اس امر کا ہوتا ہے کہ لوگ مسلمان کہلا کر ناطے بیاہ کے برابر بھی تو اسلام کی فکر نہیں کرتے اور مجھے اکثر بار پڑھنے کا اتفاق ہوا ہے کہ عیسائی عورتوں تک مرتے وقت لکھوکھہا روپیہ عیسائی دین کی ترویج اور اشاعت کے لئے وصیت کر مرتی ہیں اور ان کا اپنی زندگیوں کو عیسائیت کی اشاعت میں صرف کرنا تو ہم روز دیکھتے ہیں۔ ہزارہا لیڈی مشنریز گھروں اور کوچوں میں پھرتی اور جس طرح بن پڑے نقد ایمان چھینتی پھرتی ہیں۔ مسلمانوں میں سے کسی ایک کو نہیں دیکھا کہ وہ پچاس ہزار روپیہ بھی اشاعت اسلام کے لئے وصیت کر مرا ہو۔ ہاں شادیوں اور دنیاوی رسوم پر تو بے حد اسراف ہوتے ہیں اور قرض لے کر بھی دل کھول کے فضول خرچیاں کی جاتی ہیں۔ مگر خرچ کرنے کے لئے ہیں تو اسلام کے لئے نہیں۔ افسوس! افسوس!! اس سے بڑھ کر اور مسلمانوں کی حالت قابل رحم کیا ہو گی؟

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 62-63 ایڈیشن 2016ء)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 19 جنوری 2022)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

”تم خدا کے بنو۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ جس کا معاملہ صاف ہو جائے اللہ تعالیٰ آپ اس کا متولی اور متکفل ہو جاتا ہے۔“

(ملفوظات جلد2 صفحہ 280-281 ایڈیشن 2016ء)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 23 فروری 2022)

(قسط 18)

ارشادات حضرت مسیح موعودؑ بابت مختلف ممالک و شہر

(سید عمار احمد)

ارشادات بابت ہندوستان

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

انسان کا کمال یہ ہے کہ اس میں حقیقی معرفت اور سچی فراست جو ایمانی فراست کہلاتی ہے (جس کے ساتھ اللہ کا ایک نور ہوتا ہے جو اس کی ہر راہ میں راہنمائی کرتا ہے) پیدا ہو۔ بدوں اس کے انسان دھوکے سے نہیں بچ سکتا اور رسم وعادت کے طور پر کبھی کبھی نہیں بلکہ بسا اوقات سم قاتل پر بھی خوش ہو جاتا ہے۔ پنجاب وہندوستان کے سجادہ نشین اور گدیوں کے پیرزادے قوالوں کے گانے سے اور ھُوَ حَقّ کے نعرے مارنے اور الٹے سیدھے لٹکنے ہی میں اپنی معرفت اور کمال کا انتہا جانتے ہیں اور ناواقف پیر پرست ان باتوں کو دیکھ کر اپنی روح کی تسلی اور اطمینان ان لوگوں کے پاس تلاش کرتے ہیں۔ مگر غور سے دیکھو کہ یہ لوگ اگر فریب نہیں دیتے تو اس میں شک نہیں ہے کہ فریب خوردہ ضرور ہیں۔ کیونکہ وہ سچا رشتہ جو عبودیت اور الوہیت کے درمیان ہے جس کے حقیقی پیوند سے ایک نور اور روشنی نکلتی ہے اور ایسی لذت پیدا ہوتی ہے کہ دوسری لذت اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اس کو ان قلابازیوں سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ ہم نہایت نیک نیتی کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ ہماری نیت کیسی ہے۔ پوچھتے ہیں کہ اگر اس قسم کے مشغلے عبادت الٰہی اور معرفت الٰہی کا موجب ہو سکتے ہیں اور انسانی روح کے کمال کا باعث بن سکتے ہیں، تو پھر بازیگروں کو معرفت کی معراج پر پہنچا ہوا سمجھنا چاہیے۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 369 ایڈیشن 2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

اب رہا مکان کے متعلق۔ سو یاد رہے کہ دجال کا خروج مشرق میں بتایا گیا ہے۔ جس سے ہمارا ملک مراد ہے چنانچہ صاحب حجج الکرامہ نے لکھا ہے کہ فتن دجال کا ظہور ہندوستان میں ہو رہا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ ظہور مسیح اسی جگہ ہو جہاں دجال ہو۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 43 ایڈیشن 2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

ہم اس اعتراض کا واضح جواب دینے سے پیشتر ایک ضروری امر اور بیان کرنا چاہتے ہیں۔ ہر ایک مسلمان کو یاد رہے کہ ہم بلحاظ گورنمنٹ کے ہندوستان کو دارالحرب نہیں کہتے اور یہی ہمارا مذہب ہے؛ اگرچہ اس مسئلہ میں علماء مخالفین نے ہم سے سخت اختلاف کیا ہے اور اپنی طرف سے کوئی دقیقہ ہم کو تکلیف دہی کا انھوں نے باقی نہیں رکھا مگر ہم ان عارضی تکالیف اور آنی ضرر رسانیوں کے خوف سے حق کو کیونکر چھوڑ سکتے ہیں۔ ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ حکومت کے لحاظ سے ہندوستان ہرگز ہرگز دارالحرب نہیں ہے۔ ہمارا مقدمہ ہی دیکھ لو۔ اگر یہی مقدمہ سکھوں کے عہد حکومت میں ہوتا اور دوسری طرف ان کا کوئی گرو یا برہمن ہوتا تو بدوں کسی قسم کی تحقیق و تفتیش کے ہم کو پھانسی دے دینا کوئی بڑی بات نہ تھی مگر انگریزوں کی سلطنت اور عہد حکومت ہی کی یہ خوبی ہے کہ مقابل میں ایک ڈاکٹر اور پھر مشہور پادری ہے لیکن تحقیقات اور عدالت کی کارروائی میں کوئی سختی کا برتاؤ نہیں کیا جاتا۔ کیپٹن ڈگلس نے اس بات کی ذرا بھی پروا نہیں کی کہ پادری صاحب کی ذاتی وجاہت یا ان کے اپنے عہدہ اور درجہ کا لحاظ کیا جاوے؛ چنانچہ انہوں نے لیمار چنڈ صاحب سے جو پولیس گورداسپور کے اعلیٰ افسر ہیں، یہی کہا کہ ہمارا دل تسلی نہیں پکڑتا۔ پھر عبدالحمید سے دریافت کیا جاوے۔ آخر کار انصاف کی رو سے ہم کو اس نے بری ٹھہرایا۔ پھر یہ لوگ ہم کو ارکان مذہب کی بجاآوری سے نہیں روکتے، بلکہ بہت سے برکات اپنے ساتھ لے کر آئے، جس کی وجہ سے ہم کو اپنے مذہب کی اشاعت کا خاطر خواہ موقع ملا اور اس قسم کا امن اور آرام نصیب ہوا کہ پہلی حکومتوں میں ان کی نظیر نہیں ملتی۔ پھر صریح ظلم اور اسلامی تعلیم اور اخلاق سے بعید ہے کہ ہم ان کے شکر گزار نہ ہوں۔ یاد رکھو! انسان جو اپنے جیسے انسان کی نیکیوں کا شکر گزار نہیں ہوتا، وہ خدا تعالیٰ کا بھی شکر گزار نہیں ہو سکتا؛ حالانکہ وہ اسے دیکھتا ہے۔ تو غیب الغیب ہستی کے انعامات کا شکر گزار کیونکر ہو گا، جس کو وہ دیکھتا بھی نہیں، اس لیے محض حکومت کے لحاظ سے ہم اس کو دارالحرب نہیں کہتے۔

ہاں! ہمارے نزدیک ہندوستان دارلحرب ہے بلحاظ قلم کے۔ پادری لوگوں نے اسلام کے خلاف ایک خطرناک جنگ شروع کی ہوئی ہے۔ اس میدان جنگ میں وہ نیزہ ہائے قلم لے کر نکلے ہیں نہ سنان و تفنگ لے کر۔ اس لیے اس میدان میں ہم کو جو ہتھیار لے کر نکلنا چاہیے وہ قلم اور صرف قلم ہے۔ ہمارے نزدیک ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اس جنگ میں شریک ہو جاوے۔ اللہ اور اس کے برگزیدہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر وہ دل آزار حملے کئے جاتے ہیں کہ ہمارا تو جگر پھٹ جاتا اور دل کانپ اٹھتا ہے۔ کیا اُمہات المومنین یا دربار مصطفائی کے اسرار جیسی گندی کتاب دیکھ کر ہم آرام کر سکتے ہیں، جس کا نام ہی اس طرز پر رکھا گیا ہے۔ جیسے ناپاک ناولوں کے نام ہوتے ہیں۔ تعجب کی بات ہے کہ دربار لنڈن کے اسرار جیسی کتابیں تو گورنمنٹ کے اپنے علم میں بھی اس قابل ہوں کہ اس کی اشاعت بند کی جائے مگر آٹھ کروڑ مسلمانوں کی دلآزاری کرنے والی کتاب کو نہ روکا جائے۔ ہم خود گورنمنٹ سے اس قسم کی درخواست کرنا ہرگز ہرگز نہیں چاہتے بلکہ اس کو بہت ہی نامناسب خیال کرتے ہیں۔ جیسا کہ ہم نے اپنے میموریل کے ذریعہ سے واضح کر دیا، لیکن یہ بات ہم نے محض اس بنا پر کہی ہے کہ بجائے

خود گورنمنٹ کا اپنا فرض ہے کہ وہ ایسی تحریروں کا خیال رکھے۔ بہر حال گورنمنٹ نے عام آزادی دے رکھی ہے کہ اگر عیسائی ایک کتاب اسلام پر اعتراض کرنے کی غرض سے لکھتے ہیں تو مسلمانوں کو آزادی کے ساتھ اس کا جواب لکھنے اور عیسائی مذہب کی تردید میں کتابیں لکھنے کا اختیار ہے۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 200-201 ایڈیشن 2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

ہماری جماعت یاد رکھے کہ ہم ہندوستان کو بلحاظ حکومت ہرگز ہرگز دَارُالحَرب قرار نہیں دیتے بلکہ اس امن اور برکات کی وجہ سے جو اس حکومت میں ہم کو ملی ہیں اور اس آزادی کو جو اپنے مذہب کے ارکان کی بجاآوری اور اس کی اشاعت کے لیے گورنمنٹ نے ہم کو دے رکھی ہے۔ ہمارا دل عطر کے شیشہ کی طرح وفاداری اور شکرگزاری کے جوش سے بھرا ہوا ہے، لیکن پادریوں کی وجہ سے ہم اس کو دارالحرب قرار دیتے ہیں۔ پادریوں نے چھ کروڑ کے قریب کتابیں اسلام کے خلاف شائع کی ہیں۔ میرے نزدیک وہ لوگ نہیں ہیں جو ان حملوں کو دیکھیں اور سنیں اور اپنے ہی ہم و غم میں مبتلا رہیں۔ اس وقت جو کچھ کسی سے ممکن ہو وہ اسلام کی تائید کے لیے کرے اور اس قلمی جنگ میں اپنی وفاداری دکھائے، جبکہ خود عادل گورنمنٹ نے ہم کو منع نہیں کیا ہے کہ ہم اپنے مذہب کی تائید اور غیر قوموں کے اعتراضوں کی تردید میں کتابیں شائع کریں، بلکہ پریس، ڈاک خانے اور اشاعت کے دوسرے ذریعوں سے مدد دی ہے، تو ایسے وقت میں خاموش رہنا سخت گناہ ہے۔ ہاں ضرورت ہے اس امر کی کہ جو بات پیش کی جاوے، وہ معقول ہو۔ اس کی غرض دل آزاری نہ ہو۔ جو اسلام کے لیے سینہ بریاں اور چشم گریاں نہیں رکھتا وہ یاد رکھے کہ خدا تعالیٰ ایسے انسان کا ذمہ دار نہیں ہوتا۔ اس کو سوچنا چاہیے کہ جس قدر خیالات اپنی کامیابی کے آتے ہیں اور جتنی تدابیر اپنی دنیوی اغراض کے لیے کرتا ہے۔ اسی سوزش اور جلن اور درد دل کے ساتھ کبھی یہ خیال بھی آیا ہے کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم کی پاک ذات پر حملے ہو رہے ہیں، میں ان کے دفاع کی بھی سعی کروں؟ اور اگر کچھ اور نہیں ہو سکتا تو کم از کم پرسوز دل کے ساتھ خدا تعالیٰ کے حضور دعا کروں؟ اگر اس قسم کی جلن اور درد دل میں ہو تو ممکن نہیں کہ سچی محبت کے آثار ظاہر نہ ہوں۔ اگر ٹوٹی ہانڈی بھی خریدی جائے تو اس پر بھی رنج ہوتا ہے یہاں تک کہ ایک سوئی کے گم ہو جانے پر بھی افسوس ہوتا ہے۔ پھر یہ کیسا ایمان اور اسلام ہے کہ اس خوفناک زمانہ میں کہ اسلام پر حملوں کی بوچھاڑ ہو رہی ہے۔ امن اور آرام کے ساتھ خواب راحت میں سو رہے ہیں۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ ہفتہ وار اور ماہواری اخباروں اور رسالوں کے علاوہ ہر روز وہ کس قدر دو ورقہ اشتہار اور چھوٹے چھوٹے رسالے تقسیم کرتے ہیں جن کی تعداد پچاس پچاس ہزار اور بعض وقت لاکھوں تک ہوتی ہے؟ اور کئی کئی مرتبہ ان کو شائع کرنے میں کروڑہا روپیہ پانی کی طرح بہا دیا جاتا ہے۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 202-203 ایڈیشن 2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

محسن کے احسانات کی شکر گزاری کے اصول سے ناواقف جاہل ہمارے اس قسم کے بیانات اور تحریروں کو خوشامد کہتے ہیں مگر ہمارا خدا بہتر جانتا ہے کہ ہم دنیا میں کسی انسان کی خوشامد کر سکتے ہی نہیں۔ یہ قوت ہی ہم میں نہیں ہے۔ ہاں احسان کی قدر کرنا ہماری سرشت میں ہے اور محسن کشی اور غداری کا ناپاک مادہ اس نے اپنے فضل سے ہم میں نہیں رکھا۔ ہم گورنمنٹ انگلشیہ کے احسانات کی قدر کرتے ہیں اور اس کو خدا کا فضل سمجھتے ہیں کہ اس نے ایک عادل گورنمنٹ کو سکھوں کے پر جفا زمانہ سے نجات دلانے کے لئے ہم پر حکومت کرنے کو کئی ہزار کوس سے بھیج دیا۔ اگر اس سلطنت کا وجود نہ ہوتا تو میں سچ کہتا ہوں کہ ہم اس قسم کے اعتراضوں کی بابت ذرا بھی سوچ نہ سکتے، چہ جائیکہ ہم ان کا جواب دے سکتے۔

اب ہم ان اعتراضوں کا جواب بڑی آزادی سے دے سکتے ہیں۔ پھر اگر تم اللہ تعالیٰ کے اس فضل کی قدر نہ کریں تو یقیناً سمجھو کہ بڑے ناقدر شناس اور ناشکر گزار ہوں گے۔ ہم کو غور و فکر کا موقع ملا، دعاؤں کا موقع ملا اور اس طرح پر خدا تعالیٰ نے اپنے فضل کے ابواب ہم پر کھولے؛ اگرچہ مبدء فیض وہی ہے لیکن انسان اپنے میں ایک شے قابل بناتا ہے۔ اس پر بلحاظ اس کی استعداد اور ظرف کے فیض ملتا ہے۔ یہ خوشی کی بات ہے کہ اس تقریب کی وجہ سے ہندوستان اور پنجاب کے رہنے والے جو ہر قابل بن رہے ہیں اور ان کی علمی طاقتیں بھی ترقی کر رہی ہیں۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 213-214 ایڈیشن 2016ء)

پھر ڈاکٹر رحمت علی صاحب کچھ اپنے مقامی حالات سناتے رہے۔ اور گورنمنٹ انگلشیہ کی حکومت کی برکات کا ذکر کرتے رہے کہ اس نے فوجوں میں نماز اور اپنے مذہب کی پابندیوں کے لئے پورا وقت اور فرصت دے رکھی ہے۔ بشرطیکہ کوئی کرنے والا ہو۔ ہر مذہب کے لوگوں کے لئے ایک ایک مذہبی پیشوا مقرر کر رکھا ہے اور نماز کے اوقات میں کوئی کام نہیں رکھا۔ ہاں جمعہ کی تکلیف ہے۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ:

”یہ تکلیف بھی جاتی رہتی۔ اگر سب مسلمان مل کر درخواست کرتے مگر ان کم بختوں نے تو ہندوستان کو دارالحرب قرار دے کر جمعہ کی فرضیت کو ہی اڑانا چاہا ہے۔ افسوس“!

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 222 ایڈیشن 2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

بعض لوگ ایسے دیکھے جاتے ہیں جو کہتے ہیں کہ حفاظت کی کوئی ضرورت نہیں ہے وہ سخت غلطی کرتے ہیں دیکھو جو شخص باغ لگاتا ہے یا عمارت بناتا ہے تو کیا اس کا فرض نہیں ہوتا یا وہ نہیں چاہتا کہ اس کی حفاظت اور دشمنوں کی دست برد سے بچانے کے لیے ہر طرح کوشش کرے؟ بناغات کے گرد کیسے کیسے احاطے حفاظت کے لیے بنائے جاتے ہیں اور مکانات کو آتشزدگیوں

سے بچانے کے لیے نئے نئے مصالح طیار ہوتے ہیں۔ اور بجلی سے بچانے کے لیے تاریں لگائی جاتی ہیں۔ یہ امور اس فطرت کو ظاہر کرتے ہیں جو بالطبع حفاظت کے لیے انسانوں میں ہے پھر کیا اللہ تعالیٰ کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے دین کی حفاظت کرے؟ بے شک حفاظت کرتا ہے اور اس نے ہر بلا کے وقت اپنے دین کو بچایا ہے۔ اب بھی جب کہ ضرورت پڑی اس نے مجھے اس لیے بھیجا ہے۔ ہاں یہ امر حفاظت کا مشکوک ہو سکتا یا اس کا انکار ہو سکتا تھا۔ اگر حالات اور ضرورتیں اس کی مؤید نہ ہوتیں۔ مگر کئی کروڑ کتابیں اسلام کے رد میں شائع ہو چکی ہیں اور ان اشتہاروں اور دوورقہ رسالوں کا تو شمار ہی نہیں جو ہر روز اور ہفتہ وار اور ماہوار پادریوں کی طرف سے شائع ہوتے ہیں۔ ان گالیوں کو اگر جمع کیا جاوے جو ہمارے ملک کے مرتد عیسائیوں نے سید المعصومین صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی پاک ازواج کی نسبت شائع کی ہیں تو کئی کوٹھے ان کتابوں کے بھر سکتے ہیں اور اگر ان کو ایک دوسرے کے ساتھ ملا کر رکھا جاوے تو وہ کئی میل تک پہنچ جائیں۔ عماد الدین، صفدر علی اور شائق وغیرہ نے جیسی تحریریں شائع کی ہیں وہ کسی پر پوشیدہ نہیں۔ عماد الدین کی تحریروں کے خطرناک ہونے کا بعض انصاف پسند عیسائیوں کو بھی اعتراف ہے چنانچہ لکھنؤ سے جو ایک اخبار شمس الاخبار نکلا کرتا تھا اس میں اس کی بعض کتابوں پر یہ رائے لکھی گئی تھی کہ اگر ہندوستان میں پھر کبھی غدر ہو گا تو ایسی تحریروں سے ہو گا ایسی حالتوں میں بھی کہتے ہیں کہ اسلام کا کیا بگڑا ہے اس قسم کی باتیں وہ لوگ کر سکتے ہیں جن کو یا تو اسلام سے کوئی تعلق اور درد نہیں اور یا وہ لوگ جنہوں نے حجروں کی تاریکی میں پرورش پائی ہے اور ان کو باہر کی دنیا کی کچھ خبر نہیں ہے پس ایسے لوگ اگر ہیں تو ان کی کچھ پروا نہیں ہاں وہ لوگ جو نور قلب رکھتے ہیں جن کو اسلام کے ساتھ محبت اور تعلق ہے اور زمانہ کے حالات سے آشنا ہیں ان کو تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ یہ وقت کی عظیم الشان مصلح کا وقت ہے۔

(ملفوظات جلد2 صفحہ 236-237 ایڈیشن 2016ء)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 26 جنوری 2022)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

اب رہا مکان کے متعلق۔ سو یاد رہے کہ دجال کا خروج مشرق میں بتایا گیا ہے۔ جس سے ہمارا ملک مراد ہے چنانچہ صاحب حجج الکرامہ نے لکھا ہے کہ فتن دجال کا ظہور ہندوستان میں ہو رہا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ ظہور مسیح اسی جگہ ہو جہاں دجال ہو۔ پھر اس گاؤں کا نام قدعہ قرار دیا ہے جو قادیان کا مخفف ہے۔ یہ ممکن ہے کہ یمن کے علاقہ میں بھی اس نام کا کوئی گاؤں ہو لیکن یاد رہے کہ یمن حجاز سے مشرق میں نہیں بلکہ جنوب میں ہے۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 43 ایڈیشن 2016ء)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 08 دسمبر 2021)

(قسط 19)

ارشادات حضرت مسیح موعودؑ بابت مختلف ممالک و شہر

(سید عمار احمد)

ارشادات بابت ہندوستان

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

مولوی جان محمد صاحب مدرس ڈسکہ نے سوال کیا کہ حضور آپ کی بیعت کرنے کے بعد پہلی بیعت اگر کسی سے کی ہو وہ قائم رہتی ہے یا نہیں؟

حضرت حجۃ اللہ نے فرمایا: ”جب انسان میرے ہاتھ پر بیعت توبہ کرتا ہے تو پہلی ساری بیعتیں ٹوٹ جاتی ہیں۔ انسان دو کشتیوں میں کبھی پاؤں نہیں رکھ سکتا۔ اگر کسی کا مرشد اب زندہ بھی ہو تب بھی وہ حقائق اور معارف ظاہر نہ کرے گا جو خدا تعالیٰ یہاں ظاہر کر رہا ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے ساری بیعتوں کو توڑ ڈالا ہے، صرف مسیح موعود ہی کی بیعت کو قائم رکھا ہے جو خاتم الخلفاء ہو کر آیا ہے۔

ہندوستان میں جس قدر گدیاں اور مشائخ اور مرشد ہیں سب سے ہمارا اختلاف ہے۔ بیعت دینی سلسلوں میں ہوتی ہے جو خدا تعالیٰ قائم کرتا ہے۔ ان لوگوں کا ہمارے مسائل میں اختلاف ہے اگر ان میں سے کسی کو شک ہو کہ وہ حق پر ہیں تو ہمارے ساتھ فیصلہ کر لیں۔ قرآن شریف کو حکم ٹھہرائیں۔ اصل یہ ہے کہ اس وقت سب گدیاں ایک مردہ کی حیثیت رکھتی ہیں اور زندگی صرف اسی سلسلہ میں ہے جو خدا نے میرے ہاتھ پر قائم کیا ہے۔ اب کیسا نادان ہو گا وہ شخص جو زندوں کو چھوڑ کر مردوں میں زندگی طلب کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی چاہا تھا کہ ایک زمانہ فیج اعوج کا ہو اور اس کے بعد ہدایت کا بہت بڑا زمانہ آوے۔ چنانچہ ہدایت کے دو ہی بڑے زمانے ہیں جو دراصل ایک ہی ہیں مگر ان کے درمیان ایک وقفہ ہے اس لیے دو سمجھے جاتے ہیں۔ ایک وہ زمانہ جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ تھا اور دوسرا مسیح موعود کا زمانہ اور مسیح موعود کے زمانہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا زمانہ

قرار دیا گیا ہے۔ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کسی دوسرے کی بیعت کب جائز ہو سکتی اور قائم رہ سکتی ہے یہ اس شخص کا زمانہ ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کہا اب اس کی بیعت کے سوا سب بیعتیں ٹوٹ گئیں۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 294-295 ایڈیشن 2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

اگرچہ ہمارے نزدیک اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ؕ (الحجرات: 14) ہی ہے اور ہمیں خواہ مخواہ ضروری نہیں کہ ترکوں کی تعریف کریں یا کسی اور کی، مگر سچی اور حقیقی بات کے اظہار سے ہم رک نہیں سکتے۔ ترکوں کے ذریعہ سے اسلام کو بہت بڑی قوت حاصل ہوئی ہے۔ یہ کہنا کہ وہ پہلے کافر تھے یہ طعن درست نہیں۔ کوئی دو سو برس پہلے کافر ہوا، کوئی چار سو برس پہلے یہ کیا ہے؟ آخر جو آج سید کہلاتے ہیں کیا ان کے آباؤاجداد پر کوئی وقت کفر کی حالت کا نہیں گزرا؟ پھر ایسے اعتراض کرنا دانشمندی نہیں ہے۔

ہندوستان میں جب یہ مغل آئے تو انہوں نے مسجدیں بنائیں اور اپنا قیام کیا۔ اَلنَّاسُ عَلٰى دِيْنِ مُلُوْكِهِمْ کے اثر سے اسلام پھیلنا شروع ہوا۔ اور اب تک بھی حرمین شریفین ترکوں ہی کی حفاظت کے نیچے خدا نے رکھی ہوئی ہیں۔ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں خدا تعالیٰ نے دو ہی گروہ رکھے ہوئے ہیں۔ ایک ترک دوسرے سادات۔ ترک ظاہری حکومت اور ریاست کے حقدار ہوئے اور سادات کو فقر کا مبدء قرار دیا گیا؛ چنانچہ صوفیوں نے فقر اور روحانی فیوض کا مبدء سادات ہی کو ٹھہرایا ہے اور میں نے بھی اپنے کشوف میں ایسا ہی پایا ہے۔ دنیا کا عروج ترکوں کو ملا ہے۔"

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 342 ایڈیشن 2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

اب اس تعلیم پر نگاہ کرو کہ نہ یہ توریت کی طرح محض انتقام پر ہی زور دیتی ہے اور نہ انجیل کی طرح ایسے عفو پر جو بسا اوقات خطرناک نتائج کا موجب ہو سکتا ہے بلکہ قرآن شریف کی تعلیم حکیمانہ نظام اپنے اندر رکھتی ہے مثلاً ایک خدمتگار ہے جو بڑا شریف اور نیک چلن ہے کبھی اس نے خیانت نہیں کی اور کوئی نقصان نہیں کیا اگر اتفاقاً وہ چاء پلانے کے لئے آئے اور اس کے ہاتھ سے پیالیاں گر کر ٹوٹ جاویں تو اس وقت مقتضائے وقت کیا ہوگا کیا یہ کہ اس کو سزا دیں یا معاف کر دیں ایسی حالت میں ایسے شریف خدمت گار کو معاف کر دینا ہی اس کے واسطے کافی سزا ہوگی۔ لیکن اگر ایک شریر خدمتگار جو ہر روز کوئی نہ کوئی

نقصان کرتا ہے اس کو معاف کر دینا اور بھی دلیر کر دینا ہے اس لئے اس کو سزا دینی ضروری ہوگی مگر انجیل یہ نہیں بتاتی انجیل پر عمل کر کے تو گورنمنٹ کو چاہیے کہ اگر کوئی ہندوستان مانگے تو وہ انگلستان بھی اس کے حوالے کرے۔ کیا عملی طور پر انجیل مانی جاتی ہے؟ ہرگز نہیں گورنمنٹ کے سیاست مدن کے اصولوں پر مختلف محکموں کا قائم کرنا اور عدالتوں کا کھولنا دشمن سے حفاظت کے لئے فوجوں کا رکھنا وغیرہ وغیرہ جس قدر امور ہیں انجیل کی تعلیم کے موافق نہیں ہیں اس لئے کہ انجیل کی تعلیم کے موافق کوئی انتظام ہو سکتا ہی نہیں ہے۔

(ملفوظات جلد2 صفحہ 378-379 ایڈیشن 2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

مسیح کے معجزات جو قصص کے رنگ میں ہیں ان سے کوئی فوق العادت تائید الٰہی کا پتہ نہیں لگتا۔ جبکہ آج اس سے بھی بڑھ کر طبی کرشمے اور عجائبات دیکھے جاتے ہیں۔ خصوصاً ایسی حالت میں کہ خود انجیل میں ہی لکھا ہے کہ ایک تالاب تھا جس میں ایک وقت غسل کرنے والے شفا پا لیتے تھے۔ اور اب تک یورپ کے بعض ملکوں میں ایسے چشمے پائے جاتے ہیں۔ اور ہمارے ہندوستان میں بھی بعض چشموں یا کنوؤں کے پانی میں ایسی تاثیر ہوتی ہے۔ تھوڑے دن ہوئے اخبارات میں شائع ہوا تھا کہ ایک کنویں کے پانی سے جذامی اچھے ہونے لگے۔ اب عیسائی مذہب کے کن تائیدی نشانوں کو ہم دیکھیں۔ پچھلوں کا یہ حال ہے اور اب کوئی دکھا نہیں سکتا۔

(ملفوظات جلد2 صفحہ 450 ایڈیشن 2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

طاعون تین قسم کی ہے ایک خفیف جس میں صرف گلٹی نکلتی ہے اور تپ نہیں ہوتا۔ دوسری اس سے تیز کہ جس میں گلٹی کے ساتھ تپ بھی ہوتا ہے تیسری سب سے تیز اس میں تپ نہ گلٹی آدمی سویا اور مر گیا۔ ہندوستان کے بعض دیہات میں ایسا ہی ہوا ہے کہ دس آدمی رات کو سوئے تو صبح کو مرے ہوئے پائے۔ اس کا اصل باعث طعن ہے یہ لوگ ٹھٹھہ کرتے ہیں مگر ان کو عنقریب پتہ لگ جائے گا جو مخالف بکواس کیا کرتے ہیں ان پر یک لخت پتھر نہیں پڑا کرتے۔ اول ان کو دور سے آگ دکھلائی جاتی ہے تا کہ وہ توبہ کریں۔

(ملفوظات جلد3 صفحہ 412 ایڈیشن 2016ء)

ایک مقام پر حضرت اقدس نے فرمایا کہ ہند میں دو واقع ہوئے ہیں ایک سید احمد صاحب کا، دوسرا ہمارا۔ ان کا کام لڑائی کرنا تھا۔ مگر انہوں نے شروع کر دی اور اس کا اتمام ہمارے ہاتھوں مقدر تھا جو کہ اب اس زمانہ میں بذریعہ قلم ہو رہا ہے اسی طرح

عیسیٰ کے وقت جو نامرادی تھی وہ چھ سو برس بعد آنحضرتؐ کے ہاتھوں سے رفع ہوئی۔ خدا ابھی فرماتا ہے کہ وہ کامیابی اب ہوئی۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 369 ایڈیشن 2016ء)

سیر میں مختلف تذکروں کے بعد قیصر ہند کی تاجپوشی کا ذکر آیا۔ فرمایا کہ:۔
رعیت کی بڑی خوش قسمتی ہے کہ شاہ ایڈورڈ ہفتم ہندوستان کے سرپرست ہوئے۔ میری رائے تو یہ ہے کہ نوجوان بادشاہ کی نسبت بوڑھا بادشاہ رعایا کے لئے بہت ہی مفید ہوتا ہے۔ کیونکہ نوجوان اپنے جذبات اور جوش کے نیچے کبھی کبھی رعایا کے حقوق اور نگہداشت کے طریقوں میں فروگذاشت کر بیٹھتا ہے مگر عمر رسیدہ بادشاہ اپنی عمر کے مختلف حصوں میں گزر جانے کے باعث تجربہ کار ہوتا ہے۔ اس کے جذبات دبے ہوئے ہوتے ہیں۔ خدا کا خوف اس کے دل میں پیدا ہو جاتا ہے۔ اس لئے وہ رعایا کے لئے بہت ہی مفید اور خیر خواہ ہوتا ہے۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 112 ایڈیشن 2016ء)

• مولوی سید محمود شاہ صاحب نے جو سہارنپور سے تشریف لائے ہوئے ہیں۔ حضرت اقدس امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور جب آپ نماز مغرب سے فارغ ہو کر شہ نشین پر اجلاس فرما ہوئے۔ یہ عرض کیا کہ میں نے آج تحفہ گولڑویہ اور کشتی نوح کے بعض مقامات پڑھے ہیں۔ میں ایک امر جناب سے دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ اگرچہ وہ فروعی ہے لیکن پوچھنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ ہم لوگ عموماً بعد نماز دعا مانگتے ہیں، لیکن یہاں نوافل تو خیر دعا بعد نماز نہیں مانگتے۔ اس پر حضرت اقدسؑ نے فرمایا:۔
اصل یہ ہے کہ ہم دعا مانگنے سے تو منع نہیں کرتے اور ہم خود بھی دعا مانگتے ہیں۔ اور صلوٰۃ بجائے خود دعا ہی ہے۔ بات یہ ہے کہ میں نے اپنی جماعت کو نصیحت کی ہے کہ ہندوستان میں یہ عام بدعت پھیلی ہوئی ہے کہ تعدیل ارکان پورے طور پر ملحوظ نہیں رکھتے اور ٹھونگے دار نماز پڑھتے ہیں۔ گویا وہ نماز ایک ٹیکس ہے جس کا ادا کرنا ایک بوجھ ہے۔ اس لیے اس طریق سے ادا کیا جاتا ہے جس میں کراہت پائی جاتی ہے حالانکہ نماز ایسی شے ہے کہ جس سے ایک ذوق انس اور سرور بڑھتا ہے۔ مگر جس طرز پر نماز ادا کی جاتی ہے اس سے حضور قلب نہیں ہوتا اور بے ذوقی اور بے لطفی پیدا ہوتی ہے۔ میں نے اپنی جماعت کو یہی نصیحت کی ہے کہ وہ بے ذوقی اور بے حضوری پیدا کرنے والی نماز نہ پڑھیں، بلکہ حضور قلب کی کوشش کریں جس سے ان کو سرور اور ذوق حاصل ہو۔ عام طور پر یہ حالت ہو رہی ہے کہ نماز کو ایسے طور سے پڑھتے ہیں کہ جس میں حضور قلب کی کوشش نہیں کی جاتی بلکہ جلدی جلدی اس کو ختم کیا جاتا ہے اور خارج نماز میں بہت کچھ دعا کے لیے کرتے ہیں اور دیر تک دعا مانگتے رہتے ہیں حالانکہ نماز کا (جو مومن کی معراج ہے) مقصود یہی ہے کہ اس میں دعا کی جاوے اور اسی لیے اُمُّ الادعیہ اِہْدِنَا

الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ ﴿۶﴾ دعامانگی جاتی ہے۔انسان کبھی خداتعالیٰ کاقرب حاصل نہیں کرتاجب تک کہ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ نہ کرے۔ اَقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ اس لیے فرمایا کہ نماز گری پڑتی ہے مگر جو شخص اِقَامُ الصَّلٰوة کرتے ہیں تو وہ اس کی روحانی صورت سے فائدہ اٹھاتے ہیں تو پھر وہ دعا کی محویت میں ہو جاتے ہیں۔ نماز ایک ایسا شربت ہے کہ جو ایک بار اسے پی لے اسے فرصت ہی نہیں ہوتی اور وہ فارغ ہی نہیں ہو سکتا۔ ہمیشہ اس سے سرشار اور مست رہتا ہے۔ اس سے ایسی محویت ہوتی ہے کہ اگر ساری عمر میں ایک بار بھی اسے چکھتا ہے تو پھر اس کا اثر نہیں جاتا۔

مومن کو بے شک اٹھتے بیٹھتے ہر وقت دعائیں کرنی چاہئیں۔ مگر نماز کے بعد جو دعاؤں کا طریق اس ملک میں جاری ہے وہ عجیب ہے۔ بعض مساجد میں اتنی لمبی دعائیں کی جاتی ہیں کہ آدھ میل کا سفر ایک آدمی کر سکتا ہے۔ میں نے اپنی جماعت کو بہت نصیحت کی ہے کہ اپنی نماز کو سنوارو یہ بھی دعا ہے۔

کیا وجہ ہے کہ بعض لوگ تیس تیس برس تک برابر نماز پڑھتے ہیں۔ پھر کورے کے کورے ہی رہتے ہیں۔ کوئی اثر روحانیت اور خشوع و خضوع کا ان میں پیدا نہیں ہوتا۔ اس کا یہی سبب ہے کہ وہ وہ نماز پڑھتے ہیں جس پر خدا تعالیٰ لعنت بھیجتا ہے ایسی نمازوں کے لیے ویل آیا ہے۔ دیکھو جس کے پاس اعلیٰ درجہ کا جوہر ہو تو کیا کوڑیوں اور پیسوں کے لیے اسے اس کو پھینک دینا چاہیے؟ ہرگز نہیں۔ اول اس جوہر کی حفاظت کا اہتمام کرے اور پھر پیسوں کو بھی سنبھالے۔ اس لیے نماز کو سنوار سنوار کر اور سمجھ سمجھ کر پڑھے۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 239-240 ایڈیشن 2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

پھر آریوں کے مقابل میں ایک نشان مجھے دیا گیا جو لیکھرام کے متعلق تھا وہ اسلام کا دشمن تھا اور گندی گالیاں دیا کرتا اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرتا تھا۔ یہاں قادیان آیا اور اس نے مجھ سے نشان مانگا میں نے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے خبر دی۔ چنانچہ میں نے اس کو شائع کر دیا اور یہ کوئی مخفی بات نہیں کل ہندوستان اس کو جانتا ہے کہ جس طرح قبل از وقت اس کی موت کا نقشہ کھینچ کر دکھایا گیا تھا اسی طرح وہ پورا ہو گیا۔ اس کے علاوہ اور بہت سے نشانات ہیں جو ہم نے اپنی کتابوں میں درج کیے ہیں اور اس پر بھی ہم ایمان رکھتے ہیں کہ ہمارا خدا تھکنے والا خدا نہیں وہ تکذیب کرنے والوں کے لیے ہر وقت طیار ہے میں نے پنجاب کے مولویوں اور پادریوں کو ایسی دعوت کی ہے کہ وہ میرے مقابل میں آ کر ان نشانات کو جو ہم پیش کرتے ہیں فیصلہ کر لیں۔ اگر ان کو نہ مانیں تو دعا کر سکتا ہوں اور اپنے خدا پر یقین رکھتا ہوں کہ اور نشان ظاہر کر دے گا لیکن میں دیکھتا ہوں کہ وہ صدق نیت سے اس طرف نہیں آتے بلکہ لیکھرامی حملے کرتے ہیں مگر خدا تعالیٰ کسی کی حکومت کے نیچے نہیں ہے۔

(البدر سے) ''یہ لوگ جو اس طرح کے سوال کرتے ہیں کہ زمین کو اُلٹ کر دکھادو۔ ٹکڑے ٹکڑے کر دو۔ اس طرح کے سوالات تو کفار آنحضرتؐ پر کیا کرتے تھے۔''

(ملفوظات جلد4 صفحہ 208 ایڈیشن2016ء)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 02 فروری 2022)

(قسط 20)

ارشادات حضرت مسیح موعودؑ بابت مختلف ممالک و شہر

(سید عمار احمد)

ارشادات بابت ہندوستان

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

اس سے پیشتر بھی میں نے لکھا ہے کہ ہم لیلۃ القدر کے دونوں معنوں کو مانتے ہیں ایک وہ جو عرف عام میں ہے کہ بعض راتیں ایسی ہوتی ہیں کہ خدا تعالیٰ ان میں دعائیں قبول کرتا ہے اور ایک اس سے مراد تاریکی کے زمانہ کی ہے جس میں عام ظلمت پھیل جاتی ہے حقیقی دین کا نام ونشان نہیں رہتا ہے اس میں جو شخص خدا کے سچے متلاشی ہوتے ہیں اور اس کی اطاعت کرتے ہیں وہ بڑے قابل قدر ہوتے ہیں ان کی مثال ایسی ہے کہ جیسے ایک بادشاہ ہو اور اس کا ایک بڑا لشکر ہو۔ دشمن کے مقابلے کے وقت سب لشکر بھاگ جاوے اور صرف ایک یا دو آدمی وفادار اس کے ساتھ رہ جاویں اور انہیں کے ذریعہ سے اسے فتح حاصل ہو تو اب دیکھ لو کہ ان ایک یا دو کی بادشاہ کی نظر میں کیا قدر ہو گی۔ پس اس وقت جبکہ ہر طرف دہریت پھیلی ہوئی ہے کوئی تو قول سے اور کوئی عمل سے خدا کا انکار کر رہا ہے۔ ایسے وقت میں جو خدا کا حقیقی پرستار ہو گا وہ بڑا قابل قدر ہو گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ بھی لیلۃ القدر کا زمانہ تھا اس وقت کی تاریکی اور ظلمت کی بھی کوئی انتہا نہ تھی ایک طرف یہود گمراہ۔ ایک طرف عیسائی گمراہ۔ ادھر ہندوستان میں دیوتا پرستی۔ آتش پرستی وغیرہ۔ گویا سب دنیا میں بگاڑ پھیلا ہوا تھا اس وقت بھی جبکہ ظلمت انتہا تک پہنچ گئی تھی تو اس نے تقاضا کیا تھا کہ ایک نور آسمان سے نازل ہو۔ سو وہ نور جو نازل ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات تھی۔ قاعدہ کی بات ہے کہ جب ظلمت اپنے کمال کو پہنچتی ہے تو وہ نور کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ جیسے کہ جب چاند کی 29 / تاریخ ہو جاتی ہے اور رات بالکل اندھیری ہوتی ہے تو نئے چاند کے نکلنے کا وقت ہوتا ہے تو اس زمانہ کو بھی خدا نے لیلۃ القدر کے نام سے موسوم کیا ہے جیسے کہ فرماتا ہے اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ (القدر:2) اسی طرح جب نور اپنے کمال کو پہنچتا ہے تو پھر وہ گھٹنا شروع ہوتا ہے جیسے کہ چاند کو دیکھتے ہو اور اسی طرح سے یہ قیامت تک رہے گا کہ ایک وقت نور کا غلبہ ہو گا اور ایک وقت ظلمت کا۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 355 ایڈیشن 2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

خدا تعالیٰ کی یہ عادت ہر گز نہیں ہے کہ جو اس کے حضور عاجزی سے گر پڑے۔ وہ اسے خائب و خاسر کرے اور ذلت کی موت دیوے جو اس کی طرف آتا ہے وہ کبھی ضائع نہیں ہوتا۔ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے ایسی نظیر ایک بھی نہ ملے گی کہ فلاں شخص کا خدا سے سچا تعلق تھا اور پھر وہ نامراد رہا۔ خدا تعالیٰ بندے سے یہ چاہتا ہے کہ وہ اپنی نفسانی خواہشیں اس کے حضور پیش نہ کرے اور خالص ہو کر اس کی طرف جھک جاوے جو اس طرح جھکتا ہے اسے کوئی تکلیف نہیں ہوتی اور ہر ایک مشکل سے خود بخود اس کے واسطے راہ نکل آتی ہے جیسے کہ وہ خود وعدہ فرماتا ہے مَنۡ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجۡعَلۡ لَّهٗ مَخۡرَجًا۔ وَّ يَرۡزُقۡهُ مِنۡ حَيۡثُ لَا يَحۡتَسِبُ (الطلاق :4-3) اس جگہ رزق سے مراد روٹی وغیرہ نہیں بلکہ عزت، علم وغیرہ سب باتیں جن کی انسان کو ضرورت ہے اس میں داخل ہیں۔ خدا تعالیٰ سے جو ذرہ بھر بھی تعلق رکھتا ہے وہ کبھی ضائع نہیں ہوتا۔ مَنۡ يَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ خَيۡرًا يَّرَهٗ (الزلزال :8) ہمارے ملک ہندوستان میں نظام الدین صاحب اور قطب الدین صاحب اولیاء اللہ کی جو عزت کی جاتی ہے وہ اسی لیے ہے کہ خدا سے ان کا سچا تعلق تھا اور اگر یہ نہ ہوتا تو تمام انسانوں کی طرح وہ بھی زمینوں میں ہل چلاتے۔ معمولی کام کرتے۔ مگر خدا تعالیٰ کے سچے تعلق کی وجہ سے لوگ ان کی مٹی کی بھی عزت کرتے ہیں۔

خدا تعالیٰ اپنے بندوں کا حامی ہو جاتا ہے۔ دشمن چاہتے ہیں کہ ان کو نیست و نابود کریں مگر وہ روز بروز ترقی پاتے ہیں اور اپنے دشمنوں پر غالب آتے جاتے ہیں جیسا کہ اس کا وعدہ ہے كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغۡلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِىۡ (المجادلۃ:22) یعنی خدا تعالیٰ نے لکھ دیا ہے کہ میں اور میرے رسول ضرور غالب رہیں گے اول اول جب انسان خدا تعالیٰ سے تعلق شروع کرتا ہے تو وہ سب کی نظروں میں حقیر اور ذلیل ہوتا ہے مگر جوں جوں وہ تعلقات الٰہی میں ترقی کرتا ہے توں توں اس کی شہرت زیادہ ہوتی ہے حتیٰ کہ وہ ایک بڑا بزرگ بن جاتا ہے جیسے خدا تعالیٰ بڑا ہے اسی طرح جو کوئی اس کی طرف زیادہ قدم بڑھاتا ہے وہ بھی بڑا ہو جاتا ہے حتیٰ کہ آخر کار خدا کا خلیفہ بن جاتا ہے۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 24-25 ایڈیشن 2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

خوف الٰہی اور تقویٰ بڑی برکت والی شے ہے انسان میں اگر عقل نہ ہو مگر یہ باتیں ہوں تو خدا اسے اپنے پاس سے برکت دیتا ہے اور عقل بھی دے دیتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے يَجۡعَلۡ لَّهٗ مَخۡرَجًا (الطلاق:3) اس کے یہی معنے ہیں کہ جس شے کی ضرورت اسے ہو گی اس کے لیے وہ خود راہ پیدا کر دے گا بشرطیکہ انسان متقی ہو، لیکن اگر تقویٰ نہ ہو گا تو خواہ فلاسفر ہی ہو وہ آخر کار تباہ ہو گا۔ دیکھو کہ اسی ہندوستان پنجاب میں کس قدر عالم تھے مگر ان کے دلوں میں اور زبانوں میں تقویٰ نہ رہا۔

محمد حسین کی حالت دیکھو کہ کیسی گندی اور فحش باتیں اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ میں لکھتا رہا۔ اگر تقویٰ ہوتی تو وہ کب ایسی باتیں لکھ سکتا تھا۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 306 ایڈیشن 2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

جب انسان تعصب اور فاسقانہ زندگی سے اندھا ہو جاتا ہے تو اسے حق اور باطل میں فرق نظر نہیں آتا۔ ہر ایک حلال کو حرام اور ہر ایک حرام کو حلال سمجھتا ہے اور نیکی کے ترک کرنے میں ذرا دریغ نہیں کرتا۔ شراب جو ام الخبائث ہے۔ عیسائیوں میں حلال سمجھی جاتی ہے۔ مگر ہماری شریعت میں اس کو قطعاً منع کیا گیا ہے اور اس کو رِجۡسٌ مِّنۡ عَمَلِ الشَّیۡطٰنِ)المائدہ (91 : کہا گیا ہے۔ کیا کوئی پادری ہے جو یہ دکھادے کہ انجیل میں حرمت شراب کی لکھی ہے بلکہ شراب ایسی متبرک خیال کی گئی ہے کہ پہلا معجزہ مسیحؑ کا شراب کا ہی تھا تو پھر دلیری کیوں نہ ہو۔ جو بڑا پرہیز گار ان میں ہو گا وہ کم از کم ایک بوتل برانڈی کی ضرور استعمال کرتا ہو گا۔ چنانچہ کثرت شراب نے ولایت میں آئے دن نئے نئے جرائم کو ایجاد کر دیا ہے اور پادری کے اس قول پر کہ اہل اسلام گناہ میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ سخت تعجب آتا ہے کہ کس حوصلہ اور دلیری سے یہ بات کہہ دی۔ بھلا اگر زمانہ دراز کی بات ہوتی تو ممکن تھا کہ ان کے ایسے بہتان سے عیسائیوں کی نیک چلنی کا نسبتاً گمان ہوتا۔ مگر جب یہ دونوں قومیں ہمارے سامنے اپنے اعمال کے دفتر کھولے بیٹھی ہیں تو پھر کسی کی شیخی اور تعلّی سے کیا فائدہ؟ روشن ضمیر پبلک خود روز روشن میں دیکھ سکتی ہے۔ ولایت کے جیل خانوں میں ہندوستان کے جیل خانوں کی نسبت جرائم پیشہ لوگوں کی کس فیصدی سے زیادتی ہے؟ جن اصولوں کو عیسائی قوم مانتی ہے وہ اصول خود جرائم مثل زنا، قمار بازی کے محرک ہیں۔ ان کی اصطلاح سے تو اب گناہ گناہ نہ رہنے چاہئیں۔ گویا گناہ سے وہ ایسے ہی بے پرواہ ہو گئے جیسے شاکت مت والے۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 151 ایڈیشن 2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

ہندوستان اور یورپ کی دہریت میں فرق ہے۔ یورپ کے دہریہ اس خدا کے منکر ہیں جو مصنوعی ہے اور عیسائی لوگ وہاں اس کو دہریہ کہتے ہیں جو کہ مسیح کو خدا نہ مانے اور اب فسق و فجور نے بھی اثر ڈالا ہے۔ لوگوں نے سمجھ لیا ہے کہ یہ سب اثر کفارہ پرستی کا ہے۔ تو اب وہ کیسے مانیں۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 76 ایڈیشن 2016ء)

ذکر آیا کہ ایک انگریزی اخبار میں مضمون نکلا ہے کہ اسلام ہند میں نہیں پھیلا کیونکہ ہندو خود مہذب تھے اور کسی مہذب قوم میں اسلام پھیل نہیں سکتا۔ فرمایا:۔

یہ جھوٹ ہے ہندوستان میں سوائے چند ایک قوموں کے جو باہر سے آئی ہیں (قریش، مغل، پٹھان) باقی سب ہند کے باشندے ہیں جنہوں نے اسلام قبول کیا مثلاً شیخ، خواجگان، زمینداروں کی سب اقوام وغیرہ۔ یہ سب پہلے ہندو تھے۔

فرمایا۔ عیسائیوں کا عجیب طریقہ ہے۔ اگر کثرت دکھائی جاوے تو کہتے ہیں جبراً مسلمان ہوئے اور اگر کثرت نہ دکھائی جاوے تو کہتے ہیں اسلام کا کچھ اثر نہ ہوا۔

(ملفوظات جلد7 صفحہ 427 ایڈیشن 1984ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

اپنے تو در کنار میں تو یہ کہتا ہوں کہ غیروں اور ہندوؤں کے ساتھ بھی ایسے اخلاق کا نمونہ دکھاؤ اور ان سے ہمدردی کرو۔ لاابالی مزاج ہرگز نہیں ہونا چاہیئے۔

ایک مرتبہ میں باہر سیر کو جا رہا تھا۔ ایک پٹواری عبدالکریم میرے ساتھ تھا۔ وہ ذرا آگے تھا اور میں پیچھے۔ راستہ میں ایک بڑھیا کوئی 70 یا 75 برس کی ضعیفہ ملی۔ اس نے ایک خط اسے پڑھنے کو کہا مگر اس نے اسے جھڑکیاں دے کر ہٹا دیا۔ میرے دل پر چوٹ سی لگی۔ اس نے وہ خط مجھے دیا۔ میں اسے لے کر ٹھہر گیا اور اس کو پڑھ کر اچھی طرح سمجھا دیا اس پر اسے سخت شرمندہ ہونا پڑا۔ کیونکہ ٹھہرنا تو پڑا اور ثواب سے بھی محروم رہا۔

(ملفوظات جلد7 صفحہ 106 ایڈیشن 1984ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

یہ بالکل غلط ہے کہ ہند میں اسلام تلوار کے ذریعہ سے پھیلا۔ ہرگز نہیں۔ ہند میں اسلام بادشاہوں نے بجبر نہیں پھیلایا بلکہ ان کو تو دین کی طرف بہت ہی کم توجہ تھی۔ اسلام ہند میں ان مشائخ اور بزرگان دین کی توجہ، دعا اور تصرفات کا نتیجہ ہے جو اس ملک میں گذرے تھے۔ بادشاہوں کو یہ توفیق کہاں ہوتی ہے کہ دلوں میں اسلام کی محبت ڈال دیں۔ جب تک کوئی آدمی اسلام کا نمونہ خود اپنے وجود سے ظاہر نہ کرے تب تک دوسرے پر اس کا کوئی اثر نہیں ہو سکتا۔ یہ بزرگ اللہ تعالیٰ کے حضور میں فنا ہو کر خود مجسم قرآن اور مجسم اسلام اور مظہر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم بن جاتے ہیں۔ تب اللہ تعالےٰ کی طرف سے ان کو ایک جذب عطا کیا جاتا ہے اور سعید فطرتوں میں ان کا اثر ہوتا چلا جاتا ہے نوّے کروڑ مسلمان ایسے لوگوں کی توجہ اور جذب

سے بن گیا۔ تھوڑے سے عرصہ میں کوئی دین اس کثرت کے ساتھ کبھی نہیں پھیلا۔ یہی لوگ تھے جنہوں نے صلاح و تقویٰ کانمونہ دکھلایااور ان کی برہان قومی نے جوش مارااور لوگوں کو کھینچا۔ مگر یہ بزرگ بھی عوام کی طعن و تشنیع سے خالی نہ تھے۔ گو ہم زیادہ تر ان لوگوں کے آگے گالیوں کے لئے تختہ مشق ہو رہے ہیں تاہم ان سب نے دکھ اٹھایا۔ یہ ہمارے علماء ہمیشہ کچھ نہ کچھ کرتے ہی رہے ہیں۔

(ملفوظات جلد8 صفحہ 207 ایڈیشن 1984ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

اسلام کے معنے تو یہ تھے کہ انسان خدا تعالیٰ کی محبت اور اطاعت میں فنا ہو جاوے اور جس طرح ایک بکری کی گردن قصاب کے آگے ہوتی ہے اسی طرح پر مسلمان کی گردن خدا تعالےٰ کی اطاعت کے لئے رکھ دی جاوے اور اس کا مقصد یہ تھا کہ خدا تعالےٰ ہی کو وحدہٗ لاشریک سمجھے۔ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اس وقت یہ توحید گم ہو گئی تھی اور یہ دیش آریہ ورت بھی بتوں سے بھرا ہوا تھا جیسا کہ پنڈت دیا نند سرسوتی نے بھی اس کو تسلیم کیا ہے۔ ایسی حالت اور ایسے وقت میں ضرور تھا کہ آپ مبعوث ہوتے اس کا ہمرنگیہ زمانہ بھی ہے جس میں بت پرستی کے سات انسان پرستی اور دہریت بھی پھیل گئی ہے اور اسلام کا اصل مقصد اور روح باقی نہیں رہی۔ اس کا مغز تو یہ تھا کہ خدا ہی کی محبت میں فنا ہو جانا اور اس کے سوا کسی کو معبود نہ سمجھنا او مقصد یہ ہے کہ انسان رو بخدا ہو جاوے اور بدنیانہ رہے اور اس مقصد کے لئے اسلام نے اپنی تعلیم کے دو حصے کئے ہیں۔ اول حقوق اللہ، دوم حقوق العباد۔ حقوق اللہ یہ ہے کہ اس کو واجب الاطاعت سمجھے اور حقوق العباد یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کی مخلوق سے ہمدردی کریں۔ یہ طریق اچھا نہیں کہ صرف مخالفت مذہب کی وجہ سے کسی کو دکھ دیں۔ ہمدردی اور سلوک الگ چیز ہے اور مخالفت مذہب دوسری شئے۔ مسلمانوں کا وہ گروہ جو جہاد کی غلطی اور غلط فہمی میں مبتلا ہیں انہوں نے یہ بھی جائز رکھا ہے کہ کفار کا مال ناجائز طور پر لینا بھی درست ہے خود میری نسبت بھی ان لوگوں نے فتویٰ دیا کہ ان کا مال لوٹ لو بلکہ یہاںتک بھی کہ ان کی بیویاں نکال لو۔ حالانکہ اسلام میں اس قسم کی ناپاک تعلیمیں نہ تھیں۔ وہ تو ایک صاف اور مصفّٰی مذہب تھا۔ اسلام کی مثال ہم یوں دے سکتے ہیں کہ جیسے باپ اپنے حقوق ابوت کو چاہتا ہے اسی طرح وہ چاہتا ہے کہ اولاد میں ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی ہو۔ وہ نہیں چاہتا کہ ایک دوسرے کو مارے۔ اسلام بھی جہاں یہ چاہتا ہے کہ خدا تعالےٰ کا کوئی شریک نہ ہو وہاں اس کا یہ بھی منشا ہے کہ نوع انسان میں مودّت اور وحدت ہو۔

(ملفوظات جلد8 صفحہ 246-247 ایڈیشن 1984ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

اولیاء اللہ میں ایک صاحب کشف ایک دفعہ اجودھیا میں پہنچے۔ وہاں پہنچ کر مسجد میں لیٹ گئے۔ دیکھتے کیا ہیں کہ کرشن جی آئے اور سات روپے ان کی نذر کئے کہ ہماری طرف سے بطور دعوت قبول کیا جاوے۔ وہ ولی اللہ صاحب چونکہ مسلمان تھے انہوں نے کہا کہ تم لوگ کافر ہو ہم تمہارا مال نہیں کھاتے تو اس پر کرشن جی نے عرض کیا کہ کیا آپ موجودہ ہندوؤں سے ہماری حالت اور ایمان کا اندازہ لگاتے ہیں؟ ہم ان میں سے ہرگز ہرگز نہیں ہیں بلکہ ہمارا مذہب توحید ہے اور ہم آپ لوگوں کے بالکل قریب ہیں۔

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 143 یڈیشن 1984ء)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 09 فروری 2022)

(قسط 21)

ارشادات حضرت مسیح موعودؑ بابت مختلف ممالک و شہر

(سید عمار احمد)

ارشاد بابت ہندوستان

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

علاوہ ازیں ابن عربی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ کان فی الھند نبی اسود اللون اسمہ کاھن یعنی ہندوستان میں ایک نبی گذرا ہے جس کا رنگ کالا تھا اور نام اس کا کاہن تھا۔

مجدد الف ثانی سرہندی صاحب فرماتے ہیں کہ ہندوستان میں بعض قبریں ایسی ہیں جن کو میں پہچانتا ہوں کہ نبیوں کی قبریں ہیں۔

غرض ان سب واقعات اور شہادتوں سے اور نیز قرآن شریف سے صاف طور سے ثابت ہے کہ ہندوستان میں بھی نبی گذرے ہیں۔ چنانچہ قرآن شریف میں آیا ہے کہ وَاِنۡ مِّنۡ اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیۡہَا نَذِیۡرٌ (فاطر:25)۔ اور حضرت کرشن بھی انہیں انبیاء میں سے ایک تھے جو خدا تعالےٰ کی طرف سے مامور ہو کر خلق اللہ کی ہدایت اور توحید قائم کرنے کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے آئے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک قوم میں نبی آئے ہیں۔ یہ بات الگ ہے کہ ان کے نام ہمیں معلوم نہ ہوں۔

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 143 یڈیشن 1984ء)

ارشادات بابت عرب

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

ختم نبوت کو یوں سمجھ سکتے ہیں کہ جہاں پر دلائل اور معرفت طبعی طور پر ختم ہو جاتے ہیں وہ وہی حد ہے جس کو ختم نبوت کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ اس کے بعد ملحدوں کی طرح نکتہ چینی کرنا بے ایمانوں کا کام ہے۔ ہر بات میں بینات ہوتے ہیں اور ان کا سمجھنا معرفت کاملہ اور نور بصر پر موقوف ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے ایمان اور عرفان کی تکمیل ہوئی، دوسری قوموں کو روشنی پہنچی۔ کسی اور قوم کو بین اور روشن شریعت نہیں ملی۔ اگر ملتی تو کیا وہ عرب پر اپنا کچھ بھی

اثر نہ ڈال سکتی۔ عرب سے وہ آفتاب کا کہ اس نے ہر قوم کو روشن کیا اور ہر بستی پر اپنا نور ڈالا۔ یہ قرآن کریم ہی کو فخر حاصل ہے کہ وہ توحید اور نبوت کے مسئلہ میں کل دنیا کے مذاہب پر فتحیاب ہو سکتا ہے۔ یہ فخر کا مقام ہے کہ ایسی کتاب مسلمانوں کو ملی ہے۔ جو لوگ حملہ کرتے ہیں اور تعلیم وہدایت اسلام پر معترض ہوتے ہیں وہ بالکل کور باطنی اور بے ایمانی سے بولتے ہیں۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 258 ایڈیشن 2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

مجھے حیرت ہوتی ہے کہ پھر اسلام سے کیوں پرخاش رکھی جاتی ہے۔ اسلام کا خدا کوئی مصنوئی خدا نہیں، بلکہ وہی قادر خدا ہے جو ہمیشہ سے چلا آیا ہے اور پھر رسالت کی طرف دیکھو کہ اصل غرض رسالت کی کیا ہوتی ہے؟

اول یہ کہ رسول ضرورت کے وقت پر آئے اور پھر اس ضرورت کو بوجہ احسن پورا کرے۔ سو یہ فخر بھی ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو حاصل ہے۔ عرب اور دنیا کی حالت جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آئے کسی سے پوشیدہ نہیں۔ بالکل وحشی لوگ تھے۔ کھانے پینے کے سوا کچھ نہ جانتے تھے۔ نہ حقوق العباد سے آشنا، نہ حقوق اللہ سے آگاہ۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے ایک طرف ان کا نقشہ کھینچ کر بتلایا کہ یَاْ کُلُوْنَ کَمَا تَاْ کُلُ الْاَنْعَامُ (محمد :13) پھر رسول پاک کی تعلیم نے ایسا اثر کیا یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًاوَّقِيَاماً (الفرقان :65) کی حالت ہو گئی۔ یعنی اپنے رب کی یاد میں راتیں سجدے اور قیام میں گزار دیتے تھے۔ اللہ! اللہ!! کس قدر فضیلت ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب سے ایک بینظیر انقلاب اور عظیم الشان تبدیلی واقع ہو گئی۔ حقوق العباد اور قوت اللہ دونوں کو میزان اعتدال پر قائم کر دیا اور مردار خوار اور مردہ قوم کو ایک اعلیٰ درجہ کی زندہ اور پاکیزہ قوم بنا دیا۔ دو ہی خوبیاں ہوتی ہیں علمی یا عملی۔ عملی حالت کا تو یہ حال ہے کہ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًاوَّقِيَاماً (الفرقان:65) اور علمی کا یہ حال ہے کہ اس قدر کثرت سے تصنیفات کا سلسلہ اور توسیع زبان کی خدمت کا سلسلہ جاری ہے کہ اس کی نظیر نہیں ملتی۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 249-250 ایڈیشن 2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

دیکھو! جس جس قدر انسان تبدیلی کرتا جاتا ہے، اسی قدر وہ ابدال کے زمرہ میں داخل ہوتا جاتا ہے۔ حقائق قرآنی نہیں کھلتے جب تک ابدال کے زمرہ میں داخل نہ ہو۔ لوگوں نے ابدال کے معنی سمجھنے میں غلطی کھائی ہے اور اپنے طور پر کچھ کا کچھ سمجھ لیا ہے۔ اصل یہ ہے کہ ابدال وہ لوگ ہوتے ہیں جو اپنے اندر پاک تبدیلی کرتے ہیں اور اس تبدیلی کی وجہ سے ان کے قلب

گناہ کی تاریکی اور زنگ سے صاف ہو جاتے ہیں۔ شیطان کی حکومت کا استیصال ہو کر اللہ تعالیٰ کا عرش ان کے دل پر ہوتا ہے۔ پھر وہ روح القدس سے قوت پاتے اور خدا تعالیٰ سے فیض پاتے ہیں۔ تم لوگوں کو میں بشارت دیتا ہوں کہ تم میں سے جو اپنے اندر تبدیلی کرے گا وہ ابدال ہے۔ انسان اگر خدا کی طرف قدم اٹھائے تو اللہ تعالیٰ کا فضل دوڑ کر اس کی دستگیری کرتا ہے۔ یہ سچی بات ہے اور میں تمہیں بتاتا ہوں کہ چالاکی سے علوم القرآن نہیں آتے۔ دماغی قوت اور ذہنی ترقی قرآنی علوم کو جذب کرنے کا اکیلا باعث نہیں ہو سکتا۔ اصل ذریعہ تقویٰ ہی ہے۔ متقی کا معلم خدا ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نبیوں پر امیت غالب ہوتی ہے۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی لئے امی بھیجا کہ باوجودیکہ آپ نے نہ کسی مکتب میں تعلیم پائی اور نہ کسی کو استاد بنایا۔ پھر آپ نے وہ معارف اور حقائق بیان کئے جو دنیوی علوم کے ماہروں کو دنگ اور حیران کر دیا۔ قرآن شریف جیسی پاک، کامل کتاب آپ کے لبوں پر جاری ہوئی۔ جس کی فصاحت و بلاغت نے سارے عرب کو خاموش کرا دیا۔ وہ کیا بات تھی جس کے سبب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم علوم میں سب سے بڑھ گئے۔ وہ تقویٰ ہی تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مطہر زندگی کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ قرآن شریف جیسی کتاب وہ لائے جس کے علوم نے دنیا کو حیران کر دیا ہے۔

آپ کا امی ہونا ایک نمونہ اور دلیل ہے اس امر کی کہ قرآنی علوم یا آسمانی علوم کے لئے تقویٰ مطلوب ہے نہ دنیوی چالاکیاں۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 386-387 ایڈیشن 2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

فرمایا: جاہل لوگوں کو بات بات میں ٹھوکر لگتی ہے۔ ان کو سمجھانا چاہئے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے دو ہی نام تھے۔ جب مسیح نے پیشگوئی کی تو احمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے کی کیونکہ وہ خود جمالی شان رکھتے تھے یہ وہی نام ہے جس کا ترجمہ فارقلیط ہے۔

جہلاء کے دماغ میں عقل نہیں ہوتی اس لئے ان کو موٹی موٹی نظیروں کے ساتھ جب تک نہ سمجھایا جائے وہ نہیں سمجھتے ہیں۔ ان کو تو بچوں کی طرح سبق دینا چاہئے۔ عورتیں اور بچے بھی تو طرح طرح کی نظیروں کے ساتھ پڑھ سکتے ہیں۔

قرآن شریف اس وقت گم شدہ ہے۔ جنہوں نے اس نعمت کو پالیا ہے ان کا فرض ہے کہ وہ لوگوں کو سمجھائیں۔ جن کے پاس حق ہے وہ کیوں کامیاب نہ ہو۔ حق والا اگر دوسروں کو جو اس سے بے خبر ہیں سمجھاتا نہیں ہے تو وہ بزدلی اور گناہ کرتا ہے۔ اس کے سمجھانے سے اگر اور نہیں تو وہ منہ ہی بند کر لے گا۔ ان لوگوں کی تو یہ حالت ہے کہ اگر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی اور نام قرآن شریف میں ہوتا اور اس کو اب پیش کیا جاتا تو بھی اعتراض کرتے۔ کون سی بات ہے جس کو ہم نے اپنی طرف

سے پیش کیا؟ ہمیشہ ان کے سامنے قرآن شریف ہی پیش کیا ہے اور انہوں نے اعتراض ہی کیا ہے۔ انہیں یہ بات کہ کلمہ لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام رکھا ہے اس میں سر یہ ہے کہ باطل معبودوں کی نفی اور توحید الٰہی کا اظہار جلالی طور پر ظاہر ہونے والا تھا۔ عرب تو باز آنے والے نہ تھے اس لئے محمدی جلال ظاہر ہوا۔ احمدی رنگ میں وہ ماننے والے نہ تھے اس جمالی رنگ میں ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر آئے وہ کامیابی نہ ہوئی جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوئی۔ اس میں اشارہ تھا کہ جلال سے اشاعت ہوگی۔ اللہ کے ساتھ محمد ہی ہونا چاہئے تھا کیونکہ اللہ اسم اعظم ہے اور جلالی نام ہے۔ اس کے ہمارے پاس دلائل ہیں۔ سارے قرآن شریف میں اللہ ہی کو موصوف ٹھیرایا گیا ہے۔ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی اس میں وہ نام سب داخل ہیں جو قرآن شریف میں ذکر کئے گئے ان سب سے موصوف اللہ ہی ہے جو اسم اعظم ہے پس اسم اعظم کا ظہور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے ذریعہ ہونا چاہئے تھا جو شخص اب بھی ضد کرے وہ ایمان سے خارج ہو جاتا ہے۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 89-90 ایڈیشن 2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

سب صاحب اس بات کو سن لیں کہ چونکہ ہماری یہ سب کارروائی خدا ہی کے لیے ہے۔ وہ اس غفلت کے زمانہ میں اپنی حجت پوری کرنی چاہتا ہے جیسے ہمیشہ انبیاء علیہم السلام کے زمانہ میں ہوتا رہا ہے کہ جب وہ دیکھتا ہے کہ زمین پر تاریکی پھیل گئی ہے تو وہ تقاضا کرتا ہے کہ لوگوں کو سمجھاوے اور قانون کے موافق جت پوری کرے۔ اس لیے زمانہ میں جب حالات بدل جاتے ہیں اور خدا سے تعلق نہیں رہتا۔ سمجھ کم ہو جاتی ہے۔ اس وقت خدا تعالیٰ اپنے کسی بندہ کو مامور کر دیتا ہے تا کہ غفلت میں پڑے ہوئے لوگوں کو سمجھائے اور یہی بڑا نشان اس کے مامور ہونے پر ہوتا ہے کہ وہ لغو طور پر نہیں آتا ہے بلکہ تمام ضرورتیں اس کے وجود پر شہادت دیتی ہیں۔ جیسے ہمارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوا۔ اعتقادی اور عملی حالت بالکل خراب ہوگئی تھی اور نہ صرف عرب کی بلکہ کل دنیا کی حالت بگڑ چکی تھی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (الروم:42)۔ اس فساد عظیم کے وقت خدا تعالیٰ نے اپنے کامل اور پاک بندہ کو مامور کر کے بھیجا جس کے سبب سے تھوڑی ہی مدت میں ایک عجیب تبدیلی واقع ہوگئی۔ مخلوق پرستی کی بجائے خدا تعالیٰ پوجا گیا۔ بداعمالیوں کی بجائے اعمال صالحہ نظر آنے لگے۔ ایسا ہی اس زمانہ میں بھی دنیا کی اعتقادی اور عملی حالت بگڑ گئی ہے اور اندرونی اور بیرونی حالت انتہا تک خطرناک ہوگئی ہے۔ اندرونی حالت ایسی خراب ہوگئی ہے کہ قرآن تو پڑھتے ہیں، مگر یہ معلوم نہیں کہ کیا پڑھتے ہیں اعتقاد بھی کتاب اللہ کے برخلاف ہوگئے ہیں اور اعمال بھی۔ مولوی بھی قرآن کو پڑھتے ہیں اور عوام بھی، مگر تدبر نہ کرنے میں دونوں برابر ہیں۔ اگر غور کرتے تو بات کیسی صاف تھی۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 127 ایڈیشن 2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

اس وقت ہمارے دو بڑے ضروری کام ہیں۔ ایک یہ کہ عرب میں اشاعت ہو، دوسرے یورپ پر اتمام حجت کریں۔ عرب پر اس لئے کہ اندرونی طور پر وہ حق رکھتے ہیں۔ ایک بہت بڑا حصہ ایسا ہو گا کہ ان کو معلوم بھی نہ ہو گا کہ خدا نے کوئی سلسلہ قائم کیا ہے اور یہ ہمارا فرض ہے کہ ان کو پہنچائیں اور اگر نہ پہنچائیں تو معصیت ہو گی۔ ایسا ہی یورپ والے حق رکھتے ہیں کہ ان کی غلطیاں ظاہر کی جاویں کہ وہ ایک بندہ کو خدا بنا کر خدا سے دور جا پڑتے ہیں۔ یورپ کا تو یہ حال ہو گیا ہے کہ واقعی اَخْلَدَ اِلَی الْاَرْضِ کا مصداق ہو گیا ہے۔ طرح طرح کی ایجادیں صنعتیں ہوتی رہتی ہیں۔ اس سے تعجب مت کرو کہ یورپ ارضی علوم وفنون میں ترقی کر رہا ہے۔ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب آسمانی علوم کے دروازے بند ہو جاتے ہیں تو پھر زمین ہی کی باتیں سوجھا کرتی ہیں۔ یہ کبھی ثابت نہیں ہوا کہ نبی بھی کلیں بنایا کرتے تھے یا ان کی ساری کوششیں اور ہمتیں ارضی ایجادات کی انتہا ہوتی تھیں۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 130-131 ایڈیشن 2016ء)

سید عبد اللہ صاحب عرب نے سوال کیا کہ میں اپنے ملک عرب میں جاتا ہوں وہاں میں ان لوگوں کے پیچھے نماز پڑھوں یا نہ پڑھوں؟

فرمایا: ”مصدقین کے سوا کسی کے پیچھے نماز نہ پڑھو۔“

عرب صاحب نے عرض کیا وہ لوگ حضور کے حالات سے واقف نہیں ہیں اور ان کو تبلیغ نہیں ہوئی۔

فرمایا: ”ان کو پہلے تبلیغ کر دینا پھر یا وہ مصدق ہو جائیں گے یا مکذب۔“

عرب صاحب نے عرض کیا کہ ہمارے ملک کے لوگ بہت سخت ہیں اور ہماری قوم شیعہ ہے۔

فرمایا: ”تم خدا کے بنو۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ جس کا معاملہ صاف ہو جائے اللہ تعالیٰ آپ اس کا متولی اور متکفل ہو جاتا ہے۔“

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 280-281 ایڈیشن 2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

پھر ایک اور پہلو فصاحت بلاغت کا ہے قرآن شریف کی فصاحت بلاغت ایسی اعلیٰ درجہ کی اور مسلم ہے کہ انصاف پسند دشمنوں کو بھی اسے ماننا پڑا ہے قرآن شریف نے فَأْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ (البقرہ :24)کا دعوی کیا۔ لیکن آج تک کسی سے ممکن نہیں ہوا کہ اس کی مثل لاسکے۔ عرب جو بڑے فصیح وبلیغ بولنے والے تھے اور خاص موقعوں پر بڑے بڑے مجمع کرتے اور ان میں اپنے قصائد سناتے تھے وہ بھی اس کے مقابلے میں عاجز ہوگئے۔

(ملفوظات جلد2 صفحہ 384 ایڈیشن2016ء)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 23 فروری 2022)

(قسط 22)

ارشادات حضرت مسیح موعودؑ بابت مختلف ممالک و شہر

(سید عمار احمد)

ارشادات بابت عرب

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

اس مجمع میں بہت سے لوگ ایسے ہیں جن کو بخوبی علم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت عرب کا کیا حال تھا۔ کوئی بدی ایسی نہ تھی جو ان میں نہ پائی جاتی ہو۔ جیسے کوئی ہر صیغہ اور امتحان کو پاس کرکے کامل استاد ہر فن کا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح پر وہ بدیوں اور بدکاریوں میں ماہر اور پورے تھے۔ شرابی، زانی، یتیموں کا مال کھانے والے، قمار باز۔ غرض ہر برائی میں سب سے بڑھے ہوئے تھے، بلکہ اپنی بدکاریوں پر فخر کرنے والے تھے۔ ان کا قول تھا۔ اِنْ هِیَ اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنْیَا نَمُوْتُ وَنَحْیَا (المؤمنون:36) ہماری زندگی اسی قدر ہے کہ یہاں ہی مرتے ہیں اور زندہ ہوتے ہیں۔ حشر نشر کوئی چیز ہیں۔ قیامت کچھ نہیں۔ جنت کیا اور جہنم کیا؟ قرآن شریف کے احکام جن بدیوں اور برائیوں سے روکتے ہیں وہ سب مجموعی طور پر ان میں موجود تھیں۔ ان کی حالت کا یہ نقشہ ہے۔ جس پر غور کرنے سے صاف معلوم ہو سکتا ہے کہ وہ کیا تھے؟ ایک موقع پر فرماتا ہے یَتَمَتَّعُوْنَ وَیَاْ كُلُوْنَ (محمد:13) کھاتے ہیں اور تمتع اٹھاتے ہیں یعنی اپنے پیٹ کی اور دوسری شہوات میں مبتلا اور اسیر ہیں۔ یاد رکھنا چاہیے کہ جب انسان جذبات نفس اور دیگر شہوات میں اسیر اور مبتلا ہو جاتا ہے تو چونکہ وہ طبعی تقاضوں کو اخلاقی حالت میں نہیں لاتا اس لیے ان شہوات کی غلامی اور گرفتاری ہی اس کے لیے جہنم ہو جاتی ہے اور ان ضرورتوں کے حصول میں مشکلات کا پیش آنا اس پر ایک خطرناک عذاب کی صورت ہو جاتی ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ جس حال میں ہیں گویا جہنم میں مبتلا ہیں۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 483-484 ایڈیشن 2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

عرب کی تجارتی اشیاء کا تذکرہ ہوتا رہا۔ اور طائف کے ذکر پر فرمایا کہ:۔ وہ گویا اس ریگستان میں بہشت کا نمونہ ہے۔

اسی ذکر میں یہ بھی کہا گیا کہ عرب میں بازاروں میں ہر ایک چیز کبھی ختم نہیں ہوتی۔ ہر وقت جس قدر چاہو میسر آسکتی ہے۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 198 ایڈیشن 2016ء)

اہل عرب میں چونکہ ایک ہزار سے آگے شمار نہیں ہے حضرت اقدس نے اس پر فرمایا کہ:۔
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا میلان دنیا کی طرف نہ تھا اور نہ دوسری دنیادار قوموں کی طرح لاکھوں کروڑوں تک گنتی وہ بھی رکھتے۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 348 ایڈیشن 2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:
پھر اس امر پر تذکرہ ہوتا رہا کہ قدیم اور اصل لفظ عیسیٰ ہے یا یسوع۔ حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ:۔
پرانا نام عیسیٰ ہی ہے تمام عرب میں عیسیٰ ہے یسوع کا ذکر پرانے اشعار عرب میں بھی نہیں پایا جاتا چونکہ عیسیٰ نبی تھے اس لئے مصلحتاً انہوں نے کسی موقع پر عیسیٰ کو بدل کر یسوع بنالیا ہو یہ بھی تعجب ہے کسی اور نبی کا نام آج تک نہیں الٹا صرف انہیں کا الٹا اور مذہب بھی انہیں کا الٹا ایسا ہی کسی کا شعر ہے۔

نہ ہو کیونکر ہمارا کام الٹا
ہم الٹے، بات الٹی، یار الٹا

حکیم نور الدین صاحب نے فرمایا کہ ساری انجیلوں میں کہیں عیسیٰ کا نام نہیں آیا یسوع کا آیا ہے۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 367 ایڈیشن 2016ء)

ارشادات بابت بدر

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:
اللہ کا خوف اسی میں ہے کہ انسان دیکھے کہ اس کا قول و فعل کہاں تک ایک دوسرے سے مطابقت رکھتا ہے۔ پھر جب دیکھے کہ اس کا قول و فعل برابر نہیں تو سمجھ لے کہ وہ موردِ غضب الٰہی ہوگا۔ جو دل ناپاک ہے خواہ قول کتنا ہی پاک ہو۔ وہ دل خدا کی نگاہ میں قیمت نہیں پاتا بلکہ خدا کا غضب مشتعل ہوگا۔ پس میری جماعت سمجھ لے کہ وہ میرے پاس آئے ہیں اسی لئے کہ تخم

ریزی کی جاوے جس سے وہ پھلدار درخت ہو جاوے۔ پس ہر ایک اپنے اندر غور کرے کہ اس کا اندرونہ کیسا ہے اور اس کی باطنی حالت کیسی ہے؟ اگر ہماری جماعت بھی خدانخواستہ ایسی ہے کہ اس کی زبان پر کچھ ہے اور دل میں کچھ ہے تو پھر خاتمہ بالخیر نہ ہو گا۔ اللہ تعالیٰ جب دیکھتا ہے کہ ایک جماعت جو دل سے خالی ہے۔ محض زبانی دعوے کرتی ہے۔ وہ غنی ہے۔ وہ پروا نہیں کرتا۔ بدر کی فتح کی پیشگوئی ہو چکی تھی، ہر طرح فتح کی امید تھی لیکن پھر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رو رو کر دعا مانگتے تھے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے عرض کیا کہ جب ہر طرح فتح کا وعدہ ہے تو پھر ضرورت الحاح کیا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ ذات غنی ہے، یعنی ممکن ہے کہ وعدہ الٰہی میں کوئی مخفی شرائط ہوں۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 10 ایڈیشن 2016ء)

احمد بیگ والی پیشگوئی پر اعتراض کے متعلق فرمایا:

"اگر کوئی شخص خدا تعالیٰ کے خوف سے غور کرے کہ چار شخصوں کی موت کی نسبت ہماری پیش گوئی تھی۔ جن میں سے تین ہلاک ہو چکے ہیں اور ایک (داماد) باقی ہے تو اس کی روح کانپ جائے گی کہ کس دلیری سے اور کیوں وہ اعتراض کر سکتا ہے۔ اسے سمجھ لینا چاہیے کہ خدا تعالیٰ کے مصالح اس میں ہیں۔ خدا تعالیٰ کی عادت ہے کہ راستبازوں کے مخالفوں کی عمریں بھی ان کے کارخانہ کی رونق کے لئے لمبی کر دیتا ہے۔ خدا تعالیٰ قادر تھا کہ ابو جہل اور اس کے امثال پر مکہ معظمہ میں یکجا اور ناگہاں بجلی پڑ جاتی اور بہت بڑی ایذا پہنچانے سے قبل ان کا استیصال ہو جاتا مگر ان کا تار و پود درہم برہم نہ ہوا جب تک بدر کا یوم نہ آیا۔ اگر ایسی ایسی کارروائیاں جلد جلد پوری ہو جائیں تو نبی بہت جلد ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جائے اور وہ گرمیءِ ہنگامہ کیونکر رنگ آرائے چہرہ ہستی ہو، جس کے قیام کے بغیر طرح طرح کے علوم و حکمتیں بروئے کار نہیں آسکتیں۔ خدا تعالیٰ صادق کو نہیں اٹھاتا، جب تک اس کا صادق ہونا آشکار نہ کر دے اور ان الزاموں سے اس کی تطہیر نہ کر دے جو ناعاقبت اندیش اس پر لگاتے ہیں۔"

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 7 ایڈیشن 2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

اب دیکھو کہ صحابہ کو بدر میں نصرت دی گئی اور فرمایا گیا کہ یہ نصرت ایسے وقت میں دی گئی جبکہ تم تھوڑے تھے۔ اس بدر میں کفر کا خاتمہ ہو گیا۔

بدر پر ایسی عظیم الشان نشان کے اظہار میں آئندہ کی بھی ایک خبر رکھی گئی تھی اور وہ یہ کہ بدر چودھویں کے چاند کو بھی کہتے ہیں۔ اس سے چودھویں صدی میں اللہ تعالیٰ کی نصرت کے اظہار کی طرف بھی ایماء ہے۔ اور یہ چودھویں صدی وہی صدی

ہے جس کے لئے عورتیں تک کہتی تھیں کہ چودھویں صدی خیر وبرکت کی آئے گی۔ خدا کی باتیں پوری ہوئیں اور چودھویں صدی میں اللہ تعالیٰ کے منشاء کے موافق اسم احمد کا بروز ہوا اور وہ میں ہوں۔ جس کی طرف اس واقعہ بدر میں پیشگوئی تھی۔ جس کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کہا۔ مگر افسوس کہ جب وہ دن آیا اور چودھویں کا چاند نکلا تو دکاندار، خود غرض کہا گیا۔ افسوس ان پر جنہوں نے دیکھا اور نہ دیکھا۔ وقت پایا اور نہ پہچانا۔ وہ مر گئے جو منبروں پر چڑھ چڑھ کر رویا کرتے تھے کہ چودھویں صدی میں یہ ہوگا اور وہ رہ گئے جو کہ اب منبروں پر چڑھ پڑھ کر کہتے ہیں کہ جو آیا ہے وہ کاذب ہے!!! ان کو کیا ہو گیا۔ یہ کیوں نہیں دیکھتے اور کیوں نہیں سوچتے۔ اُس وقت بھی اللہ تعالیٰ نے بدر ہی میں مدد کی تھی۔ اور وہ مدد اَذِلَّۃٌ کی مدد تھی۔ جس وقت تین سو تیرہ آدمی صرف میدان میں آئے تھے۔ اور کل دو تین لکڑی کی تلواریں تھیں۔ اور ان تین سو تیرہ میں زیادہ تر چھوٹے بچے تھے۔ اس سے زیادہ کمزوری کی حالت کیا ہوگی اور دوسری طرف ایک بڑی بھاری جمعیت تھی اور وہ سب کے سب چیدہ چیدہ جنگ آزمودہ اور بڑے بڑے جوان تھے۔ آنحضرت کی طرف ظاہری سامان کچھ نہ تھا۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جگہ پر دعا کی اَللّٰھُمَّ اِنْ اَھْلَکْتَ ھٰذِہِ الْعِصَا بَۃَ لَنْ تُعْبَدَ فِی الْاَرْضِ اَبَدًا یعنی اے اللہ! اگر آج تو نے اس جماعت کو ہلاک کر دیا تو پھر کوئی تیری عبادت کرنے والا نہ رہے گا۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 72-73 ایڈیشن 2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

سنو! میں بھی یقیناً اسی طرح کہتا ہوں کہ آج وہی بدر کا معاملہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اسی طرح ایک جماعت طیار کر رہا ہے۔ وہی بدر اور اَذِلَّۃٌ کا لفظ موجود ہے۔ کیا یہ جھوٹ ہے کہ اسلام پر ذلت نہیں آئی؟ نہ سلطنت ظاہری میں شوکت ہے۔ ایک یورپ کی سلطنت منہ دکھاتی ہے تو بھاگ جاتے ہیں اور کیا مجال ہے جو سر اٹھائیں۔ اس ملک کا حال کیا ہے؟ کیا اَذِلَّۃٌ نہیں ہیں۔ ہندو بھی اپنی طاقت میں مسلمانوں سے بڑھے ہوئے ہیں۔ کوئی ایک ذلت ہے جس میں ان کا نمبر بڑھا ہوا ہے؟ جس قدر ذلیل سے ذلیل پیشے ہیں، وہ ان میں پاؤ گے۔ ٹکڑ گدا مسلمانوں ہی ملیں گے۔ جیل خانوں میں جاؤ تو جرائم پیشہ گرفتار مسلمان ہی پاؤ گے۔ شراب خانوں میں جاؤ، کثرت سے مسلمان۔ اب بھی کہتے ہیں ذلت نہیں ہوئی؟ کروڑہا ناپاک اور گندی کتابیں اسلام کے رد میں تالیف کی گئیں۔ ہماری قوم میں مغل، سید کہلانے والے اور شریف کہلانے والے عیسائی ہو کر اسی زبان سے سید المعصومین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو کوسنے لگے۔ صفدر علی اور عماد الدین وغیرہ کون تھے؟ امہات المومنین کا مصنف کون ہے؟ جس پر اس قدر واویلا اور شور مچایا گیا اور آخر کچھ بھی نہ کر سکے۔ اس پر بھی کہتے ہیں کہ ذلت نہیں ہوئی۔ کیا تم تب خوش ہوتے کہ اسلام کا اتنا رہا سہا نام بھی باقی نہ رہتا، تب محسوس کرتے کہ ہاں اب ذلت ہوئی ہے!!!

آہ! میں تم کو کیوں کر دکھاؤں جو اسلام کی حالت ہو رہی ہے۔ دیکھو! میں پھر کھول کر کہتا ہوں کہ یہی بدر کا زمانہ ہے۔ اسلام پر ذلت کا وقت آچکا ہے، مگر اب خدا نے چاہا ہے کہ اس کی نصرت کرے، چنانچہ اس نے مجھے بھیجا ہے کہ میں اسلام کو براہین اور حجج کے ساتھ تمام ملتوں اور مذہبوں پر غالب کرکے دکھادوں۔ اللہ تعالیٰ نے اس مبارک زمانہ میں چاہا ہے کہ اس کا جلال ظاہر ہو۔ اب کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔ جس طرح پہلے صحابہؓ کے زمانہ میں چاروں صفات کی ایک خاص تجلی ظاہر ہوئی تھی۔ اب پھر وہی زمانہ ہے اور ربوبیت کا وقت آیا ہے۔ نادان مخالف چاہتے ہیں کہ بچے کو الگ کردیں، مگر خدا کی ربوبیت نہیں چاہتی۔ بارش کی طرح اس کی رحمت برس رہی ہے۔ یہ مولوی حامی دین کہلانے والے مخالفت کرکے چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نور کو بجھادیں۔ مگر یہ نور پورا ہو کر رہے گا۔ اسی طرح پر جس طرح اللہ تعالیٰ نے چاہا ہے۔ یہ خوش ہوتے ہیں اور تسلیم کر لیتے ہیں جب پادری اٹھ اٹھ کر کہتے ہیں کہ تمہارا نبی مر گیا اور زندہ نبی مسیح ہی ہے اور مس شیطان سے مسیح ہی بچا ہوا ہے۔ اور مسیح نے مردوں کو زندہ کیا۔ یہ بھی تائید کرکے کہہ دیتے ہیں کہ ہاں چڑیاں بنایا کرتے تھے۔ ایک شخص موحد میرے پاس آیا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ مسیح جو چڑیاں بنایا کرتے تھے۔ اب تو وہ بہت ہو گئی ہوں گی۔ کیا فرق کر سکتے ہو؟ اس نے کہا ہاں مل جل گئی ہیں۔ اس طرح پر ان لوگوں نے مسیح کو نصف خدائی کا دعویدار بنالیا ہے۔ ایسا ہی انہوں نے دجال کی نسبت مان رکھا ہے کہ وہ مردوں کو زندہ کرے گا۔ اور یہ کرے گا اور وہ کرے گا۔ افسوس قرآن تو لَآاِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ کی تلوار سے تمام ان باطل معبودوں کو قتل کرتا ہے، جن میں خدائی صفات مانی جائیں۔ پھر یہ دجال کہاں سے نکل آیا ہے۔ سورۃ فاتحہ میں یہودی اور عیسائی بننے سے بچنے کی دعا تو سکھلائی، کیا دجال کا ذکر خدا کو یاد نہ رہا جو اتنا بڑا فتنہ تھا؟ اصل یہ ہے کہ ان لوگوں کی عقل ماری گئی اور یہ اس کے مصداق ہیں۔ یکے بر سر شاخ و بن سے برید۔

یہ لوگ جب کہ اس طرح سے اسلام کو ذلیل کرنے پر آمادہ ہوئے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے موافق کہ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ(الحجر:10) قرآن شریف کی عظمت کو قائم کرنے کے لئے چودھویں صدی کے سر پر مجھے بھیجا ہے۔

کیا نہیں دیکھتے کہ کس طرح پر اس کے نشانات ظاہر ہو رہے ہیں۔ خسوف و کسوف رمضان میں ہو گیا۔ کیا ہو سکتا ہے کہ مہدی موجود نہ ہو اور یہ مہدی کا نشان پورا ہو جاوے۔ کیا خدا کو دھوکہ لگا ہے؟ پھر اونٹ بیکار ہونے پر بھی مسیح نہ آیا۔ آسمان اور زمین کے نشان پورے ہو گئے۔ زمانہ کی حالت خود تقاضا کرتی ہے کہ آنے والا آوے، مگر یہ تکذیب ہی کرتے ہیں۔ آنے والا آگیا۔ ان کی تکذیب اور شور وبکا سے کچھ نہ بگڑے گا۔ ان لوگوں کی ہمیشہ سے اسی طرح عادت رہی ہے۔ خدا کی باتیں سچی ہیں اور وہ پوری ہو کر رہتی ہیں۔

پس تم ان کی بد صحبتوں سے بچتے رہو اور دعاؤں میں لگے رہو اور اسلام کی حقیقت اپنے اندر پیدا کرو۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 73-75 ایڈیشن 2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

چودہ کے عدد کو بڑی مناسبت ہے چودھویں صدی کا چاند کامل ہوتا ہے اسی کی طرف اللہ تعالیٰ نے لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ (آل عمران:124) میں اشارہ کیا ہے۔یعنی ایک بدر تو وہ تھا جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مخالفوں پر فتح پائی اس وقت بھی آپ کی جماعت قلیل تھی اور ایک بدر یہ ہے۔بدر میں چودھویں صدی کی طرف اشارہ ہے اس وقت بھی اسلام کی حالت اذلہ کی ہو رہی ہے سو ان سارے وعدوں کے موافق اللہ تعالیٰ نے مجھے مبعوث کیا ہے۔

(ملفوظات جلد2 صفحہ240 ایڈیشن2016ء)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 02 مارچ 2022)

(قسط 23)

ارشادات حضرت مسیح موعودؑ بابت مختلف ممالک و شہر

(سید عمار احمد)

ارشادات بابت بدر

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

• لکھا ہے کہ بدر کی لڑائی میں ایک شخص مسلمانوں کی طرف سے نکلا جو اکڑ اکڑ کر چلتا تھا اور صاف ظاہر ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دیکھا تو فرمایا کہ یہ وضع خداوند تعالیٰ کی نگاہ میں معیوب ہے مگر اس وقت محبوب ہے کیونکہ اس وقت اسلام کی شان اور شوکت کا اظہار اور فریق مخالف پر ایک رعب پیدا ہو پس ایسی بہت سی مثالیں اور نظیریں ملیں گی جن سے آخر کار جا کر یہ ثابت ہوتا ہے کہ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ بالکل صحیح ہے۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 271-272 ایڈیشن 2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

• انبیاء علیہم السلام کے سلسلہ میں یہی رہا ہے کہ وہ پیشگوئیوں کے دیئے جانے پر بھی اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر سچا ایمان رکھ کر بھی دعاؤں کے سلسلہ کو ہرگز نہ چھوڑتے تھے۔ اس لیے کہ وہ خداتعالیٰ کے غناءِ ذاتی پر بھی ایمان لاتے ہیں اور مانتے ہیں کہ خدا کی شان لَایُدْرَک ہے اور یہ سوءِ ادب ہے کہ دعا نہ کی جاوے۔ لکھا ہے کہ بدر کی لڑائی میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بڑے اضطراب سے دعا کر رہے تھے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ حضور! اب دعا نہ کریں خدا تعالیٰ نے آپ کو فتح کا وعدہ دیا ہے، مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا میں مصروف رہے۔

بعض نے اس پر تحریر کیا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ایمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ نہ تھا بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت بہت بڑھی ہوئی تھی اور ہر کہ عارف تر باشد خائف تر باشد۔ وہ معرفت آپ کو اللہ تعالیٰ کے غناءِ ذاتی سے ڈراتی تھی۔ پس دعا کا سلسلہ ہرگز چھوڑنا نہیں چاہیے۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 67 ایڈیشن 2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

• خدا کا فضل ہے اسی طرح کے اشتہارات جو مخالفین کی طرف سے شائع ہوتے ہیں یہ خدا کی کارروائی میں مضر معلوم نہیں ہوتے کیونکہ جب تک تپش نہ ہو بارش نہیں ہوتی۔ ہم سب پر بدظنی نہیں کرتے انہیں میں سے لوگ نکلنے شروع ہو جاتے ہیں کئی خط اس طرح کے آتے ہیں کہ ہم اول مخالف تھے گالیاں دیتے تھے مگر اب ایک راہ چلتے سے ایک اشتہار دیکھ کر بیعت کرتے ہیں اس سے پیشتر بھی یہ کارروائیاں چپ چاپ نہیں ہوئیں۔ مکہ میں کیا ہوتا رہا خدا تعالیٰ تماشا دیکھتا ہے کیا کفار امن سے رہتے تھے وہ بھی ہمیشہ ہر وقت لڑائیوں اور فسادوں میں رہتے تھے ابو جہل ہی کو دیکھو کہ بدر کی جنگ میں مباہلہ بھی کر لیا اَللّٰھُمَّ مَنْ کَانَ مِنَّآ اَقْطَعَ لِلرَّحْمِ وَاَفْسَدَ فِی الْاَرْضِ فَاَحِنْہُ الْیَوْمَ یعنی ہم دونوں میں سے جو زیادہ قطع رحم کرتا ہے اور زمین میں فساد ڈالتا ہے اس کو آج ہی ہلاک کر پھر اسی دن وہ قتل ہو گیا اس کو تو یہی خیال ہو گا کہ اس (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) نے فساد برپا کر دیا ہے بھائی بھائی سے جدا کر دیا ہے اور ہر روز کا فتنہ برپا ہے لوگ آرام میں اپنی زندگی بسر کر رہے تھے ناحق ان کو چھیڑ دیا ہے ان کا اسی بنا پر یہ خیال تھا کہ یہ ضرور مفسد ہے۔

ایک فتنہ لعنت ہوتا ہے اور ایک فتنہ رحمت ہوتا ہے کوئی نبی نہیں آیا جس نے فتنہ نہیں ڈالا ہمیشہ نوبت جدائی اور فساد کی پہنچتی رہی۔ پھر آخر انہی میں سے جو نیک تھے اللہ تعالیٰ ان کو لے آتا رہا۔ دنیا میں ہمارے اسی سلسلہ کے متعلق گھر گھر شور ہے بعض آدمی رافضیوں سے بڑھ گئے ہیں لعنت کی تسبیح رات دن پھیرتے ہیں اور انہی مخالفوں میں سے بعض ایسے نکلے ہیں کہ جان قربان کرنے کو تیار ہیں ہم تو اللہ تعالیٰ سے شرمندہ ہیں ہماری طرف سے کوشش ہی کیا ہوئی ہے آسمان پر ایک جوش ہے وہی کشاں کشاں لوگوں کو لا رہا ہے۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 371-372 ایڈیشن 2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

• یہ جو اعتراض کیا جاتا ہے کہ بعض مخالف اسلام بھی لمبی عمر حاصل کرتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟ میرے نزدیک اس کا سبب یہ ہے کہ ان کا وجود بھی بعض رنگ میں مفید ہی ہوتا ہے۔ دیکھو ابو جہل بدر کی جنگ تک زندہ رہا۔ اصل بات یہ ہے کہ اگر مخالف اعتراض نہ کرتے تو قرآن شریف کے تیس سپارے کہاں سے آتے۔ جس کے وجود کو اللہ تعالیٰ مفید سمجھتا ہے اسے مہلت دیتا ہے۔ ہمارے مخالف بھی جو زندہ ہیں اور مخالفت کرتے ہیں ان کے وجود سے بھی یہ فائدہ پہنچتا ہے کہ خدا تعالیٰ قرآن شریف کے حقائق و معارف عطا کرتا ہے۔ اب اگر مہر علی شاہ اتنا شور نہ مچاتا تو نزول مسیح کیسے لکھا جاتا۔

اس طرح پر جو دوسرے مذاہب باقی ہیں ان کے بقاء کا بھی یہی باعث ہے تا کہ اسلام کے اصولوں کی خوبی اور حسن ظاہر ہو۔ اب دیکھ لو کہ نیوگ اور کفارہ کے اعتقاد والے مذہب اگر موجود نہ ہوتے تو اسلام کی خوبیوں کا امتیاز کیسے ہوتا۔ غرض مخالف کا وجود اگر مفید ہو تو اللہ تعالیٰ اسے مہلت دیتا ہے۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 107 ایڈیشن 2016ء)

ارشادات بابت احد

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

• عکرمہ کا حال تم نے سنا ہوگا۔ احد کی مصیبت کا بانی مبانی یہی تھا اور اس کا باپ ابو جہل تھا لیکن آخر اسے صحابہ کرامؓ کے نمونوں نے شرمندہ کر دیا۔ میرا مذہب یہ ہے کہ خوارق نے ایسا اثر نہیں کیا جیسا کہ صحابہ کرامؓ کے پاک نمونوں اور تبدیلیوں نے لوگوں کو حیران کیا۔ لوگ حیران ہو گئے کہ ہمارا چچازاد کہاں سے کہاں پہنچا۔ آخر انہوں نے اپنے آپ کو دھوکہ خوردہ سمجھا۔ عکرمہ نے ایک وقت ذات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کیا اور دوسرے وقت لشکر کفار کو درہم برہم کیا۔ غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں صحابہؓ نے جو پاک نمونے دکھائے ہیں ہم آج فخر کے ساتھ ان کو دلائل اور آیات کے رنگ میں بیان کر سکتے ہیں۔ چنانچہ عکرمہ ہی کا نمونہ دیکھو کہ کفر کے دنوں میں کفر۔ عُجب وغیرہ خصائل بد اپنے اندر رکھتا تھا اور چاہتا تھا کہ بس چلے تو اسلام کو دنیا سے نابود کر دے مگر جب خدائے تعالیٰ کے فضل نے اس کی دستگیری کی اور وہ مشرف با اسلام ہوا تو ایسے اخلاق پیدا ہوئے کہ وہ عجب اور پندار نام تک کو باقی نہ رہا اور فروتنی اور انکسار پیدا ہوا کہ وہ انکسار حجۃ الاسلام ہو گیا اور صداقت اسلام کے لئے ایک دلیل ٹھہرا۔ ایک موقع پر کفار سے مقابلہ ہوا۔ عکرمہ لشکر اسلام کا سپہ سالار تھا۔ کفار نے بہت سخت مقابلہ کیا۔ یہاں تک کہ لشکر اسلام کی حالت قریب شکست کھانے کے ہو گئی۔ عکرمہ نے جب دیکھا تو گھوڑے سے اترا۔ لوگوں نے کہا کہ آپ کیوں اترتے ہیں۔ شاید ادھر ادھر ہونے کا وقت ہو تو گھوڑا مدد دے۔ تو اس نے کہا۔ اس وقت مجھے وہ زمانہ یاد آ گیا ہے جب میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا مقابلہ کرتا تھا۔ میں چاہتا ہوں کہ جان دے کر گناہوں کا کفارہ کروں۔ اب دیکھیے کہ کہاں سے کہاں تک حالت پہنچی کہ بار بار محامد سے یاد کیا گیا۔ یہ یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ کی رضا ان لوگوں کے شامل حال ہوتی ہے جو اس کی رضا اپنے اندر جمع کر لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جابجا ان لوگوں کو رضی اللہ عنہم کہا ہے۔ میری نصیحت یہ ہے کہ ہر شخص ان اخلاق کی پابندی کرے۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 128-129 ایڈیشن 2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

• خدا تعالےٰ قادر ہے کہ جس شئے میں چاہے طاقت بھر دیوے۔ پس اپنے دیدار والی طاقت اس نے اپنی گفتار میں بھر دی ہے۔ انبیاء نے اسی گفتار پر ہی تو اپنی جانیں دے دی ہیں۔ کیا کوئی مجازی عاشق اس طرح کر سکتا ہے؟ اس گفتار کی وجہ سے کوئی نبی اس میدان میں قدم رکھ کر پھر پیچھے نہیں ہٹا اور نہ کوئی نبی کبھی بے وفا ہوا ہے۔ جنگ اُحد کے واقعہ کی نسبت لوگوں نے تاویلیں کی ہیں مگر اصل بات یہ ہے کہ خدا کی اس وقت جلالی تجلی تھی اور سوائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اور کسی کو برداشت کی طاقت نہ تھی۔ اس لئے آپ وہاں ہی کھڑے رہے اور باقی اصحاب کا قدم اُکھڑ گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں جیسے اس صدق وصفا کی نظیر نہیں ملتی جو آپ کو خدا سے تھا ایسا ہی ان الٰہی تائیدات کی نظیر بھی کہیں نہیں ملتی جو آپ کے شامل حال ہیں۔ مثلاً آپ کی بعثت اور رخصت کا وقت ہی دیکھ لو۔

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 130-131 ایڈیشن 1984ء)

ارشادات بابت اراراٹ

• حضرت نوحؑ کی کشتی کا ذکر تھا۔ فرمایا:

”بائبل اور سائنس کی آپس میں ایسی عداوت ہے جیسی کہ دو سوکنیں ہوتی ہیں۔ بائبل میں لکھا ہے کہ وہ طوفان ساری دنیا میں آیا اور کشتی تین سو ہاتھ لمبی اور پچاس ہاتھ چوڑی تھی۔ اور اس میں حضرت نوحؑ نے ہر قسم کے پاک جانوروں میں سے سات جوڑے اور ناپاک میں سے دو جوڑے ہر قسم کے کشتی میں چڑھائے حالانکہ یہ دونوں باتیں غلط ہیں۔ اول تو اللہ تعالیٰ نے کسی قوم پر عذاب نازل نہیں کیا جب تک پہلے رسول کے ذریعہ سے اس کو تبلیغ نہ کی ہو اور حضرت نوحؑ کی تبلیغ ساری دنیا کی قوموں پر کہاں پہنچی تھی جو سب غرق ہو جاتے۔ دوم اتنی چھوٹی سی کشتی میں جو صرف 300 ہاتھ لمبی اور 50 ہاتھ چوڑی ہو۔ ساری دنیا کے جانور بہائم، چرند، پرند سات سات جوڑے یا دو دو جوڑے کیونکر سما سکتے ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس کتاب میں تحریف ہے اور اس میں بہت سی غلطیاں داخل ہو گئی ہیں۔ تعجب ہے کہ بعض سادہ لوح علماء اسلام نے بھی ان باتوں کو اپنی کتابوں میں درج کر لیا ہے مگر قرآن شریف ہی ان بے معنی باتوں سے پاک ہے۔ اس پر ایسے اعتراض وارد نہیں ہو سکتے۔ اس میں نہ تو کشتی کی لمبائی چوڑائی کا ذکر ہے اور نہ ساری دنیا پر طوفان آنے کا ذکر ہے بلکہ صرف الارض لیکن وہ زمین جس میں نوح نے تبلیغ کی صرف اس کا ذکر ہے۔ لفظ اراراٹ جس پر نوح کی کشتی ٹھہری اصل اَرٰی رِیْت ہے۔ جس کے معنے ہیں۔ میں پہاڑ کی چوٹی کو دیکھتا ہوں۔ ریت پہاڑ کی چوٹی کو کہتے ہیں۔ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے لفظ جُودِی رکھا ہے۔ جس کے معنے ہیں میرا جود و کرم یعنی وہ کشتی میرے جود و کرم پر ٹھہری۔“

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 216-217 ایڈیشن 2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

•اسی طرح نوح علیہ السلام کے زمانہ میں بھی ایسا ہی ہوا۔ جب نوح تبلیغ کرتے کرتے تھک گئے اور آخر انہوں نے دعا کی تو نتیجہ یہ ہوا کہ ایک طوفان آیا جس نے شریروں کو ہلاک کر دیا اور اس طرح پر فیصلہ ہو گیا۔ آخر ان کی کشتی ایک پہاڑ پر جا ٹھہری جس کو اب ارارات کہتے ہیں۔ ارارات کی اصل یہ ہے۔ اَرَارات یعنی میں پہاڑ کی چوٹی کو دیکھتا ہوں انہوں نے ایک پہاڑ کا سر ادیکھ کر کہا تھا اور اب اسی نام سے یہ مشہور ہو گیا اور بگڑ کر ارارات بن گیا۔ یہ زمانہ بھی نوح علیہ السلام کے زمانہ سے مشابہ ہے خدا تعالیٰ نے میر نام بھی نوح رکھا ہے اور وہی الہام جو کشتی کا نوحؑ کو ہوا تھا یہاں بھی ہوا ہے۔ اسی طرح پر اب خدا تعالیٰ نے فیصلہ کرنا چاہا ہے اور حقیقت میں اگر ایسا نہ ہوتا تو ساری دنیا دہریہ ہو جاتی اقبال اور کثرت نے دنیا کو اندھا کر دیا ہے۔

البدر میں ہے:۔ ”راٹ عبرانی زبان میں پہاڑ کی چوٹی کو کہتے ہیں اور اَرٰی بمعنی میں نے دیکھ لیا۔ نوح علیہ السلام نے جب چاوروں طرف نظر ماری اور پانی ہی پانی نظر آیا تو چونکہ پانی اتر چلا تھا اس لئے جودی پہاڑ کی چوٹی ان کو نظر آئی۔ اور اسی وجہ سے اس کا نام ارارت پڑ گیا۔“

(ملفوظات جلد6 صفحہ 324 ایڈیشن 1984ء)

ارشاد بابت فاران

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

•اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ واثقہ کی رو سے کہ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر:10) اس زمانہ میں بھی آسمان سے ایک معلم آیا جو اٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ (الجمعہ:4) کا مصداق اور موعود ہے۔ وہ وہی ہے جو تمہارے درمیان بول رہا ہے۔ میں پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی کی طرف عود کر کے کہتا ہوں کہ آپ نے اس زمانہ ہی کی بابت خبر دی تھی کہ لوگ قرآن کو پڑھیں گے لیکن وہ ان کے حلق سے نیا اترے گا۔ اب ہمارے مخالف، نہیں نہیں اللہ تعالیٰ کے وعدوں کی قدر نہ کرنے والے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں پر دھیان نہ دینے والے خوب گلے مروڑ مروڑ کر یٰعِیْسٰٓی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ (آل عمران:56) اور فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ (المائدہ:118) قرآن میں عجیب لہجہ سے پڑھتے ہیں۔ لیکن سمجھتے نہیں اور افسوس تو یہ ہے کہ اگر کوئی ناصح مشفق بن کر سمجھانا چاہے تو سمجھنے کی کوشش بھی نہیں کرتے۔ نہ کریں۔ اتنا تو کریں کہ اس کی بات ہی ذرا سن لیں مگر کیوں سنیں؟ وہ گوش شنوا بھی رکھیں۔ صبر اور حسن ظن سے بھی کام لیں۔ اگر خدائے تعالیٰ فضل کے ساتھ زمین کی طرف توجہ نہ کرتا تو اسلام بھی اس زمانہ میں مثل دوسرے مذہبوں کے مردہ اور ایک قصہ کہانی سمجھا جاتا۔ کوئی مردہ مذہب کسی دوسرے کو زندگی نہیں دے سکتا لیکن اسلام اس وقت زندگی دینے کو تیار ہے لیکن

چونکہ یہ سنت اللہ ہے کہ کوئی کام خدا تعالیٰ بغیر اسباب کے نہیں کرتا۔ہاں یہ امر جدا ہے کہ وہ اسباب ہم کو دکھائی دیں یا نہ لیکن اس میں کوئی کلام نہیں کہ اسباب ضرور ہوتے ہیں۔اسی طرح آسمان سے انوار اترتے ہیں جو زمین پر پہنچ کر اسباب کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔جب اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کو تاریکی اور گمراہی میں مبتلا پایا اور ہر طرف سے ضلالت اور ظلمت کی گھنگھور گھٹا دنیا پر چھا گئی۔اس وقت اس تاریکی کو دور کرنے اور ضلالت کو ہدایت اور سعادت سے تبدیل کرنے کے لئے ایک سراج منیر فاران کی چوٹیوں پر چمکا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 82-83 ایڈیشن 2016ء)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 09 مارچ 2022)

(قسط 24)

ارشادات حضرت مسیح موعودؑ بابت مختلف ممالک و شہر

(سید عمار احمد)

ارشاد بابت ثور

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

☆اسی طرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتخاب تھا۔ اس وقت آپ کے پاس ستر اسی صحابہ موجود تھے، حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی آپ کے پاس ہی تھے، مگر آپ نے ان سب میں سے حضرت ابو بکرؓ ہی کو منتخب کیا۔ اس میں سر کیا ہے؟ بات یہ ہے کہ نبی خدا تعالیٰ کی آنکھ سے دیکھتا ہے اس کا فہم خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے کشف اور الہام سے بتا دیا تھا کہ اس کام کے لئے سب سے بہتر اور موزوں حضرت ابو بکر صدیقؓ ہی ہیں۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اس ساعت عسر میں آپ کے ساتھ ہوئے۔ یہ وقت خطرناک آزمائش کا تھا۔ حضرت مسیحؑ پر جب اس قسم کا وقت آیا، تو ان کے شاگرد ان کو چھوڑ کر بھاگ گئے اور ایک نے سامنے ہی لعنت بھی کی مگر صحابہ کرامؓ میں سے ہر ایک نے پوری وفاداری کا نمونہ دکھایا۔ غرض حضرت ابو بکر صدیقؓ نے آپ کا پورا ساتھ دیا اور ایک غار میں جس کو غار ثور کہتے ہیں۔ آپ جا چھپے۔ شریر کفار جو آپ کی ایذا رسانی کے لئے منصوبے کر چکے تھے، تلاش کرتے ہوئے اس غار تک پہنچ گئے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے عرض کی کہ اب تو یہ بالکل سر پر ہی آ پہنچے ہیں اور اگر کسی نے ذرا بھی نیچے نگاہ کی تو وہ دیکھ لے گا اور ہم پکڑے جاویں گے۔ اس وقت آپ نے فرمایا۔ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا (التوبة :40) کچھ غم نہ کھاؤ۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ اس لفظ پر غور کرو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکر صدیقؓ کو اپنے ساتھ ملاتے ہیں یہ فرمایا اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۔مَعَنَاَ میں آپ دونوں شریک۔ یعنی تیرے اور میرے ساتھ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک پلہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رکھا اور دوسرے پر حضرت صدیقؓ کو اس وقت دونوں ابتلاء میں ہیں۔ کیونکہ یہی وہ مقام ہے جہاں سے یا تو اسلام کی بنیاد پڑنے والی ہے یا خاتمہ ہو جانے والا ہے۔ دشمن غار پر موجود ہیں اور مختلف قسم کی رائے زنیاں ہو رہی ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ اس غار کی تلاشی کرو۔ کیونکہ نشان پا یہاں تک ہی آ کر ختم ہو جاتا ہے۔ لیکن ان میں سے بعض کہتے ہیں کہ یہاں انسان کا گزر اور دخل کیسے ہو گا۔ مکڑی نے جالا تنا ہوا ہے، کبوتر نے انڈے دئے ہوئے ہیں۔ اس قسم کی باتوں کی آواز

یں اندر پہنچ رہی ہیں اور آپ بڑی صفائی سے ان کو سن رہے ہیں۔ ایسی حالت میں دشمن آئے ہیں کہ وہ خاتمہ کرنا چاہتے ہیں۔ اور دیوانے کی طرح بڑھے آئے ہیں، لیکن آپ کی کمال شجاعت کو دیکھو کہ دشمن سر پر ہے اور آپ اپنے رفیق صادق صدیق کو فرماتے ہیں لَاتَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا۔ یہ الفاظ بڑی صفائی کے ساتھ ظاہر کرتے ہیں آپ نے زبان ہی سے فرمایا۔ کیونکہ یہ آواز کو چاہتے ہیں۔ اشارہ سے کام نہیں چلتا۔ باہر دشمن مشورہ کر رہے ہیں اور اندر غار میں خادم و مخدوم بھی باتوں میں لگے ہوئے ہیں۔ اس امر کی پرواہ نہیں کی گئی کہ دشمن آواز سن لیں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ پر کمال ایمان اور معرفت کا ثبوت ہے۔ خدا تعالیٰ کے وعدوں پر پورا بھروسہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شجاعت کے لئے تو یہ نمونہ کافی ہے۔ ابو بکر صدیق کی شجاعت کے لئے ایک دوسرا گواہ اس واقعہ کے سوا اور بھی ہے۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 341-342 ایڈیشن 2016ء)

ارشادات بابت حدیبیہ

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

☆ صحابہؓ کا مذہب یہ تھا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے پورا ہونے پر اپنی معرفت اور ایمان میں ترقی دیکھتے تھے اور وہ اس قدر عاشق تھے کہ اگر آنحضرتؐ سفر کو جاتے اور پیشگوئی کے طور پر کہہ دیتے کہ فلاں منزل پر نماز جمع کریں گے اور ان کو موقع مل جاتا تو وہ خواہ کچھ بھی ہوتا ضرور جمع کر لیتے۔ اور خود آنحضرتؐ ہی کی طرف دیکھو کہ آپ پیشگوئیوں کے پورا ہونے کے کس قدر مشتاق تھے۔ ہم کو کوئی بتائے کہ آپ حدیبیہ کی طرف کیوں گئے کیا کوئی وقت ان کو بتایا گیا تھا اور کسی میعاد سے اطلاع دی گئی تھی پھر کیا بات تھی؟ یہی وجہ تھی کہ آپؐ چاہتے تھے کہ وہ خدا تعالیٰ کی پیشگوئی پوری ہو جائے یہ ایک باریک سر اور دقیق معرفت کا نکتہ ہے جس کو ہر ایک شخص نہیں سمجھ سکتا کہ انبیاء اور اہل اللہ کیوں پیشگوئیوں کے پورا کرنے اور ہونے کی ایک غیر معمولی رغبت اور تحریک اپنے دلوں میں رکھتے ہیں۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 402-403 ایڈیشن 2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

☆ منہاج نبوت کو دیکھا جاوے تو صریح نظر آتا ہے کہ انبیاؤں سے اجتہادوں میں غلطیاں ہوتی ہیں جیسے عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ تم ابھی نہیں مرو گے کہ میں واپس آجاؤں گا تو یہ آپ کا اجتہاد تھا مگر خدا تعالیٰ کے نزدیک ان کے آنے سے یہ مراد نہ تھی بلکہ دوسرے کا آنا تھا اور ممکن ہے کہ الیاس کا بھی یہ خیال ہو کہ میں ہی واپس آؤں گا اسی طرح پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کا سفر کیا تو حضرت عمرؓ کو ابتلا آیا خود آنحضرتؐ کا اجتہاد اس طرف دلالت کرتا تھا کہ ہم فتح کر لیویں گے مگر وہ

اجتہاد صحیح نہ نکلا اسی طرح ایک دفعہ آپ نے کہا کہ میں نے سمجھا تھا کہ ہجرت یمامہ کی طرف ہو گی مگر یہ بات درست نہ نکلی کیونکہ یہ آپ کا اجتہاد تھا خدا پر یہ امر لازم نہ تھا کہ ہر ایک باریک امر آپ کو بتا دیوے پس بحث مباحثہ میں اول مخالف سے منہاج نبوت کو قبول کروا کر اس کے دستخط کروا لینے چاہئیں۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 338-339 ایڈیشن 2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

☆ پیشگوئیوں کے ہمیشہ دو حصے ہوا کرتے ہیں اور آدمؑ سے اس وقت تک یہی تقسیم چلی آ رہی ہے کہ ایک حصہ متشابہات کا ہوا کرتا ہے اور ایک حصہ بینات کا۔ اب حدیبیہ کے واقعات کو دیکھا جاوے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان تو سب سے بڑھ کر ہے مگر علم کے لحاظ سے میں کہتا ہوں کہ آپ کا سفر کرنا دلالت کرتا تھا کہ آپ کی رائے اسی طرف تھی کہ فتح ہو گی۔ نبی کی اجتہادی غلطی عار نہیں ہوا کرتی۔ اصل صورت جو معاملہ کی ہوتی ہے وہ پوری ہو کر رہتی ہے اور انسان اور خدا میں یہی تو فرق ہے۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 145 ایڈیشن 2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

☆ لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب صلح حدیبیہ کی ہے تو حدیبیہ کے مبارک ثمرات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ لوگوں کو آپ کے پاس آنے کا موقعہ ملا۔ اور انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں سنیں تو ان میں صدہا مسلمان ہو گئے جب تک انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں نہ سنی تھیں ان میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان ایک دیوار حائل تھی جو آپ کے حسن و جمال پر ان کو اطلاع نہ پانے دیتی تھی اور جیسا دوسرے لوگ کذاب کہتے تھے (معاذ اللہ) وہ بھی کہہ دیتے تھے اور ان فیوض و برکات سے بے نصیب تھے جو آپ لے کر آئے تھے اس لیے کہ دور تھے لیکن جب وہ حجاب اٹھ گیا اور پاس آ کر دیکھا اور سنا تو وہ محرومی نہ رہی اور سعیدوں کے گروہ میں داخل ہو گئے۔ اسی طرح پر بہتوں کی بد نصیبی کا اب بھی یہی باعث ہے۔ جب ان سے پوچھا جاوے کہ تم نے ان کے دعویٰ اور دلائل کو کہاں تک سمجھا ہے تو بجز چند بہتانوں اور افتراؤں کے کچھ نہیں کہتے جو بعض مفتری سنا دیتے ہیں اور وہ ان کو سچ مان لیتے ہیں اور خود کوشش نہیں کرتے کہ یہاں آ کر خود تحقیق کریں اور ہماری صحبت میں رہ کر دیکھیں۔ اس سے ان کے دل سیاہ ہو جاتے ہیں اور وہ حق کو نہیں پا سکتے لیکن اگر وہ تقویٰ سے کام لیتے تو کوئی گناہ نہ تھا کہ وہ آ کر ہم سے ملتے جلتے رہتے اور ہماری باتیں سنتے رہتے حالانکہ عیسائیوں اور ہندوؤں سے بھی تو ملتے ہیں اور ان کی باتیں سنتے ہیں ان کی مجلسوں میں جاتے ہیں پھر کونسا امر مانع تھا جو ہمارے پاس آنے سے انہوں نے پرہیز کیا۔

غرض یہ بڑی ہی بدنصیبی ہے اور انسان اس کے سبب محروم ہو جاتا ہے اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا تھا کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ (التوبۃ:119) اس میں بڑا نکتہ معرفت یہی ہے کہ چونکہ صحبت کا اثر ضرور ہوتا ہے اس لیے ایک راستباز کی صحبت میں رہ کر انسان راستبازی سیکھتا ہے اور اس کے پاس انفاس کا اندر ہی اندر اثر ہونے لگتا ہے جو اس کو خدا تعالیٰ پر ایک سچا یقین اور بصیرت عطا کرتا ہے اس صحبت میں صدق دل سے رہ کر وہ خدا تعالیٰ کی آیات اور نشانات کو دیکھتا ہے جو ایمان کے بڑھانے کے زریعے ہیں۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 371-372 ایڈیشن 2016ء)

ارشادات بابت ایران، فارس اور روم

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

☆ غرض قرآن شریف حکمت ہے اور مستقل شریعت ہے اور ساری تعلیموں کا مخزن ہے اور اس طرح پر قرآن شریف کا پہلا معجزہ اعلیٰ درجہ کی تعلیم ہے اور پھر دوسرا معجزہ قرآن شریف کا اس کی عظیم الشان پیشگوئیاں ہیں چنانچہ سورۂ فاتحہ اور سورہ تحریم اور سورہ نور میں کتنی بڑی عظیم الشان پیشگوئیاں ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی ساری پیشگوئیوں سے بھری ہوئی ہے ان پر اگر ایک دانشمند آدمی خدا سے خوف کھا کر غور کرے تو اسے معلوم ہوگا کہ کس قدر غیب کی خبریں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی ہیں کیا اس وقت جبکہ ساری قوم آپ کی مخالف تھی اور کوئی ہمدرد اور رفیق نہ تھا یہ کہنا کہ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ (القمر:46) چھوٹی بات ہو سکتی تھی۔ اسباب کے لحاظ سے تو ایسا فتویٰ دیا جاتا تھا کہ ان کا خاتمہ ہو جاوے گا مگر آپ ایسی حالت میں اپنی کامیابی اور دشمنوں کی ذلت اور نامرادی کی پیشگوئیاں کر رہے (ہیں) اور آخر اسی طرح وقوع میں آتا ہے پھر تیرہ سو سال کے بعد قائم ہونے والے سلسلہ کی اور اس وقت کے آثار وعلامات کی پیشگوئیاں کیسی عظیم الشان اور لانظیر ہیں دنیا کی کسی کتاب کی پیشگوئیوں کو پیش کرو کیا مسیح کی پیشگوئیاں ان کا مقابلہ کر سکتی ہیں جہاں صرف اتنا ہی ہے کہ زلزلے آئیں گے قحط پڑیں گے آندھیاں آئیں گی مرغ بانگ دے گا وغیرہ وغیرہ۔

اس قسم کی معمولی باتیں تو ہر ایک شخص کہہ سکتا ہے اور یہ حوادثات ہمیشہ ہی ہوتے رہتے ہیں پھر اس میں غیب گوئی کی قوت کہاں سے ثابت ہو۔ اس کے مقابلہ میں قرآن شریف کی پیشگوئی دیکھو الٓمّٓ۔ غُلِبَتِ الرُّوْمُ۔ فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ۔ فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ ۭ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْۢ بَعْدُ ۭ وَيَوْمَىِٕذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ (الروم:2 تا 5) میں اللہ بہت جاننے والا ہوں۔ رومی اپنی سرحد میں اہل فارس سے مغلوب ہو گئے ہیں اور بہت ہی جلد چند سال میں یقیناً غالب ہونے والے ہیں پہلے اور آئندہ آنے والے واقعات کا علم اور ان کے اسباب اللہ ہی کے ہاتھ ہیں جس دن رومی غالب ہوں گے وہی دن ہوگا جب مومن بھی خوشی کریں گے۔

اب غور کر کے دیکھو کہ ایسی حیرت انگیز اور جلیل القدر پیشگوئی ہے ایسے وقت میں یہ پیشگوئی کی گئی جب مسلمانوں کی کمزور اور ضعیف حالت خود خطرہ میں تھی نہ کوئی سامان تھا نہ طاقت تھی ایسی حالت میں مخالف کہتے تھے کہ یہ گروہ بہت جلد نیست و نابود ہو جائے گا مدت کی قید بھی اس میں لگادی اور پھر یَوۡمَئِذٍ یَّفۡرَحُ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ کہہ کر دوہری پیشگوئی بنادی یعنی جس روز رومی فارسیوں پر غالب آئیں گے اسی دن مسلمان بھی بامراد ہو کر خوش ہوں گے؛ چنانچہ جس طرح یہ پیش گوئی کی تھی اسی طرح بدر کے روز یہ پوری ہو گئی ادھر رومی غالب ہوئے اور ادھر مسلمانوں کو فتح ہوئی۔ اسی طرح سورۂ یوسف میں اٰیٰتٌ لِّلسَّآئِلِیۡنَ کہہ کر اس سارے قصہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بطور پیشگوئی بیان فرمایا ہے۔

غرض جہاں تک دیکھا جاوے قرآن شریف کی پیشگوئیاں بڑے اعلیٰ درجہ پر واقع ہوئی ہیں اور کوئی کتاب اس رنگ میں ان پیشگوئیوں کا مقابلہ نہیں کر سکتی کیونکہ یہ پیشگوئیاں یہی نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی میں پوری ہو گئی تھیں بلکہ ان کا سلسلہ برابر جاری ہے، چنانچہ بہت سی پیشگوئیاں تھیں جو اب پوری ہو رہی ہیں اور بہت ابھی باقی ہیں جو آئندہ پوری ہوں گی۔

(ملفوظات جلد2 صفحہ 381-383 ایڈیشن2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

☆ آنحضرت کے زمانہ میں ایرانی لوگ مشرک تھے اور قیصر روم جو کہ عیسائی تھا در اصل مؤحد تھا اور مسیح کو ابن اللہ نہیں مانتا تھا۔ اور جب اس کے سامنے مسیح کا وہ ذکر جو قرآن میں درج ہے پیش کیا گیا تو اس نے کہا کہ میرے نزدیک مسیح کا درجہ اس سے ذرہ بھی زیادہ نہیں جو قرآن نے بتلایا ہے۔ حدیث میں بھی اس کی گواہی بخاری میں موجود ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ وہی کام ہے جو کہ توریت میں ہے اور اس کی حیثیت نبوت سے بڑھ کر نہیں ہے۔ اسی پر یہ آیت نازل ہوئی کہ الٓمّٓ۔ غُلِبَتِ الرُّوۡمُ۔ فِیۡۤ اَدۡنَی الۡاَرۡضِ وَ ہُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ غَلَبِہِمۡ سَیَغۡلِبُوۡنَ۔ فِیۡ بِضۡعِ سِنِیۡنَ ۬ؕ لِلّٰہِ الۡاَمۡرُ مِنۡ قَبۡلُ وَ مِنۡۢ بَعۡدُ ؕ وَ یَوۡمَئِذٍ یَّفۡرَحُ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ (الروم:2 تا 5) یعنی روم اب مغلوب ہو گیا ہے مگر تھوڑے عرصہ میں (9 سال میں) پھر غالب ہو گا۔ عیسائی لوگ نہایت شرارت سے کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے دونوں طاقتوں کا اندازہ کر لیا تھا اور پھر فراست سے یہ پیشگوئی کر دی تھی۔

ہم کہتے ہیں کہ اسی طرح مسیح بھی بیماروں کو دیکھ کر اندازہ کر لیا کرتا تھا جو اچھے ہونے کے قابل نظر آتے تھے ان کا سلب امراض کر دیتا۔ اس طرح تو سارے معجزات ان کے ہاتھ سے جاتے ہیں۔

يَوۡمَئِذٍ يَّفۡرَحُ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ۔ اس دن مومنوں کو دو خوشیاں ہوں گی ایک تو جنگ بدر کی فتح دوسرے روم والی پیشگوئی کے پورا ہونے کی۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 298-299 ایڈیشن 2016ء)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 16 مارچ 2022)

-اشاریہ-

مقامات

-اشاریہ-

مقامات

کلکتہ	21
بمبئی	21,54,155
کراچی	22,155
سیالکوٹ	31,146
لندن	36،41
پیرس	36،41
کابل	45
پشاور	57
کوہاٹ	57
سرحد	46,57
ہوشیارپور	63
جالندھر	63
ڈلہ	70
بیروت	71
بوٹر	73
قسطنطنیہ	74
گولڑہ	74
بریلی	75
بھوپال	75
ناگپور	77
مردان	78
بہلول پور	78
قاضی کوٹ	79
کوٹ کپورہ	79

✶✶✶✶✶

مضامین کے لنکس

- جاپانیوں کی اسلام کی طرف رغبت حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات کی روشنی میں

(انیس رئیس۔مبلغ انچارج جاپان)

https://www.alfazlonline.org/29/06/2021/38950/

- ایک مشرقی طاقت اور کوریا کی نازک حالت

(انیس رئیس۔مبلغ انچارج جاپان)

https://www.alfazlonline.org/06/07/2021/39372/

- ارشادات حضرت مسیح موعودؑ بابت مختلف ممالک و شہور (قسط 1)

(سید عمار احمد)

https://www.alfazlonline.org/11/09/2021/43674/

- ارشادات حضرت مسیح موعودؑ بابت مختلف ممالک و شہور (قسط 2)

(سید عمار احمد)

https://www.alfazlonline.org/15/09/2021/44101/

- ارشادات حضرت مسیح موعودؑ بابت مختلف ممالک وشہور(قسط3)

(سید عمار احمد)

https://www.alfazlonline.org/22/09/2021/44568/

- ارشادات حضرت مسیح موعودؑ بابت مختلف ممالک اور شہور (قسط4)

(سید عمار احمد)

https://www.alfazlonline.org/29/09/2021/45048/

- ارشادات حضرت مسیح موعودؑ بابت مختلف ممالک وشہور (قسط 5)

(سید عمار احمد)

https://www.alfazlonline.org/13/10/2021/46042/

- ارشادات حضرت مسیح موعودؑ مختلف ممالک و شہور (قسط 6)

(سید عمار احمد)

https://www.alfazlonline.org/27/10/2021/46998/

- ارشادات حضرت مسیح موعودؑ بابت مختلف ممالک وشہور (قسط 7)

(سید عمار احمد)

https://www.alfazlonline.org/03/11/2021/47347/

- ارشادات حضرت مسیح موعودؑ بابت مختلف ممالک وشہور (قسط 8)

(سید عمار احمد)

https://www.alfazlonline.org/10/11/2021/47745/

- ارشادات حضرت مسیح موعودؑ بابت مختلف ممالک وشہور (قسط 9)

(سید عمار احمد)

https://www.alfazlonline.org/17/11/2021/48125/

- ارشادات حضرت مسیح موعودؑ بابت مختلف ممالک و شہر (قسط 10)

(سید عمار احمد)

https://www.alfazlonline.org/24/11/2021/48560/

- ارشادات حضرت مسیح موعودؑ بابت مختلف ممالک و شہر (قسط 11)

(سید عمار احمد)

https://www.alfazlonline.org/01/12/2021/48990/

- ارشادات حضرت مسیح موعودؑ بابت مختلف ممالک و شہر (قسط 12)

(سید عمار احمد)

https://www.alfazlonline.org/08/12/2021/49304/

- ارشادات حضرت مسیح موعودؑ بابت مختلف ممالک و شہر (قسط 13)

(سید عمار احمد)

https://www.alfazlonline.org/15/12/2021/49860/

- ارشادات حضرت مسیح موعودؑ بابت مختلف ممالک و شہر (قسط 14)

(سید عمار احمد)

https://www.alfazlonline.org/29/12/2021/50761/

- ارشادات حضرت مسیح موعودؑ بابت مختلف ممالک و شہر (قسط 15)

(سید عمار احمد)

https://www.alfazlonline.org/05/01/2022/51226/

- ارشادات حضرت مسیح موعودؑ بابت مختلف ممالک و شہر (قسط 16)

(سید عمار احمد)

https://www.alfazlonline.org/12/01/2022/52108/

- ارشادات حضرت مسیح موعودؑ بابت مختلف ممالک و شہر (قسط 17)

(سید عمار احمد)

https://www.alfazlonline.org/19/01/2022/52462/

- ارشادات حضرت مسیح موعودؑ بابت مختلف ممالک و شہر (قسط 18)

(سید عمار احمد)

https://www.alfazlonline.org/26/01/2022/52929/

- ارشادات حضرت مسیح موعودؑ بابت مختلف ممالک و شہر (قسط 19)

(سید عمار احمد)

https://www.alfazlonline.org/02/02/2022/53475/

- ارشادات حضرت مسیح موعودؑ بابت مختلف ممالک و شہر (قسط 20)

(سید عمار احمد)

https://www.alfazlonline.org/09/02/2022/53970/

- ارشادات حضرت مسیح موعودؑ بابت مختلف ممالک و شہر (قسط 21)

(سید عمار احمد)

https://www.alfazlonline.org/23/02/2022/54787/

- ارشادات حضرت مسیح موعودؑ بابت مختلف ممالک و شہر (قسط 22)

(سید عمار احمد)

https://www.alfazlonline.org/02/03/2022/55343/

- ارشادات حضرت مسیح موعودؑ بابت مختلف ممالک و شہر (قسط 23)

(سید عمار احمد)

https://www.alfazlonline.org/09/03/2022/55896/

- ارشادات حضرت مسیح موعودؑ بابت مختلف ممالک و شہر (قسط 24)

(سید عمار احمد)

https://www.alfazlonline.org/16/03/2022/56392/

★★★★★

ادارہ الفضل آن لائن کی دیگر کتب

1. اسلامی اصطلاحات کا بر محل استعمال
2. ارشادات حضرت مسیح موعودؑ بابت مختلف ممالک و شہر
3. ارشادات نور (زیر تکمیل)
4. جماعت احمدیہ کے ذریعہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ میں خلافت خامسہ کا عظیم الشان کردار اور معیت الٰہی (زیر تکمیل)
5. کتاب تعلیم کی تیاری (زیر تکمیل)

★★★★★